INTERNATIONAL URDU MONTHLY
KHELAFAT-E-RASHDA
Faisalabad Pakistan

اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑو آپس میں تفرقہ نہ ڈالو (القرآن)

سپاہ صحابہؓ پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ

خلافتِ راشدہ

فیصل آباد (پاکستان)

مارچ ۱۹۹۲ء رمضان المبارک

بانی: - امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی (شہید)

4 مارچ کو حکومت اور سپاہ صحابہؓ کے درمیان زبردست معرکہ

وزراء کی فوج اور پوری حکومتی مشینری مسلم لیگی اُمیدوار کی انتخابی مہم میں شریک رہی ہے۔

ایران کی شیعہ حکومت کی طرف سے بینظیر کی حمایت کرنے پر

جے یو آئی کو 20 کروڑ روپے کی پیش کش

خمینی اھلِ اسلام کا نہیں اھلِ تشیع کا لیڈر تھا۔

ایران کے قومی دن کی مناسبت سے خصوصی تحریر

کویت کی آزادی ظالموں اور غاصبوں کی شکست ہے

مولانا فاروقی

سپاہ صحابہؓ پاکستان کے جنرل سیکرٹری

محمد یوسف مجاہد

سے خصوصی انٹرویو

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رح نے فرمایا

اتحاد اتحاد اختلاف نہ کیجیے لیکن یہ کوئی نہیں بتلاتا اتحاد کس سے کریں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ قرآن صحیح قرآن نہیں اصل مہدی کے پاس ہے۔ مجھے اتحاد کر لینا چاہیئے؟

ایک شخص کہتا ہے پیغمبر کے حرم محترم اور ازواج نبی پاک طینت نہیں تھیں مجھے اس سے اتحاد کر لینا چاہیئے؟

کبھی سالے سوئی کہیں گے اختلاف پیدا کرتا ہے میری پیدائش سے پہلے کتابیں لکھی گئیں۔ اگر آپ نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ اگر آپ لمبی چادر تان کر سوئے رہے تو حقنواز کا جرم تو نہیں اُسے تو پیدا جو خالق نے بعد میں کیا۔ کتاب میری پیدائش سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔ جس میں عائشہ رض کو ناپاک کہا گیا ہے اگر آج میں اس مصنف کو بدمعاش کہتا ہوں تو میری کیا زیادتی کیا ہے؟ اگر میں آج اس مصنف کے خلاف آواز بلند کرتا ہوں کہ اس کی یہ تالیف ضبط کر لی جائے تو میری زیادتی کیا ہے؟ میرا جرم کیا ہے؟

شاید کوئی کہے کہ تو اکیلا بولتا ہے اور کوئی نہیں بولتا۔ جس نے ناموس اصحاب رسول کے موضوع پر محنت کی وہ بولا اور بولنے کا حق ادا کیا؟ ۔۔۔۔ محنت کی تھی شاہ ولی اللہ نے اسنے بولنے کا حق ادا کر دیا۔ محنت کی تھی اس عنوان پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اس نے تحفہ اثنا عشری لکھ کر رفض کو وہاں گھسیٹ دیا۔ جہاں سے اُس نے جنم لیا تھا۔ محنت کی تھی اس عنوان پر امام اہلسنت عبدالشکور لکھنوی نے اس نے رفض کو لوہے کے چنے چبوا دیئے، محنت کی تھی اس عنوان پر علامہ دوست محمد قریشی نے اس نے دنیائے رفض کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا۔

محنت کی اس عنوان پر علامہ عبدالستار تونسوی نے دنیا اس کی تصدیق کرتی ہے۔ دنیا اس کے علم و فہم کو مانتی ہے تو جس نے اس موضوع کو پڑھا اس نے آواز اٹھائی۔ جس نے نہیں پڑھا اس کا اپنا جرم ہے۔ وہ کیوں آواز نہیں اٹھاتا جو جانتا ہے اُسے تو بولنا چاہیئے؟

(اقتباس تاریخی خطاب شکوہ جواب شکوہ
احرار پارک محرم الحرام ۱۹۸۴ء

رجسٹرڈ نمبر ۷۷-۳-جی

ماہنامہ خلافت راشدہ

شمارہ نمبر ۳ ۵ رمضان المبارک مارچ ۱۹۹۲ء ۹ جلد نمبر ۳

بیاد

شہید ناموس صحابہؓ مولانا حق نواز جھنگوی

بانی سپاہ صحابہؓ پاکستان

نگران اعلیٰ
ابو ریحان ضیاء الرحمن فاروقی

معاون ایڈیٹر
خالد عمران

سرکولیشن منیجر
عبدالغفار سلیم

مدیر معاون
مولانا محمد اعظم طارق

مدیر معاون
خطیب الرحمن شاکر

مجلس ادارت

○ مولانا رفیق الخلیل کراچی ○ محمد یوسف مجاہد ○ ڈاکٹر یاسین چوہدری
○ قاری تاج محمد علی کراچی ○ مولانا محمد مسعود انور کلیم فیصل آباد
○ ایم آئی صدیقی ○ مولانا علی شیر حیدری خیرپور سندھ
○ مولانا سلطان محمود ضیاء ○ قاری نور حسین ایبٹ آباد ○ پیر محمد شاہ مظفرگڑھ
○ بشیر الحق پشاور ○ پروفیسر طاہر ہاشمی
○ جہانگیر شاہ کوئٹہ ○ قاسمی اسرائیل گڑنگی مانسہرہ
○ مولانا ضیاء الحق سرگودھا ○ مولانا غلام محمود اسلام آباد
○ طارق افضال چوہدری ○ عبدالواحد بلوچ دوبئی
○ قاری محمد طیب ہانگ کانگ ○ حافظ عبدالحمید برطانیہ

ظہیر الاسلام سرگودھا ○ حاجی عبداللطیف نعمانی قطر ○ حاجی محمد رفیق بلوچ ابوظہبی

بدل اشتراک

فی شمارہ	۸/- روپیہ
سالانہ	۹۰/- روپے
غیر ممالک کیلئے سالانہ	۔۔۔
متحدہ عرب امارات	۔۔۔ درہم
سعودی عرب	۔۔۔ ریال

ایڈیٹر
انجینئر طاہر محمود

اس شمارے میں

۴۔ جے یو آئی کو ۲۰ کروڑ روپے کی پیشکش
کویت کی آزادی کی سالگرہ پر پیغام
۵۔ اداریہ ۔ جھنگ کا الیکشن دربار کے سائے میں
۶۔ جھنگ میں انتخابی مہم کی جھلکیاں
۷۔ خمینی اہل اسلام کا نہیں اہل تشیع کا لیڈر تھا ۔۔ محمد ابوبکر
۱۱۔ جھنگ میں ضمنی الیکشن ۔ ایک جائزہ شاہد چوہدری
۱۳۔ اک سراغ رساں مرد قلندر رانا امید علی منتظر
۱۵۔ سینوں کا شہزادہ ایثار القاسمی ۔ محمد یوسف تبسم
۱۰۔ لسان نبوت سے سیدہ عائشہؓ کا تعارف
حافظ اختر علی گودی
۱۹۔ کیا شیعہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے وفادار ہیں۔
مولانا حقنواز شہید کا یادگار خطاب
۲۵۔ حضرت علیؓ کے فیصلے
۲۸۔ سیدنا حضرت حسین بن علیؓ
محمد اسلم معاویہؓ
۲۹۔ تحریف قرآن ۔ ایرانی سفارتخانہ کیطرف سے
شائع کردہ کتاب کے جواب میں
مولانا عبدالشکور لکھنوی کی ایمان
افروز تحریر

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ
ایڈیٹر ماہنامہ "خلافت راشدہ" اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد، پاکستان فون ۳۱۱۴۴

انجینئر طاہر محمود نے اسود پرنٹنگ پریس فیصل آباد سے طبع کروا کر دفتر ماہنامہ خلافت راشدہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد سے شائع کیا۔

ایرانی شیعہ حکومت کیطرف سے ۲۰ کروڑ روپے کی پیشکش

مولانا شیرانی نے "شائد دلال کو ہماری قیمت کا اندازہ نہیں" کہہ کر یہ پیشکش ٹھکرا دی

قومی اسمبلی میں جمعیۃ علماء اسلام کے پارلیمانی راہنما اور بلوچستان میں جمعیۃ کے صوبائی امیر مولانا محمد خان شیرانی ایم این اے نے روزنامہ پاکستان کے نامہ نگار نصیر کاکڑ سے ایک ملاقات میں نہایت اہم انکشاف کرتے ہوئے کہا پیپلز پارٹی کے دورِ اقتدار میں جب وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش ہوئی تو ایران کی شیعہ حکومت کے سربراہ نے اپنے خصوصی ایلچی کے ذریعے جمعیت علماء اسلام کے ساتھ رابطہ کیا اور کہا کہ آپ بے نظیر بھٹو کے خلاف تحریک عدم اعتماد میں حصہ نہ لیں۔ اس کے بدلے میں ہم آپ کو ۲۰ کروڑ روپے کی امداد دیں گے۔ مولانا شیرانی نے کہا ایرانی شیعہ سربراہوں نے ہمیں سمجھنے میں غلطی کی۔ ہم نے یہ کہہ کر ایرانی پیشکش مسترد کر دی۔ کہ "شائد دلال کو ہماری قیمت کا اندازہ نہیں"

یہ بات سن کر ایرانی ایلچی نے پینترہ بدلتے ہوئے کہا آپ غریب لوگ ہیں۔ اور پاکستان میں سیاست کرنے کے لئے کافی پیسے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مولانا شیرانی کے انکار کے بعد ایرانی ایلچی اپنا سا منہ لیکر واپس چلا گیا۔

قارئین کرام اس بات سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایرانی شیعہ حکومت کس حد تک پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہی ہیں۔

ایرانی حکومت نے جمعیۃ علماء اسلام کے آٹھ ممبران قومی اسمبلی کی قیمت ۲۰ کروڑ روپے لگائی تھی اس کے علاوہ بے نظیر بھٹو کو عدم اعتماد کی تحریک سے بچانے کے لئے ممبران قومی اسمبلی کو خریدنے پہ اربوں روپیہ خرچ کیا۔

مذکورہ بالا انکشافات سے ہماری آنکھیں جانی چاہئیں کہ ایران کی شیعہ حکومت پاکستان کی شیعہ وزیر اعظم کے اقتدار کو بچانے کے لئے کس حد تک سرگرم رہی ۔ ۔ ۔ ۔ پاکستان کی تمام شیعہ تنظیموں کو ایران کی طرف سے اسلحہ اور روپیہ فراہم کیا جاتا ہے۔ ثقافت کے نام پہ پاکستان میں موجود ایران کے چند عدد خانہ ہائے فرہنگ پاکستانی مسلمانوں کے ضمیر خریدنے پر مامور ہیں۔ اگر آپ گہری نظر سے ساتھ جائزہ لیں تو مولانا حق نواز، مولانا ایثار القاسمی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، جنرل ضیاء الحق مرحوم کی شہادتوں میں ایران کا ہاتھ نظر آئے گا۔

سپاہ صحابہؓ پاکستان کے نائب سرپرست مولانا ایثار القاسمی شہید نے قومی اسمبلی کے ایوانوں میں اپنی پہلی اور آخری تقریر میں جو کہ اسمبلی کے ریکارڈ پر موجود ہے۔ اس بات کا برملا اظہار کیا تھا کہ ایران پاکستان کے اندر اپنے تخریب کار بھیج کر پاکستان کے اندر عدم تحفظ کی فضا پیدا کرتا جس کا ثبوت کوئٹہ اور کراچی کے ہنگاموں میں ایرانی کمانڈو کی گرفتاری ہے۔

مگر پاکستان کی ناعاقبت اندیش حکومت نے مولانا شہید کے انکشافات پر غور کرنے کی بجائے انکو قومی اسمبلی سے سیس کرنیکا فیصلہ کیا۔

کویت کی آزادی ظالموں اور غاصبوں کی شکست ہے!

(مولانا فاروقی)

سپاہ صحابہؓ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی نے کویت کے یوم آزادی کی پہلی سالگرہ کے موقع پر اپنے ایک پیغام میں کہا۔ ایک سال قبل کویت پر غاصبانہ قبضہ کیا گیا تھا۔ سپاہ صحابہؓ پاکستان نے اس ظالمانہ اقدام کی اس وقت بھی مخالفت کی تھی۔ کویت پر قبضہ سے عالم اسلام کو بے انتہاء نقصان کا سامنا ہوا۔

کویت کی آزادی کیلئے لاکھوں مسلمانوں کو موت کی وادی میں جانا پڑا۔ سعودی عرب متحدہ عرب امارات، مصر، شام، لبنان دیگر تمام عرب ملکوں کے علاوہ پاکستان، بنگلہ دیش اور دوسرے اسلامی ملکوں کی معیشت پر بھی بہت برے اثرات مرتب ہوئے۔ اس تمام تر تباہی کا ذمہ دار تنہا صدام حسین ہے۔ اس نے کویت پر غاصبانہ قبضہ کر کے جان بوجھ کر امریکہ اور دوسرے یورپی ملکوں کو کویت اور سعودی عرب میں مداخلت کا موقع فراہم کیا۔

صدر صدام حسین کے احمقانہ اقدام سے عرب ممالک یہودیوں کو اپنا نجات دہندہ قرار دینے پر مجبور ہوئے۔

بنظر غائر دیکھا جائے تو پاکستان اور دنیا بھر کے ممالک مسئلہ کشمیر پہ بھارت اور مسئلہ افغانستان پر روس کی مذمت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ انہوں نے پاکستان اور افغانستان کے علاقوں پہ ناجائز قبضہ جما رکھا ہے۔

اگر کشمیر اور افغانستان پر بلا جواز قبضہ کرنا ناجائز ہے تو پھر کویت پہ راتوں رات قبضہ کرنے کا کیا جواز تھا۔ ہم کویت کی آزادی کی پہلی سالگرہ پہ کویت کی حکومت کو مبارکباد پیش کرتے ہیں

سعودی عرب میں

ماہنامہ خلافت راشدہ حاصل کرنے کیلئے

• مکتبۃ الکوثر شارع الستین
مدینہ منورہ فون ۸۲۲۶۴۴۹ ص۔ب ۷۴۸

• المکتبۃ الامدادیہ
باب العمرہ مکہ مکرمہ
ص۔ب ۱۷۵۹ فون 5748805 پر رابطہ کریں۔ شکریہ!

Scanned by CamScanner

جھنگ کا ضمنی الیکشن — وزیروں کے سائے میں

سپاہ صحابہؓ پاکستان کے نائب سرپرست مولانا ایثار القاسمی کی شہادت کے بعد خالی ہونے والی حلقہ این اے ۱۶۸ اور پی پی ۶۵ کی دونوں نشستوں پر جے یو آئی کی طرف سے سپاہ صحابہؓ پاکستان کے نائب سرپرست مولانا محمد اعظم طارق اور مسلم لیگ کی طرف سے شیخ یوسف قومی اسمبلی اور حاجی اشفاق احمد سوہا صوبائی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں۔ جے یو آئی اور مسلم لیگ دونوں آئی جے آئی کی حلیف جماعتیں ہیں۔ ان کے آپس میں دست و گریباں ہونے کی ایک وجہ یہ ہے۔ جے یو آئی کے سربراہ مولانا سمیع الحق کا شریعت بل کی منظوری کے مسئلہ پر حکومت سے اختلاف ہے۔ حکومت کی غیر اسلامی سرگرمیوں کو ہدف تنقید بنانا۔ سودی نظام کے خاتمہ پر کسی قسم کی سودے بازی سے انکار کرنا۔ اور دوسری وجہ جے یو آئی کی طرف سے قومی اسمبلی کے لئے سپاہ صحابہؓ کے امیدوار کو نامزد کرنا۔

کیونکہ باوثوق ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ ایران کی شیعہ حکومت نے حکومتِ پاکستان کو مجبور کیا ہے۔ کہ وہ سپاہ صحابہؓ کے کسی امیدوار کو قومی اسمبلی میں نہ جانے دے کیونکہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سپاہ صحابہؓ کے مولانا ایثار القاسمی شہید نے اپنی پہلی اور آخری تقریر میں ایران کی پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت، پاکستانی شیعہ تنظیموں کو روپیہ اور اسلحہ کی فراہمی، پاکستان میں دلآزاری لٹریچر کی ترسیل۔ ایران کا تخریب کاری کو اسمبلی کے فلور پر طشت از بام کیا تھا۔ جس کے ٹھیک دس دن بعد انہیں ایک سازش کے تحت شہید کر دیا گیا۔ اب حکومت نے سپاہ صحابہؓ اور جے یو آئی کے امیدوار کو ہر صورت ہرانے کیلئے وزیر اعلیٰ پنجاب سمیت آٹھ وزیروں کی فوج متعین کر دی ہے۔ جو کہ سراسر ناانصافی اور زیادتی ہے۔ مولانا سمیع الحق نے اسے حکومت کی طرف سے جے یو آئی کی سیٹ پر شب خون مارنا قرار دیا ہے۔ جبکہ جماعت اسلامی کے قاضی حسین احمد نے بھی حکومت کے اس فعل کی پرزور مذمت کی ہے۔ اگر الیکشن میں دھاندلی نہ کی گئی تو انشاءاللہ مولانا محمد اعظم طارق صاحب بھاری اکثریت سے کامیاب ہونگے۔

پاکستان کی نامزد امریکی سفیر کے ڈراؤنے خواب

جھنگ کی شکست خوردہ شیعہ جاگیردار بیگم عابدہ حسین جنہیں اسلام کی دعویدار حکومت نے امریکہ میں اپنا سفیر نامزد کیا ہے۔ اگرچہ انہوں نے ابھی تک اپنی اسناد سفارت امریکی صدر جارج بش کو پیش نہیں کی ہیں لیکن اپنے بیانات اور انٹرویوز کا سلسلہ اس طرح شروع کر رکھا ہے۔ جیسے وہ اقوام کا صدارتی الیکشن لڑ رہی ہوں۔ ایک اخباری انٹرویو میں انہوں نے کہا "پاکستان کا اسرائیل سے براہ راست کوئی تنازعہ نہیں ہے۔ یہ عربوں اور اسرائیل کا معاملہ ہے ... "پاکستان مستقبل میں اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کر سکتا ہے۔

نیو یارک سے شائع ہونے والے ایک جریدے "کائنات" کو انٹرویو دیتے ہوئے بیگم عابدہ حسین نے کہا "سپاہ صحابہؓ ایک دہشت گرد تنظیم ہے" جھنگ میں امن عامہ کی خراب صورتحال کی ذمہ دار یہی جماعت ہے۔

اسرائیل اور سپاہ صحابہؓ کے بارے میں اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ بیانات موصوفہ کی سیاسی اور ذہنی بوکھلاہٹ کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ قومی اسمبلی کا الیکشن ہارنے کے بعد وہ وزیر اعظم پاکستان کی مشیر ہیں۔ دوران شاورت وہ جھنگ حلقہ این اے ۱۶۸ کے ضمنی الیکشن کا خواب دیکھتی رہیں۔ اور جھنگ کی دیواروں پر شروع شروع میں چاکنگ بھی کروا دی گئی۔ جب یہاں کسی نے گھاس نہ ڈالی تو وزیر اعظم پاکستان کا ڈوبتا ہوا کشکول لے کر امریکہ روانہ ہو گئیں — جو اب تک خالی ہے۔ اب امریکہ میں بھی سپاہ صحابہؓ کے ڈراؤنے خواب انہیں بے چین کئے ہوئے ہیں۔

ایک اخباری اطلاع کے مطابق موصوفہ کی رہائش گاہ پر امریکیوں کیلئے شراب کی دعوتیں ہوتی ہیں — وزیر اعظم کی چہیتی مشیر میری لینڈ میں گھوڑوں کی ریس پر شرطیں لگاتی نظر آتی ہیں ... برسر عام اوباشوں کی طرح سگریٹ پیتی ہیں۔ اور گفتگو میں گالی گلوچ تک چلی جاتی ہیں۔ سفارتخانے کے اہلکار بھی موصوفہ کی بدکلامی، نخوت اور تکبر سے نالاں ہیں۔

اب پاکستانی حکومت کو وضاحت کرنی چاہیئے کہ بیگم عابدہ حسین کے بیانات پاکستان کی خارجہ پالیسی کے آئینہ دار ہیں؟ اور اس کی مذکورہ بالا اوباشانہ حرکتوں سے پاکستانی مہذب اور غیور قوم کا سر ندامت سے جھک نہیں گیا ہے۔

سود — اللہ سے اعلان جنگ

نواز شریف حکومت کے وفاقی وزیر سردار آصف علی نے سودی نظام کے حق میں موقف اختیار کر کے خداوند کریم کے واضح احکامات کی خلاف ورزی کی ہے انہوں نے نہایت دجل اور فریب سے کام لیتے ہوئے بیان جاری کیا کہ اسلام میں سودی نظام کا متبادل نہیں ہے۔ حالانکہ اسلامی نظریاتی کونسل اسلامی نظام کا متبادل نظام پیش کر چکی ہے۔ اس سلسلہ میں "متحدہ علماء کونسل" کے جید علماء کرام نے سردار صاحب کو چیلنج دیا ہے کہ اگر وہ اپنے موقف کو صحیح سمجھتے ہیں تو پاکستان ٹیلی ویژن پر سودی نظام معیشت کے موضوع پر ہمارے ساتھ مناظرہ کر لیں۔ اب سردار صاحب کو علماء کرام کا چیلنج قبول کر کے میدان میں آنا چاہیئے۔ تاکہ حق اور باطل کا فرق واضح ہو سکے۔

انجینئر طاہر محمود

خمینی اہل اسلام کا نہیں اہل تشیع کا لیڈر تھا!

محمد ابوبکر

۱۱ فروری کو انقلاب ایران کی تیرہویں سالگرہ کے عنوان سے پاکستان میں ایرانی سفارتخانہ کی طرف سے قومی اخبارات کے ذریعے (جنگ، نوائے وقت) پاکستان میں اسپیشل ایڈیشن شائع کروائے گئے جن میں ایران کے خالص شیعہ انقلاب کو اسلامی انقلاب ظاہر کیا گیا۔ اب اگر ایرانی انقلاب کے اصل خدوخال کو عوام کے سامنے پیش نہ کیا گیا تو یہ تاریخی لحاظ سے جرم عظیم ہوگا۔ اسی نقطے کے پیش نظر یہ مضمون تحریر کیا گیا ہے کسی بھی انقلاب کے تجزیہ کے لئے سب سے پہلے بانی انقلاب کے نظریات قبل از انقلاب جدوجہد، انقلاب کی کامیابی کے بعد ابتدائی حالات اور انقلابی جدوجہد میں شریک دوسری قوتوں کے ساتھ کا رویہ، کامیابی کے بعد رویہ اپنے ملک کے عوام اور دیگر ملکوں پر انقلاب کے اثرات کا جائزہ لینا ضروری ہوتا ہے۔

ایرانی انقلاب جو کہ اصل میں شیعہ انقلاب ہے۔ اگر اس انقلاب کو شیعہ انقلاب ہی کہا جاتا تو اس کی اچھائیوں اور برائیوں کا تذکرہ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ جب اس خالص شیعہ انقلاب کو اسلامی انقلاب کہا گیا تو اس کے برے اثرات بھی اسلام کے کھاتے ہی شمار کئے جائیں گے۔ بانی انقلاب جناب خمینی کے نظریات کے ضمن میں انکی ابتدائی دور کی کتابیں انقلاب کے بعد کے خطبات اور انکی زندگی کی آخری تحریر جسے سیاسی الٰہی وصیت نامہ کہا گیا ہے صحابہ رسول کے بارے میں انکے معتقد دلفراشکا ذکر خلافت راشدہ کے ان ہی صفحات میں بارہا کیا جاچکا ہے اس وقت ایران کے نام نہاد اسلامی نظام حکومت کا ذکر کیا جائے گا۔

قبل از انقلاب جدوجہد

شہنشاہیت کے خلاف اور ایران میں جمہوری نظام حکومت کے قیام کیلئے تنہا خمینی اور ان کی جماعت نے جدوجہد نہیں کی۔ بلکہ اس میدان ایران کی تمام سیاسی، مذہبی جماعتوں نے خمینی کے دوش بدوش ہر قسم کی قربانی دی ہے۔ یہ تمام جماعتیں خمینی اور انکے حامیوں کے ساتھ منہاج و عمل میں اختلاف رکھنے کے باوجود شاہی نظام کی شکست اور جمہوری نظام کے قیام و استحکام کے نظریہ میں متحد تھیں۔

خمینی انقلاب سے قبل شاہ ایران کے دور میں اگرچہ شاہ خود شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔ لیکن شیعہ سنی میں امتیاز نہ تھا۔ اس دور میں مغربی تہذیب کو عروج حاصل ہوا۔ جب خمینی نے انقلاب کے نظام کا آغاز کیا تو اسلام کو موضوع بنایا۔ شیعہ مذہب کا نام نہیں لیا گیا۔ چنانچہ نوجوان علماء اور عوام نے اسلامی انقلاب کے لئے خمینی کا ساتھ دیا۔ کردستان کے ایک بڑے عالم علامہ احمد مفتی زادہ، مکتب قرآن میں تعلیم دیتے تھے۔ قرآن کی تعلیمات سے شروع ہو کر یہی مدرسہ ایک تحریک کی شکل اختیار کر گیا۔ ایرانی انقلاب کے دوران علامہ کے بہت سے شاگرد شہید بھی ہو گئے لیکن علامہ نے انقلاب کی حمایت کو لازمی قرار دیدیا۔ کیونکہ شاہ ایران ظالم تھا اور انہیں یقین تھا کہ شیعہ اور سنی کے اتفاق سے ایران میں خالص اسلامی حکومت قائم کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے خمینی سے کئی وعدے بھی لئے جس میں کہا گیا کہ ہمارا انقلاب سنی یا شیعہ نہیں بلکہ اسلامی انقلاب ہے۔ انقلاب کے دوران جب شاہ ایران نے ایرانی عوام کو شیعہ سنی میں تقسیم کرنے کی کوشش کی تو علامہ مفتی احمد زادہ صاحب نے اپنی تقریروں اور خطبوں سے ایران کے مسلمانوں کو شیعہ کے ساتھ اتحاد پر آمادہ کیا۔

انقلاب ایران کے میدان جہد و عمل میں شیعہ مذہب کی طرف سے تنہا خمینی ہی نہیں تھے اس راہ میں انکے ہم سفر بھی نہیں بلکہ پیشرو السید کاظم شریعت مداری آیت اللہ العظمیٰ السید حسین القمی، الامام الحاقانی، الامام زنجانی امام علماء بھی تھے۔ امام قمی نے تو اس سلسلہ میں ۱۴ سال کی طویل مدت تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جبکہ خمینی اس مدت میں ایران سے باہر ترکی، عراق اور پیرس وغیرہ میں راحت و آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ لیکن یہ سب علماء انقلاب کے بعد ایران کی حکومت خمینی کے حوالے کر کے اپنے علمی و دینی زاویوں میں واپس لوٹ کر اپنے مشاغل میں لگ گئے۔ خمینی کے ساتھ حکومت سازی میں بالکل شریک نہ ہوئے۔ مگر خمینی کی احسان فراموشی کا یہ عالم ہے۔ کہ ان علماء کی قربانیوں کے صلے میں کم از کم انکی توقیر و تعظیم ہی کا حق ادا کرتے الٹا ان کے ساتھ آج تک تشدد اور ظلم و زیادتی کا معاملہ کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ شریعت مداری آجکل اپنے گھر میں ایک قیدی کی طرح زندگی کاٹ رہے ہیں۔ امام خاقانی کو تو بالآخر انکے گھر تک نظر بند کر دیا گیا۔ اور امام قمی جیسا مجاہد جس کے پائے ثبات شاہ کی چودہ سالہ انتہائی اذیت ناک سزائیں بھی لغزش نہ دے سکیں۔ آج نہایت کس مپرسی کی حالت میں سات سال کی جیل کاٹی۔ الجمہوریۃ الاسلامیہ سے مایوس ہو کر عزلت نشین ہو گئے۔ اور اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔

انقلاب کی کامیابی کے بعد اسلام کے جید عالم مفتی احمد زادہ صاحب نے خمینی کے سامنے ایک پروگرام پیش کیا کہ کس طرح ہم اختلاف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے۔ سنی اور شیعہ دونوں مل کر اسلامی حکومت کے قیام پر عمل درآمد کر سکتے ہیں۔ چنانچہ مفتی صاحب انکے احباب علماء کرام اور شاگردوں کو نظر بند کر دیا گیا۔

ایران کا نظام اقتدار

الجمہوریۃ الاسلامیہ ایران کے دستور اساسی میں نظام حکومت برپا کرنے کے لئے بہت سارے

Scanned by CamScanner

جلسوں اور نکڑوں کا ذکر کیا گیا۔ مگر یہ ہاتھی کے دانت صرف دکھانے کے لئے استعمال کئے گئے۔ عملاً طور پر ایران میں تین شعبے متحرک ہیں ان ہی تین شعبوں کے گرد پورا نظام حکومت گردش کرتا ہے۔

۱۔ الحرس الثوریہ (پاسداران انقلاب)
۲۔ اللجان الثوریۃ (مجلس عاملان انقلاب)
۳۔ محاکم شوریۃ (مجلس عادلان انقلاب)

ان تینوں مذکورہ شعبوں کے رئیس اور ذمہ داران اگرچہ صاحب جبہ و دستار ہیں۔ اور انکی وضع قطع سے دیندار نظر آتے ہیں۔ مگر حقیقت میں دین سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ان ذمہ داروں کے انتخاب میں علم، دیانت، اخلاق وغیرہ ضروری صلاحیتوں کی بجائے خمینی کی مطلق وفاداری اور بے چون وچرا پیروی کو معیار ٹھہرایا جاتا ہے۔ خمینی کی اس فضیلت کی رعایت میں ایران کی نام نہاد "الجمہوریۃ الاسلامیۃ" کے دستور اساسی میں یہ دفعہ رکھی گئی ہے۔

"حب خمینی حسنۃ لا تضر معہ سیئۃ"

"خمینی کی محبت نیکی ہے، اس کے ہوتے ہوئے کوئی جرم اور گناہ نقصان رساں نہیں ہے۔"

اسی دفعہ کے محور پر آجکل ایران کے اندر تمام احکام و قوانین گردش کرتے ہیں۔ الجمہوریۃ الخمینیہ میں خمینی سے معمولی اختلاف رکھنے والا منافق، مرتد و واجب القتل ہے۔ جب کہ خمینی سے عقیدت و محبت کا دم بھرنے والا بڑے سے بڑے جرم کے بعد بھی لائق تبریک و تکریم ہے۔

خمینی کے ابتدائی تین سالہ دور اقتدار میں ایک ہزار چار سو افراد ہیروئن وغیرہ منشیات کی تجارت کے الزام میں قتل کئے گئے جنہیں صفائی کا موقع تک نہیں دیا گیا۔ کیونکہ یہ سب لوگ اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جو خمینی کے نظام حکومت کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا لیکن ۱۹۸۲ء میں خمینی کے داماد صادق الطباطبائی کو المانیہ کے سفر میں وہاں کے سپاہیوں نے گرفتار کرکے انکے بریف کیس سے ایک کلو چھ سو گرام افیون برآمد کرلی۔ اس جرم میں المانیہ کی حکومت نے انہیں جیل میں ڈال دیا بالآخر ایرانی حکومت کی غیر معمولی کوششوں کے نتیجے میں انہیں رہائی نصیب ہوئی۔ تو خمینی نے خود اپنے داماد کا استقبال کرتے ہوئے انہیں رہائی پر مبارکباد دی۔ چونکہ یہ خمینی کے قریبی عزیز تھے۔ اس لئے جرم کے باوجود جس کی بنا پر ایران کو رسوائی اٹھانا پڑی تھی یہ لائق تبریک و تکریم ہی رہے۔ اس باعزت مجرم کی واپسی کے دوسرے ہی دن حکومت کی طرف سے نہایت جسارت کے ساتھ یہ اعلان کیا گیا۔ کہ کل صبح گیارہ افراد کو منشیات کی خرید و فروخت کے الزام میں پھانسی دی جائے گی۔ شاید یہ بدنصیب خمینی کی محبت سے محروم تھے۔ اسی لئے حیات سے محروم کر دیئے گئے۔

انقلاب کے پہلے ہی ہفتے میں محکمہ ثوریہ نے پانچ افراد کے قتل کا فیصلہ کیا۔ جس میں شاہی دور کے جنرل نصیر زادہ جیسے افراد شامل تھے۔ اس اہم ترین فیصلہ کی خبر اس وقت کے ایرانی صدر "بازرگان مہندس" تک کو نہیں تھی۔ مسٹر مہندس بازرگان کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس فیصلے کے المبادلۃ کرتے ہوئے انہوں نے یہ بیان جاری کیا کہ "میرے نزدیک مرنے کا ہی فیصلہ درست ہے جو شرعی اور قانونی ضوابط کے مطابق ہوگا۔" چونکہ یہ فیصلہ امام غائب کے نائب ایران کے رہبر، خدائی اقتدار کے حامل فقیہ عادل خمینی کے چشم ابرو کے اشارے پر کیا گیا۔ اس لئے اس کے مقابلے میں بے چارے شوریٰ کے مسٹر بازرگان کے بیان کی کیا حیثیت تھی۔ فیصلہ اپنی جگہ اٹل رہا۔ اور بیچارے پانچوں افراد فیصلے کے مطابق قتل کر دیئے گئے۔ یہ اہم ترین اور انتہائی غیر متوقع فیصلہ چونکہ انقلابی قیادت کا اولین فیصلہ تھا۔ عوام اور خود مجلس تنفیذی اس بارے میں اپنے رہبر کے مؤقف سے بھی واقف نہیں تھی۔ اس لئے اس فیصلہ پر عملدرآمد کیلئے کوئی تیار نہ تھا۔ خمینی صاحب کو جب اس صورتحال کی اطلاع دی گئی تو غضبناک ہو کر فرمایا۔

"ایجری بوشاشۃ حتی اذھب بنفسی والنفذ فی ھؤلاء المجرمین الموت؟"

مجھے گن دو تاکہ میں خود جاکر اس فیصلہ کی تنفیذ کرسکوں ان مجرمین کو موت کے گھاٹ اتار دوں۔ خمینی کا یہ چنگیزی فرمان سن کر وہاں موجود حاضرین کو یقین ہوگیا کہ امام مطلق کا یہی فیصلہ ہے۔

المحکمۃ الثوریہ کے رئیس محمد الکیلانی نے (جس کے فیصلے سے صرف تین ماہ کے اندر ہزاروں بچے، جوان، بوڑھے، مرد اور عورتیں موت کے غار میں پہنچا دیئے گئے) اس خونریزی سے تنگ آکر خمینی کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ کمسن اور نابالغ قیدیوں کو قتل کرنے کی بجائے دار التربیت میں رکھ کر انکی اسطرح تربیت کی جائے کہ وہ مخالف رہنے کی بجائے ہمارے موافق ہو جائیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ اور بوڑھوں کے متعلق یہ تجویز پیش کی کہ انہیں قتل کی بجائے جیل میں پڑا رہنے دیا جائے۔ کچھ دنوں کے بعد یہ خود اپنی موت مر جائیں گے۔ لیکن خمینی نے ان دونوں تجاویز کو "قاتلوا ائمۃ الکفر" کہتے ہوئے رد کر دیا۔

خمینی کے پوتے "حسین" کا ایک بیان

ڈاکٹر موسی الموسوی نے اپنی کتاب الثورۃ البائسہ کے ص ۱۳۵ پر نقل کیا ہے

کہ بندر عباس کے قاضی نے خمینی کے مخالفوں کو مفسدین فی الارض قرار دیکر ان کے بارے میں یہ فیصلہ کیا۔ جسے بلاتاخیر نافذ بھی کر دیا گیا۔

"یہ مفسدین فی الارض ملک کے امن وامان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا انہیں

(الف) گرفتار کرکے قتل کر دیا جائے۔

(ب) انکے تمام اموال منقولہ وغیر منقولہ ضبط کر لئے جائیں۔

(ج) جو لوگ ان سے رابطہ و تعلق رکھتے ہیں۔ انکی بھی جائیداد ضبط کر لی جائے۔

یہی "حسین خمینی" راوی ہیں کہ کردیوں کی تحریک کا قلع قمع کرنے کی غرض سے المحکمۃ الثوریہ کے صدر الخلخالی کے معیت میں ہم کردستان گئے الخلخالی نے وہاں پہنچتے ہی یہ فیصلہ صادر کر دیا کہ جیل میں بند قیدیوں کی فہرست لیکر پہلے

Scanned by CamScanner

تیس کو فوراً قتل کر دیا جائے۔ اس فیصلہ کو سن کر میں نے خلخالی سے کہا۔

"اتق اللہ یا رجل کیف تقتل ناساً لم تعرف اسمائهم۔ کیف باعمالهم"۔ خلخالی خدا سے ڈرو تم ان لوگوں کو کیونکر قتل کر رہے ہو جن کا نام بھی تمہیں معلوم نہیں۔ انکے جرائم سے واقفیت تو دور کی بات ہے۔ یہ سن کر ملا خلخالی نے جواب دیا۔

"عام لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے یہ اقدام ضروری ہے۔ پھر ہزار التماسوں کے بعد تیس کی تعداد گھٹا کر دس کر دی گئی یہ دس بے گناہ اسی وقت قتل کر دیئے گئے۔ ان مقتولین میں بعض مکتب میں پڑھنے والی بچوں کی استانیاں اور دو تیرہ سال سے کم عمر کے بچے بھی شامل تھے۔

ایرانی انقلاب کی کامیابی کے کچھ عرصے کے بعد ایران کا آئین مرتب کرنے کے لئے حکومت نے مجلس خبرگان بنائی تاکہ وہ دستور بنائے اس میں لکھا گیا کہ ایران کا سرکاری مذہب شیعہ اثنا عشری ہے اور یہ قیامت تک رہے گا۔ دوسرے لوگوں کے بارے میں لکھا کہ باقی لوگ اپنے مذہب کے مطابق زندگیاں گزار سکتے ہیں۔ مفتی احمد زادہ نے خمینی سے ملاقات کی اور کہا کہ جب ہم اسے شیعہ انقلاب نہیں کہتے اسلامی انقلاب کہتے ہیں تو پھر آپ کیوں دستور میں خود کو شیعہ لکھتے ہیں؟

دستور میں یہ بھی لکھا گیا کہ صدر کا شیعہ ہونا چاہیئے۔ اس یک طرفہ قوانین کا یہ اثر ہوا کہ اب صدر اور وزیر اعظم تو در کنار ایک وزیر بھی سنی نہیں ہے۔ حالانکہ انقلاب کو بارہ سال ہو گئے نوبت بایں جا رسید کہ کسی اہم عہدے پر سنی فائز نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ اسکولوں اور مدرسوں میں استاد بھی سنی نہیں رکھے جاتے۔ انقلاب کے بعد جب یہ صورتحال واضح ہوئی تو مفتی صاحب نے اہلسنت کے علماء کو جمع کیا اور ایک شوریٰ "شورائے مرکزی اہلسنت" شمس بنائی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس کے ذریعے اہلسنت مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ انھوں نے تہران میں اہلسنت مسلمانوں کے لئے ایک مسجد بنانے کی کوشش کی۔ کیونکہ تہران میں ایک لاکھ سے زائد سنی مسلم ہیں۔

لیکن انکے لئے ایک مسجد بھی نہیں ہے۔ کچھ لوگ پاکستان کے سفارتخانے کے مدرسے کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ جہاں کوئی باقاعدہ مسجد نہیں ہے۔ بلکہ نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ مخصوص کر دی گئی اور کچھ لوگ حزب اسلامی کے دفتروں وغیرہ میں پڑھتے ہیں۔ جب کہ اکثریت نماز با جماعت سے محروم رہتی ہے۔ تہران میں عیسائیوں کے کلیسا ہیں زرتشت آتش کدے اور دیگر عبادت گاہیں ہیں۔ لیکن سنیوں کیلئے مساجد بنانے پر پابندی کہ اس سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ سنیوں کے علاقے میں جہاں سو فیصد سنی آبادی ہے وہاں چند ملازمین شیعوں کے لئے علیحدہ مسجد بنائی جاتی ہے۔ چنانچہ مفتی زادہ صاحب نے تہران میں مسجد بنانے کیلئے چندہ کیا، رقم جمع کی لیکن حکومت نے اس رقم کو قبضہ میں لیا اور انہیں پابند سلاسل کر دیا۔ مفتی زادہ صاحب مسجد بنا کر مذہب کے تحفظ کے لئے رسالہ نکالنا چاہتے تھے۔ چنانچہ حکومت نے یہ دیکھتے ہوئے کہ سنیوں میں مفتی زادہ صاحب کے اثرات ہیں اور انکی تحریک حکومت کے خلاف جائے گی۔ مفتی صاحب انکے احباب علماء کرام اور شاگردوں کو گرفتار کر لیا۔ شوریٰ کے اراکین کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور اہلسنت کی اس تحریک کو ختم کر دیا۔ اخوان المسلمین جماعت اسلامی اور دیگر کئی تنظیموں نے جب انکی گرفتاری پر احتجاج کیا تو حکومت نے ابتداء میں اس بات سے انکار کر دیا اور کہا کہ مفتی زادہ صاحب کو گرفتار نہیں کیا گیا؟ جب یہ گرفتاری ظاہر ہو گئی تو کہا گیا کہ مصلحتاً گرفتار کیا گیا ہے۔ آخری خط میں فضیل صاحب نے مفتی زادہ کی رہائی کیلئے خامنہ ای کو لکھا تو انھوں نے کہا کہ یہ ہمارا داخلی معاملہ ہے۔ اور ہماری خواہش ہے کہ آپ اس میں مداخلت نہ کریں۔

خمینی نے ایک بار مفتی زادہ صاحب کو خط لکھا کہ ہم آپکو رہا کرتے ہیں۔ لیکن آپ اپنا کام دوبارہ شروع نہ کریں۔ انھوں نے کہا یہ میرا دین ہے اگر میں دعوت کو چھوڑوں گا، تو دین چھوڑ دونگا خمینی نے کہا آپ صرف لکھ دیں بعد میں جو چاہیں کریں۔ انھوں نے کہا میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ ان کے شاگردوں کو ایک دو سال کے بعد چھوڑ دیا گیا لیکن مفتی صاحب کو نہیں چھوڑا گیا۔

ایران میں انقلاب کے بعد کردستان میں حکومت اور کردوں کے درمیان جو زیادہ تر لادین کمیونسٹ تھے جنگ رہی۔ اس عرصہ میں مفتی صاحب نے حکومت کی حمایت میں بڑا کردار ادا کیا۔ انہی کے شاگردوں نے حکومت کی حمایت میں ان عناصر سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ مفتی صاحب اور انکے شاگردوں پر حکومت کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا جانے لگا۔ بعد ازاں انہوں نے محسوس کیا کہ حکومت ان سے لڑنے کیلئے ہمیں امداد اور اسلحہ نہیں دے رہی۔ علاوہ ازیں آیت اللہ طالقانی نے جو متعصب نہیں تھے بتایا کہ حکومت چاہتی ہے کہ آپ کی کمیونسٹوں کے ساتھ جنگ جاری رہے اور آپ دونوں کمزور ہو جائیں چنانچہ انھوں نے سنندج سے جو کردستان کا مرکز ہے ہجرت کی اور کرمانشاہ آ گئے۔ ہجرت کے بعد شوریٰ بنائی اور حکومت سے تعلقات ختم ہو گئے۔ بعد ازاں انکے خلاف پروپیگنڈہ شروع کیا گیا کہ یہ سنی اور شیعوں میں اختلاف پیدا کرنا چاہتے ہیں اور سعودی عرب کے ایجنٹ ہیں۔ ایران میں جب اہلسنت کی تحریک رک گئی، تو کثیر تعداد میں نوجوانوں نے ایران سے نکلنا شروع کر دیا۔ شاہ ایران کے زمانے میں بھی طالب علم دوسرے ملکوں میں علم کے حصول کے لئے جاتے تھے۔

ایرانی حکومت کے جاسوسوں نے رپورٹ دی کہ یہ طالبعلم جب ایران واپس جاتے ہیں انکے افکار و عقائد بدل جاتے ہیں۔ جب ایرانی طلباء واپس جاتے ہیں تو انھیں گرفتار کر لیتے ہیں اور پوچھتے کہ کیا پڑھا ہے۔ حکومت کے بارے میں کیا نظریہ ہے۔ جن پر شبہ ہو جاتا کہ یہ حکومت کے خلاف خیالات رکھتے ہیں انہیں گرفتار کر لیتے بقیہ کو چھوڑ دیتے۔ آغاز انقلاب میں ایران میں سنیوں کو پھانسی نہیں دی گئی تھی۔ صرف ایک سنی بہن عکوری کو جو شیعہ سے سنی ہو گئی تھی، پھانسی دی گئی تھی لیکن جب ایران کی حکومت نے محسوس کیا کہ سنیوں کی تحریک زور پکڑ رہی ہے تو پھانسیوں کا آغاز کر دیا اور یوں متعدد افراد کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

شاد خوشنویس
ادارہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد

Scanned by CamScanner

وہ کون تھا؟

تحریر: اخلاق احمد ایاز

۱۔ جو مصائب سے بے پرواہ ہو کر شاہوں کے گریبانوں سے کھیلتا رہا۔
۲۔ ظلم کی دھجیاں اڑاتا رہا۔
۳۔ آلام کی گھاٹیوں میں مسکراتا رہا۔
۴۔ مصائب کی موجوں میں شناوری کرتا رہا۔
۵۔ استبداد کو للکارتا رہا۔
۶۔ ملت کا بکھرا شیرازہ جوڑتا رہا۔
۷۔ کج روی کی تاریکی میں فکر و شعور کی کرنیں بکھیرتا رہا۔
۸۔ جس نے عشرت کدوں کو خیرباد کہہ کر زندانوں کو آباد کیا۔
۹۔ جس نے بلا خوف ولومۃ لائم ہمیشہ سچی بات کہی
۱۰۔ جس نے مشن کی تکمیل کے لئے سنگلاخ منزلیں طے کیں۔
۱۱۔ جس نے مصائب کی آندھیوں میں صداقت کا چراغ جلایا۔
۱۲۔ جو شعلوں میں کودا۔
۱۳۔ آگ سے کھیلا۔
۱۴۔ طوفان سے ٹکرایا۔
۱۵۔ مخالفتوں سے خائف نہ ہوا۔
۱۶۔ عداوتوں سے نہ ڈرا۔
۱۷۔ نہ مایوسیوں سے گھبرایا۔
۱۸۔ جس نے سپر یا ورد سے ٹکر لی۔
۱۹۔ جس نے زمانے کی ہواؤں سے بغاوت کی۔
۲۰۔ جس نے حق کی خاطر سر کٹانا پسند کیا۔
۲۱۔ جس نے اصحاب رسولؐ کے ناموس کی خاطر تختہ دار تک جانا پسند کیا۔
۲۲۔ جس نے اپنی آواز سے بڑے بڑے ایوان ہلا دیئے۔
۲۳۔ جس کی داستان حیات جہد و عمل، عزم و ہمت، استقلال و پامردی، جرأت و استقامت، شرافت و دیانت، صدق و خلوص، اصول و سرپرستی سیاسی بصیرت اور توکل علی اللہ کی آئینہ دار تھی۔
۲۴۔ جس کا کھلا ہوا رنگ، باوقار چہرہ، کشادہ پیشانی جس پر تدبر کے نقوش، قد میانہ، سر پہ ٹوپی، ہاتھ میں چمکدار کلہاڑی، چہرہ پر مسکراہٹ، بول چال سادہ، عجز و انکساری میں ڈھلا ہوا انسان تھا۔

وہ تھے امیر عزیمت، بطل جلیل، شہید اسلام، سرمایۂ اہلسنت ممتاز عالم دین رئیس الواعظین۔ انقلاب کے شہسوار، مفکر و مدبر، سرخیل کاروان صداقت ارتیم ملت، خیر خواہ امت، مسلم قوم کے لئے ریشم کفر کے لئے دیوارِ فولاد۔ شمشیرِ بے نیام۔ گفتار کردار میں اللہ کی برہان۔ مبلغ قرآن۔ حق کا ترجمان، علم کا قدردان۔ عالمِ ذیشان۔ ہر مجلس کی رونق ہر محفل کی جان۔ صاحب فراست۔ شرافت و ہمت کا پیکر۔ توحید و سنت کا علمبردار۔ کفر کے خلاف سراپا یلغار۔ سنیوں کی جان۔ عالم نوجوان۔ فخر پاکستان اہلسنت کا ترجمان۔ امام المجاہدین۔ شیریں بیان حضرت مولانا حق نواز جھنگویؒ شہید۔
(خدا انکی قبر کو روشن رکھے، انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔

آج کا دن سپاہِ صحابہؓ کے لئے اس عہد کا دن ہے کہ

سر کفر کا اذریدکے قدموں میں کچل دو
ہیں سامنے دشمن انہیں پیغام اجل دو
جانباز جوانو رخِ حالات بدل دو
دل میں ہیں جو ارمان شجاعت کے نکالو

اب ہمیں اپنے مقاصد کے لئے سیلاب اور طوفان کی سی تیزی دکھانی ہو گی۔ گاڑی کے منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے راہ ہموار ہو گئی ہے۔ اب ہمیں دریا ہی نہیں بلکہ آگے بڑھ کر سمندر کو بھی کھنگھالنا ہو گا ہمارے محبوب شاعر نے کہا ہے۔

اپنے پرچم کا کہیں رنگ بھلا مت دینا
سرخ شعلوں سے جو کھیلو گے تو جل جاؤ گے

(امجد مصطفےٰ۔ مظفر گڑھ)

شہید جھنگویؒ

صاحب توحید و ایماں حق نواز — شیر یزداں سیف رحمٰن حق نواز
سرمایۂ اہلِ حق ہے حق نواز — حق نواز نے کی ہے یارو حق نوازی
حق نواز نے کی ہے یارو حق نوازی
حق نواز نے پایا درجہ امتیازی
پناہ گاہ اس کی تھی ربِ حقیقی — کریں گے کیا اربابِ مجازی
لگا دی اس نے آخر سر کی بازی — اس کو سب کہو امت کا غازی
وہ تھے حق بین و حق گو وہ حق پہ قربان
صحابہؓ کا دفاع تھا اس کا ایمان
وہ عاشق تھا نثارانِ رسولؐ کا — صحابہؓ اہل بیتؓ جانِ رسولؐ کا
انہوں نے حق پہ جان قربان کردی — جانے دنیا بہت آسان کردی
اسی کا خون رنگ لائے گا آخر
شیعہ ٹھہر جائیں گے ایک بار کافر
شیعہ ہو جائیں گے اب غیر مسلم — کفر ثابت ہے ان کا یارو محکم
شہیدؒ تو پہنچ گئے بارگاہ میں — مظفر اور منصور لا الٰہ میں
ہمیں کرنی ہے تقلید جھنگویؒ کی
اسی بے باک و غیور قوی کی!!!
گرفت قادیانیت فرض بردم — گرفت شیعیت برماست لازم
حسینؔ گوید کہ عظمت جھنگویؒ را
علامت از شہادت جھنگویؒ را

(محمد حسین المنتظم مری)

جھنگ میں ضمنی الیکشن ——— ایک جائزہ

شاہد چوہدری

۱۹۸۸ء کے عام انتخابات میں جھنگوی شہیدؒ نے حلقہ ۶۸ NA سے پہلی بار حصہ لیا۔ وسائل کی کمی ۴۰ سال سے وڈیرہ شاہی کے تسلط اور ایک غریب آدمی ہونے کے باوجود اپنی انتھک محنت خلوص نیت اور زور خطابت کی وجہ سے ایک جاگیردار شیعہ امیدوار عابد حسین کے مقابلے میں کم و بیش ۲۹۰۰۰ ہزار ووٹ لے کر یہ ثابت کر دیا کہ اگر انتھک محنت کی جائے تو لوگ قائل ہوتے ہیں اور ساتھ دیتے ہیں۔ مولانا جھنگوی شہیدؒ اس وقت JUI فضل الرحمٰن گروپ کے پنجاب کے نائب امیر بھی تھے۔ لہذا جے یو آئی کے ہی ٹکٹ پر الیکشن لڑے تھے۔ مولانا شہیدؒ الیکشن تو ہار گئے لیکن پہلی ہی دفعہ انتہائی ناساعد حالات میں ایک حلقہ میں ۲۹۰۰۰ ہزار ووٹ دلوا کے شیعیت کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کروا کے آنے والی نسلوں کے لئے منزل آسان کر گئے۔ ۲۲ فروری ۱۹۸۹ء کو مولانا کو شہید کر دیا گیا۔ پھر شہر میں وہ طوفان اٹھا جو اب تک تھمنے کا نام نہیں لیتا۔ ۹۰ء میں اسمبلیاں ٹوٹ گئیں اور الیکشن دوبارہ ہوا۔ مولانا ایثار القاسمی جانشین جھنگوی شہیدؒ نائب سرپرست سپاہ صحابہؓ JUI (سمیع الحق گروپ) کے کوٹہ سے آئی جے آئی کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کا الیکشن لڑے۔ وہ تقریباً ۶۲۰۰۰ ہزار ووٹ لیکر بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ ان کے مقابلہ میں پیپلز پارٹی کے شیعہ جاگیردار امیدوار امان اللہ سیال ۳۲۰۰۰ ہزار ووٹ لئے۔ نہ صرف یہ بلکہ قاسمی شہیدؒ صوبائی اسمبلی PP ۶۵ سے بھی بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ یعنی سپاہ صحابہؓ نے ایک ہی الیکشن میں پی پی پی اور آئی جے آئی کو شکست دے کر یہ ثابت کر دیا کہ سپاہ صحابہؓ اپنا ایک تشخص اور پروگرام رکھتی ہے اپنا اثر و رسوخ رکھتی ہے۔ اور لوگ اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ (واضح ہے کہ اس الیکشن میں قاسمی شہید صوبائی نشست پر آزاد امیدوار تھے) دونوں سیٹوں پر عبرتناک شکست کھانے کے بعد جاگیرداری وڈیرہ شاہی اور شیعیت میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھی۔ وہ قاسمی شہید کو راستے سے ہٹانے کے منصوبے بنانے لگے۔ صوبائی نشست قاسمی نے چھوڑ دی۔ اس نشست پر الیکشن ۱۰ جنوری ۱۹۹۱ء کو کروانے کا اعلان کیا گیا۔ پولنگ کے دن ناعاقبت اندیش، مفاد پرست، سیاستدانوں، وڈیروں جاگیرداروں کی ملی بھگت سے قاسمی صاحب کو جھنگ پرانا شہر میں اندھا دھند فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ الیکشن ملتوی ہو گیا۔ واضح ہے کہ سپاہ صحابہؓ کی طرف سے میاں اقبال حسین اور آئی جے آئی کی طرف سے شیخ محمد اقبال امیدوار تھے میاں اقبال حسین صاحب دولت ثروت ہونے کے باوجود صاحب ایمان آدمی تھے۔

غریبوں، یتیموں، مسکینوں پر شفقت فرمایا کرتے تھے۔ وہ بھی سیاستدانوں اور شیعیت کی نظروں میں کھٹکنے لگے تھے۔ لہذا قاسمی کی شہادت کے چند مہینوں بعد انہیں بھی شہید کر دیا گیا۔ ان کے بعد سید صادق حسین شاہ صاحب، مولانا رشید احمد مدنی سمیت پانچ علماء کو شہید کر دیا گیا۔ کیا آج امن امن کا درس دینے والوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ وہ ان جید علماء اور دیگر بے گناہ لوگوں کے قتل کے وقت کہاں تھے۔ اس وقت امن یاد نہیں آیا۔ کبھی قاتل کو تختہ دار تک نہیں پہنچایا گیا۔ یہ ایک فطری بات ہے کہ جب قانون انصاف فراہم کرنے سے پہلے قاصر ہو تو انتقام کی آگ بھڑکتی ہے اور پھر امن کا نعرہ خواب ہی رہ جاتا ہے۔ کیا کبھی اس بات پہ غور کیا گیا کہ مہر و محبت کا شہر تخریب کاری اور دہشت گردی کی آماجگاہ کیوں بن گیا۔ اگر جھنگوی شہید کے قتل کے اصل خرافات سے پردہ اٹھا کر ان گھناؤنے کرداروں کو تختہ دار تک پہنچا دیا جاتا۔ جو اس قتل کے ذمہ دار تھے تو امن بحال ہو سکتا تھا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کے بعد مزید بیسیوں بے گناہ لوگ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ماؤں کے بیٹے چھین لئے گئے۔ بہنوں سے بھائی جدا ہوئے۔ سہاگ اجڑ گئے۔ لیکن قانون حرکت میں نہ آیا قاسمی قتل ہوئے قاتلوں کا کچھ پتہ نہیں۔ اقبال حسین کے قاتل ابھی گرفتار نہیں ہوئے۔ پانچ علماء کے قاتل ڈھونڈنے میں حکومت ناکام رہی۔ چھ شیعہ افراد کے قاتل پس پردہ ہیں۔ انہیں گرفتار نہیں کیا گیا بلکہ جھوٹے مقدمات میں الجھا کر سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں پر نمک چھڑکا گیا۔

ان تمام واقعات و حالات کے بعد اب الیکشن کمشنر نے جھنگ میں حلقہ ۶۸ NA اور PP ۶۵ میں ضمنی انتخابات کے شیڈول کا اعلان کر دیا۔ انتخابات کی تاریخ ۴ مارچ ۱۹۹۲ء رکھی گئی ہے۔ آئی جے آئی نے ٹکٹ کیلئے درخواستیں طلب کیں۔ قومی اسمبلی کے ٹکٹ کے لئے مسلم لیگ کی طرف سے سید کاظم گیلانی عرف پیر پٹھان، میاں ریاض حشمت جنجوعہ اور شیخ محمد یوسف نے آئی جے آئی کی ٹکٹ کے لئے درخواستیں دیں۔ چونکہ قومی اسمبلی کی سیٹ پر مولانا قاسمی شہید آئی جے آئی (سمیع گروپ) کے کوٹہ سے آئی جے آئی کا ٹکٹ لیکر کامیاب ہوئے تھے۔ اس لئے مولانا اعظم طارق نے آئی جے آئی (سمیع گروپ) کی طرف سے آئی جے آئی کے ٹکٹ کیلئے درخواست دی۔ لیکن آئی جے آئی کا ٹکٹ مسلم لیگ کے شیخ محمد یوسف کو دے دیا گیا۔

جھنگ میں آئی جے آئی کے امیدوار کی انتخابی مہم کے سلسلہ میں منعقدہ جلسے سے خطاب کرتے ہوئے صوبائی وزیر ارشد لودھی نے کہا کہ ہم نے مولانا اعظم طارق کو اس لئے آئی جے آئی کا ٹکٹ نہیں دیا کہ گذشتہ الیکشن میں مولانا ایثار القاسمی نے آئی جے آئی کے ٹکٹ سے قومی اسمبلی کی نشست جیت کر جب آئی جے آئی کے صوبائی امیدوار کو پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آزاد حیثیت سے ہرا دیا۔ جہاں تک قلم کے تقدس کا تعلق ہے راقم الحروف یہ بات تسلیم کرنے میں کوئی حجاب محسوس نہیں کرتا کہ مولانا قاسمی شہید نے پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کی۔ مولانا شہیدؒ کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

لیکن حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو ہر جگہ صوبائی سیٹ کے لئے قومی اسمبلی کے امیدوار کی مرضی اور مشورہ سے صوبائی ٹکٹ تقسیم کئے گئے لیکن جھنگ میں مولانا ایثار القاسمی شہید کی مرضی اور مشورہ کے

Scanned by CamScanner

نمبر شیخ اقبال کو ٹکٹ دیا گیا۔ جو سراسر ناانصافی اور زیادتی تھی۔ ہر علاقے اور ہر حلقے کے اپنے مخصوص سیاسی حالات ہوتے ہیں۔ جھنگ کے مخصوص حالات، کارکنوں کے دباؤ اور سپاہ صحابہؓ کی ساکھ بحال رکھنے کے پیش نظر مولانا ایثار القاسمی کو صوبائی اسمبلی کا الیکشن لڑنے کا فیصلہ درست تھا۔ سیاست بہرحال حالات و رجحانات دیکھ کر ہی کی جاتی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس وقت صوبائی اور قومی اسمبلی کی دونوں سیٹوں پر سپاہ صحابہؓ کو نمائندگی دی جاتی۔ یہی حالات کا تقاضا تھا۔ اور اکثریت کا فیصلہ بھی۔ لیکن اس وقت ایسا نہ کیا گیا۔

اور اب وزارت امن کا درس دیا جاتا ہے۔ اس ضمنی الیکشن میں بھی مولانا اعظم طارق کو آئی جے آئی کا ٹکٹ نہ دے کر وہی غلطی دہرائی گئی ہے جس سے پہلے ہی کئی جانیں موت کی آغوش میں جا چکی ہیں۔ ارباب اقتدار کو اس طرف توجہ دینی چاہیئے تھی۔

جہاں تک صوبائی اسمبلی کی سیٹ کا تعلق ہے اس پر شیخ محمد یونس، حاجی عابد حسین، اور حاجی افتخار احمد نے مسلم لیگ کی طرف سے آئی جے آئی کی ٹکٹ کیلئے درخواستیں دیں۔ ٹکٹ حاجی افتخار احمد کو مل گیا۔ یہ تو تھا ٹکٹوں کی تقسیم کا مسئلہ۔ رہی بات یہ کہ قومی اسمبلی کے آئی جے آئی امیدوار شیخ محمد یوسف کون ہیں؟ اور صوبائی اسمبلی کے افتخار احمد کون ہیں؟ جھنگ کے باسی تو انہیں بخوبی جانتے ہیں۔ وہ قارئین جو جھنگ سے باہر دوسرے ضلعوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ یہ دونوں امیدوار سپاہ صحابہؓ کے ہی چشم و چراغ تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا کہ وہ مدمقابل کیوں آگئے۔ یہ بات سپاہ صحابہؓ کی قیادت کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے۔ ہمیں سوچنا ہوگا۔ کہ ایسا کیوں ہوا۔ وہ کون سے عناصر اور عوامل ہیں جو سنیت کو آپس میں لڑا کر انکی طاقت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وہی نام نہاد سیاستدان وڈیرے اور شیعہ ہیں جو خود میدان چھوڑ کر ہمیں آپس میں دست و گریباں کر رہے ہیں۔ جہاں شیخ محمد یوسف اور حاجی افتخار احمد کو یہ سوچنا چاہیئے کہ ہمیں کون استعمال کر رہا ہے۔ وہاں سپاہ صحابہؓ کی قیادت کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہیئے کہ جماعت کے اندر تو کوئی خامی نہیں رہ گئی ہے تو اسے دور کرنا چاہیئے۔ تاکہ سنی کاز کو نقصان نہ پہنچے اس لئے کہ یہی جماعت کا مشن ہے اور اسی لئے بیسیوں جانیں شہید ہوئیں۔

۲۰ فروری ۱۹۹۲ کو وزیراعلیٰ پنجاب غلام حیدر وائیں نے آئی جے آئی کی انتخابی مہم کے سلسلے میں ایک جلسے سے خطاب کیا۔ اور تقریباً ۹ کروڑ روپے مالیت کی ترقیاتی سکیموں کا اعلان کیا۔ جس میں جھنگ کو سوئی گیس کی فراہمی بھی شامل ہے۔ جو شاید انتخابی نعروں کی طرح ایک رسمی اعلان ہی ہے۔ اگر ان اعلانات پر جھنگ میں ترقیاتی کام ہو بھی جاتے ہیں۔ تو یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ سپاہ صحابہؓ کی ہی مرہون منت ہوا ہے۔ اس لئے کہ اگر سپاہ صحابہؓ مقابلہ میں نہ ہوتی تو وزیراعلیٰ پنجاب اپنے چیلوں سمیت جھنگ میں آکر ان سکیموں کی منظوری ہرگز نہ دیتے۔ سپاہ صحابہؓ کی طاقت کو کمزور کرنے کے ہتھکنڈے ہیں لوگوں کو بہلانے کے بہانے ہیں۔ اور یہ ایک خواب ہے جو کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔ تادم تحریر سپاہ صحابہؓ کے امیدوار اور آئی جے آئی کی صوبائی کابینہ کی انتخابی مہم زوروں پر ہے۔

امن و امان کی صورتحال ابھی تک بہتر ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ تخریب کاروں اور شرپسندوں سے محفوظ رکھے۔ بشرط امن بحال رہے فیصلہ ۴ مارچ کو ہو جائیگا۔

یہ بات قارئین کے ذہن میں رہنی چاہیئے کہ جھنگ کے ضمنی الیکشن کے نتائج سے سپاہ صحابہ پاکستان کے مشن، نظریہ اور جدوجہد پر کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ سپاہ صحابہ پاکستان کی قیادت الیکشن کو صرف اور صرف مشن کے حصول کے مختلف ذرائع میں سے ایک ذریعہ سمجھ کر لڑ رہی ہے۔

حالیہ بلدیاتی انتخابات میں سپاہ صحابہؓ پاکستان نے بلدیہ جھنگ کی ۴۰ نشستوں میں ۳۸ پر کامیابی حاصل کرکے واضح کر دیا کہ جھنگ میں سپاہ صحابہؓ اکثریتی پارٹی ہے بلدیہ کے چیئرمین اور وائس چیئرمین بلامقابلہ بھی سپاہ صحابہؓ ہی کے بنے ہیں۔ اسلئے بھی سپاہ صحابہؓ جھنگ کی اکثریتی جھنگ جماعت ہے۔ لیکن نہ جانے آئی جے آئی کی قیادت کے نزدیک میرٹ کی تعریف کیا ہے۔ اب حکومت سپاہ کو توڑنے کیلئے تمام تر وسائل استعمال کر رہی ہے۔

ارباب ٹیلی ویژن کے نام

● محمد رشید گوہر۔ دریاخان

آج جب پاکستان کی حالت زار پر غور کیا جائے تو بے اختیار رونے کو دل چاہتا ہے۔ ٹی وی میڈیا و دیگر ذرائع ابلاغ نئی نسل کو جان بوجھ کر تباہی کے گڑھے کی طرف لیجا رہے ہیں۔ ٹی وی کے اکا دکا پروگرام ہونگے کہ جن میں حسن و عشق کی رنگین داستان نہ سنائی جاتی ہو اس بات کو جانتے ہوئے بھی کہ نئی نسل بے راہ روی کا شکار ہو رہی ہے اسے مزید بگاڑنے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ اسے مزید خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہیں۔

اس ملک کا بے نام ادیب جب یہ بات کہے کہ رقص و سرود جسمانی موسیقی ہے تو ملک میں پھر بے حیائی کیونکر نہ پھیلے گی وہ ملک جو کہ لا الٰہ الا اللہ کیلئے حاصل کیا گیا ہو اسے فحاشی اور عریانی کا مرکز بنایا جا رہا ہے۔

عبادت کی جگہ موسیقی نے لے لی ہے۔ موسیقی کو روح کی غذا گردانا جا رہا ہے حالانکہ عبادت ہی روح کی غذا ہے۔ وہ اسلام جو سادگی کی ہی ترغیب دیتا ہے اسلامی ملک میں فیشن پرستی اور عریانی کو، اور عریاں محفلوں کو اونچی سوسائٹی کے آداب سے موسوم کرکے اپنی ذات و دیگر افراد کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔

اگر ایک طرف مذکورہ بالا درس دیا جا رہا ہے تو دوسری طرف عورت ذات کو یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ ہاکی، کرکٹ، سکوائش کے میدانوں میں جا کر کھلاڑیوں کو پسند کریں اور ان کو داد دیں۔ جو کہ سراسر اسلام سے منہ موڑنے کی غمازی کرتا ہے انہی باتوں کا ثمر ہے کہ مسلم دنیا متحد نہیں ہے اس موڑ پر تو ضرورت تھی مسلمانوں کو متحد کرنے کی مسلمانوں کو مضبوط کرنے کی لیکن نام نہاد مسلمان اس سے روگردانی کرتے ہیں اپنے فیشن، حسن کی کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ (بقیہ ص ۴۲)

اِک سُراغ رساں مردِ قلندر

رانا ایم علی حنفی نور پور تھل (خوشاب)

میں بیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی کا ایک سنی (مسلم) نوجوان ہوں۔ میں نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے آپکو مغربیت اور لادینیت کے عمیق گڑھوں میں دھنسا ہوا پایا۔ میں اپنی عملی زندگی میں اپنے مذہب سے کہیں دور کفر و الحاد کی کھائیوں میں بھٹک رہا ہوں اخلاقی لحاظ سے بے راہ روی اختیار کرکے دینی اور دنیاوی رشتے بھول بیٹھا ہوں۔

جب میں نے شعوری زندگی میں قدم رکھا تو اپنے آپ کو اپنی مذہبی تعلیمات سے دور بے دینی کی دلدل میں پھنسا ہوا محسوس کیا۔ میں نے قرآن و سنت سے روشنی لینا چاہی۔ مگر کچھ نا بابا نہ قوتوں نے مجھے ان سے دور رکھا۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ موسیقی اور فن کے نام پر تھیٹر رگ و پے میں جنسی بے راہ روی اور اخلاقی جرائم میں دھنس جانے پر مجبور کیا جا رہا ہے میں نے دانشمند طبقے سے اپنی اس زبوں حالی کی وجہ پوچھنا چاہی۔ تو کسی نے مجھے بداعمالیوں کا طعنہ دیا تو کسی نے انگریز کو مورد الزام ٹھہرایا۔

مگر وہ تو چلے گئے اب اس مذہبی پستی اور دینی زوال کا ذمہ دار کون ہے؟ مجھے میرے ملک میں مذہبی سرگرمیاں صرف تہواروں اور جلوسوں کی شکل میں نظر آئیں۔ تو نہایت افسوس ہوا۔ میں ایک بے دین زندگی سے تنگ آچکا ہوں۔ دوستوں، بزرگوں سے پوچھا اور گلہ شکوہ کیا۔ تو انہوں نے قرآن سے روشنی حاصل کرنے کی بات کی۔ میں نے اپنی کی سی کوشش کی تو پتہ چلا کہ اب کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ جو مجھے پھر سے مسلمان بنائے بلکہ جواباً مجھے صرف "العلماء ورثۃ الانبیاء" کی صورت میں جواب ملا۔

لیکن علماء کے بارے میں مجھے ہر طرف سے گمراہ کیا گیا۔ میں اپنے ماحول کے تمام سیاستدانوں دانشوروں، ادیبوں، سکالروں سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے میری بے راہ روی کے اسباب بتائیے میری اس بدعمل کیفی زندگی کا ذمہ دار کون ہے؟ اسلام کو کاملندی اور تفرقہ کا مذہب بنانے کا ذمہ دار کون سا ہے؟ تو مجھے ہر طرف سے مختلف جوابات ملے۔ لیکن مجھے متاثر نہ کر سکے۔ کسی نے والدین کا قصور نکالا؟ تو کوئی ناخواندگی کا راگ الاپتا رہا۔ مجھے علماء کے بارے میں کیوں اوہام (۸۱ء) کیا گیا؟

تنہائی میں بیٹھ کر سوچا تو دل نے مشورہ دیا کہ دشمن کی تلاش جاری رکھو اور اپنی بدحالی کا بدلہ ضرور لو۔ ہمت کرکے مولوی طبقہ کے قریب ہوا تو اپنے سوال کے جواب میں کچھ علماء نے مجھے خاموش رہنے کا مشورہ دیا بداعمالیوں کی شامت، عبادات سے انحراف روحانی تعلیم سے ناآشنائی، جیسے جواب ملے علماء نے مجھے کسی حد تک سیرت النبیؐ سے واقف کیا تو کچھ نے شان صحابہؓ و اہلبیتؓ سے شناسا کیا۔ کسی نے اولیاء کرام کے قصے سنا کر میرا دل بہلانے کی کوشش کی۔ پھر وہ دور آیا کہ علماء کو کہیں اقتدار کیلئے آپس میں لڑتے دیکھا تو کہیں فروعی اختلافات کی رو میں بہتے دیکھا یہاں اپنے آپ کو علماء سے کچھ دور پایا۔ کیونکہ بے دینی کی ایک نئی لہر نے مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ وڈیو اور منشیات کا دور شروع ہوا۔ مذہبی جلسوں کی رونق کم ہوتی دیکھی۔ میں اپنی زندگی سے مطمئن نہیں مگر پھر وہی سوال کہ مجھے اپنے حقیقی مذہب سے دور رکھنے کا ذمہ دار کون ہے؟ مجھ سے جذبۂ جہاد کیوں چھین لیا گیا؟ مجھے مغربی تہذیب کا محتاج کیوں بنا دیا گیا۔ میرا سکون کیوں برباد کیا گیا؟ اس سلسلے کا مرکزی کردار کون ہے میرا ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ یہاں کیوں اسلامی نظام رائج نہ ہو سکا۔ مجھے کچھ علمائے حق نے اشارہ دیا کہ خود مسلمان اپنی زبوں حالی کا ذمہ دار ہے؟ مگر ان دانشوروں نے مجھے گول مول جواب دیئے۔ جنہیں شاید میں نہ سمجھ سکا۔ یا اپنے میری کم علمی کہئیے یا بدبختی کہ میں بیدار نہ ہو سکا۔ اور اپنے ذہنی سکون کیلئے سینما گھروں اور نائیٹ کلبوں کا رخ کیا۔ پھر ایک رات ایسی بھی کہ میں اپنی دنیا میں گم سینما گھر میں لگی نئی فلم دیکھنے جا رہا تھا۔ تو میرے کانوں میں رات کے سناٹے میں ایک گرجدار آواز گونجی "کافر کافر شیعہ کافر" میں نے سوچا کیا زمانہ آگیا ہے۔ مسلمانوں کو کافر بنایا جا رہا ہے راستے میں راہگیر والے سے پوچھا تو کہا اسی طرح کے تاثرات تھے "او میاں بڑا فسادی مولوی آیا ہوا ہے" مسلمانوں کو کافر بناتا ہے۔ سوچا آج فلم کے بجائے اس مولوی کی تقریر سنی جائے۔ مولوی کی تقریر کا انداز بدلتا گیا وہ جذباتی ہوتا جا رہا تھا۔ پھر اس نے سپیکر میں گرجتے ہوئے سنی نوجوان کو پکارا اور تین بار کہا "او سنی نوجوان سن!" مجھے ایسا لگا جیسے وہ مولوی مجھے کہہ رہا ہو۔ لیکن یہ عجیب مولوی تھا نہ پگڑی نہ کلف نہ اچکن نہ سیج دھج۔ نہ لمبی تان نہ خوش الحانی، لاغر جسم والا یہ کھدر پوش مولوی مجھے اور میرے ضمیر کو جھنجھوڑ رہا تھا۔ مجھے ایسا لگا جیسے یہ کوئی جادوگر ہے جو میرے ذہن کے تمام سوال بوجھ گیا ہے۔ اور لگاتار جواب دیتا جا رہا ہے۔ عجیب تڑپ تھی۔ اس کے خطاب میں۔ ولولہ تھا۔ جوش تھا۔ پکار تھی۔ وہ جہاں مجھے اصحاب رسولؐ کی شان اور منقبت بتا رہا تھا۔ وہاں اس آستین کے سانپ کی نشاندہی بھی کر رہا تھا۔ جو نام نہاد مومن بن کر ہماری صفوں میں گھسا ہوا ہے۔ جو میری مذہبی غیرت کو جاگنے نہیں دیتا۔ اور اہلبیت کی محبت کا سہارا لیکر صحابہ کرام پر تبرا کرتے ہوئے اپنے آپ کو مظلوم مومن ثابت کرنے کی کوشش میں تقیہ کا سہارا لے کر اتحاد بین المسلمین کا درس دے رہا تھا۔ تقریر ختم ہوئی تو مجھے میرے تمام سوالوں کا جواب مل چکا تھا۔ اور تقریر کا اختتام اسی دشمن کی نشاندہی پر ہوا تھا جس کی مجھے تلاش تھی۔ جو میری زندگی میں بے دینی کا زہر گھول رہا تھا۔ وہ مومن کہلاتے ہوئے بھی کائنات کا بدترین کافر ہے۔ مقرر کا نام پوچھا تو پتہ چلا کہ یہ مرد درویش جنوبی پنجاب کے دور دراز علاقہ جھنگ سے آیا ہے اور اس مردِ حق کا نام حق نواز ہے۔

میں اس سراغ رساں نڈر مولوی کی ہی تقریر سن سکا لیکن مجھے میری منزل کا پتہ مل گیا۔ اپنے اصلی دشمن کا پتہ۔ لیکن میرے ان دشمنوں کے بڑے لمبے ہاتھ ہیں۔ انہوں نے ایک دن اسے محسن قائد کو مخبری کرنے کی سزا گولی مار کر دی۔ مجھے ایسا لگا

Scanned by CamScanner

جیسے میرا باپ مر گیا ہے۔ مجھ جیسے ہزاروں نوجوان اپنے روحانی باپ سے محروم ہو گئے۔ لیکن میرا قائد مجھے ایک ایسا مذہبی سٹیج دے گیا۔ جہاں نہ فرقہ بندی ہے نہ اختلاف یہ سنی (مسلمانوں) کا مشترکہ سٹیج ہے یہ مجھ جیسے بھٹکے ہوئے بے راہ رو نوجوانوں کی غیرت کو جگانے والی جماعت ہے۔ جس کا نام سپاہ صحابہؓ ہے جس کی برکت سے مذہبی لگاؤ بڑھ گیا ہے۔ مسجدیں آباد ہوئی ہیں۔ مذہبی جلسوں کی رونقیں لوٹ آئی ہیں۔ جذبۂ جہاد و قربانی کا بول بالا ہے۔ میں اپنے دوسرے دوستوں کو بھی دعوت دیتا ہوں۔ کہ راہ حق کے اس مسافر کی جماعت کا ساتھ دیں۔ جو مشعل راہ حق ہے، بے راہ روی اور سیکولرازم کے اس حملے سے بچیں جو ابن سبا کے ٹولے نے سازش کے تحت تیرے اوپر کیا ہے۔ میرا قائد مجھے بتا گیا ہے۔ کہ فلم ریڈیو ٹی وی۔ اور تمام فحاشی کے اڈوں کے مالک کافر ہیں۔ یہ حکومت کی کلیدی آسامیوں اور پالیسی ساز اداروں میں گھسے ہوئے ہیں۔ اور پاکستان کو رافضی سٹیٹ بنانا چاہتے ہیں۔ اور اپنے آقا ایران کے اشاروں پر لادینی ثقافت کی یلغار کرتے ہوئے اسلام اور حب علیؓ کے پردے میں تمہیں گمراہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اے سنی نوجوان اٹھ اپنے ملک کو بچا۔ اپنے دین کو بچا۔ اصحاب رسولؐ کے متعلق غلیظ لٹریچر کو ضبط کروا۔ اصحاب رسولؐ اور ازواج مطہرات پر تبرا کرنے والی گندی زبان کو گدی سے پکڑ کر کھینچ لے۔ مگر دیکھ جذبات کی رو میں نہ بہہ جانا۔ دشمن بڑا مکار ہے۔ حکومت اس کے قبضہ میں ہے۔ اور اب تو وہ تقیہ کر کے اپنی غلط روئیوں سے تائب اور راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

مگر میں تو ایک ناتواں نوجوان جیل میں اکیلا یہ سب کچھ کیسے کروں گا۔ تیرا نعرہ "یا اللہ مدد" ہے تیرا سرپرست ضیاء القاسمی ہے اور جھنگوی کی تشنہ مذہبی خادم قبہ ہے۔ تیرے لئے قربانی کی زندہ مثال ایثار القاسمی ہے۔ مجھے جیل کا نئی پٹی گی۔ قاسمی اور دوسرے نیوروز جوانوں کی طرح جان کا نذرانہ دینا پڑے گا۔ طارق افضال اور شہزاد اشفاق کی طرح جیل کی سلاخوں میں بہنا ہی لذت سے ہمکنار ہونا پڑے گا۔ اعظم طارق کی طرح گولیوں کے سامنے جرنیلی کا روپ دھارنا پڑے گا۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

مگر مجھے گلہ ہے۔ ان بزرگوں سے جو صدیوں سے اہلسنت کے حقوق کے تحفظ کا راگ الاپتے آئے ہیں۔ لیکن مجھے میرا دشمن نہ بتایا۔ اور جب مجھے جھنگوی نے دشمن کا پتہ بتا دیا تو پھر بھی اے ناصح بزرگ تو مجھے امن کا درس دے رہا ہے۔ مجھے پتہ ہے سپاہ صحابہؓ کی بیداری سے تیری خلافت میں فرق آیا ہے۔ تیری جماعت کے نوجوان سپاہ صحابہؓ میں چلے گئے ہیں۔ اور تو اپنی تقریروں میں لوگوں کی کم حاضری دیکھ کر بوکھلا گیا ہے۔ اور سپاہ صحابہؓ کو چند شر پسند نوجوانوں کی تنظیم بتلاتا ہے۔

میں تیرا بے حد احترام کرتا ہوں۔ تو میری سرپرستی کرتا کہ میرا حوصلہ بڑھے۔

دوسرا گلہ ہے حکومت سے اور حکومت کے لوگ ہمیں فرقہ پرست، دہشت گرد۔ اور

فلم ڈراموں اور تمام فحاشی کے اڈوں کے مالک کافر (شیعہ) ہیں!

تخریب کار کہتے ہیں۔ اور حکومتی عہدیدارو! مجھے میرا دشمن بہت دیر بعد ملا ہے تم بھی اسے پہچانو اور مجھے بغاوت پر مجبور نہ کرو۔ اور مجھے تباہ کر گیا۔ مدحت صحابہ دہشت گردی ہے تو صحابہؓ کو کافر کہنا امن ہے۔ اگر تحفظ ناموس صحابہؓ تخریب کاری اور دہشت گردی ہے تو میں دہشت گرد ہوں۔

لیکن تجھے ابھی دہشت گردی نظر نہ آئی تو ان کے جال سے نکل کر اپنی اسلامی تاریخ کا مطالعہ کر۔ ابن سبا کے اس ٹولے کو پہچان جو ازل سے تیرے اسلام کا دشمن ہے۔ یہی دہشت گرد ہے۔ میں نے کبھی نبوت کا دعویٰ کیا کہیں زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ حضرت عثمانؓ کو شہید کر کے یہی مسلمانوں کے دو گروہوں میں جنگ جمل اور صفین کا سبب بنا۔ اور یہی ٹولہ تیرے اور میرے حسینؓ کا قاتل ہے۔ اسی نے حسینؓ کو دسیوں خطوط لکھ کر بلایا۔ پھر ابن زیاد کی فوجوں میں گھس کر حسینؓ کو شہید کیا۔ پھر اپنے خطوط جلانے کے لئے ان نام نہاد مومنوں نے خیموں میں آگ لگا دی اور آج تک خون حسین کا نام لیکر تجھے بے وقوف بنایا۔ اسی نے تیری امی عائشہ کو غلیظ عورت کہا۔ خلفائے راشدین کو شراب خور بنایا۔ کیا یہ سب کچھ دہشت گردی نہیں؟ مزاحمت کرنے پر میرے قائد جھنگویؒ،

قاسمی اور دوسرے ساتھیوں کو شہید کر کے جھنگ کی سرزمین کو لہو لہو کرنا دہشت گردی نہیں ہے یقیناً یہی کافر دہشت گرد ہیں اور یہ کائنات کے غلیظ ترین کافر ہیں۔ کافر ہیں کافر ہیں۔

حضرت علیؓ کا نام

ایک مولوی نے عرض کیا کہ "حضرت علیؓ کے نام پر ہندوستان میں بہت نام رکھے جاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟" فرمایا کہ میرے ایک دوست مولوی صاحب اس کی وجہ یہ فرماتے تھے کہ ہندوستان پر شیعوں کا اثر زیادہ ہے۔ اس وجہ سے علیؓ پر زیادہ نام رکھے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم

فرمایا کہ اور ایک بات بھی ایسی ہی ہے مثلاً کہ امام حسینؓ، امام حسنؓ، امام جعفر صادقؒ کہتے ہیں مگر یہ کوئی نہیں کہتا کہ امام ابوبکر صدیقؓ امام عمرؓ، حتیٰ کہ حضرت علیؓ کے نام کے ساتھ بھی امام کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ حضرات اہل بیت کے ساتھ اس کو مخصوص سمجھتے ہیں اور حضرت علیؓ اس میں دوسرے صحابہؓ کرام شریک رہے۔ اس شرکت پر ایک قصہ یاد آیا کہ ایک جاہل شیعی نے مسجد کی محراب پر لکھا دیکھا کہ چراغ و مسجد و محراب و منبر ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ غصہ میں آکر کہا کہ ہم تو تمہاری وجہ سے لڑتے پھرتے ہیں اور تم کو جب دیکھتے ہیں تو انہی کے ساتھ بیٹھا دیکھتے ہیں۔ یہ کہہ کر غصہ میں حضرت علیؓ کے نام مبارک کو چھری سے چھیل ڈالا۔

(ملفوظات حضرت تھانویؒ۔ بحوالہ ماہنامہ "الصدیق" ملتان ربیع الاول ۱۳۷۶ھ)

(مرسلہ: طلحہ عثمان جھنگ صدر)

سنیوں کا شہزادہ ایثار القاسمی رح

(محمد یوسف تبسم جھنگوی)

خالق کی ہر تخلیق میں کوئی نہ کوئی مصلحت کارفرما ہوتی ہے۔ انسانی وجود ہو یا حیوانی ڈھانچہ نگارخانہ فطرت کے یہ حسین شاہکار کائنات کے لیل و نہار میں آرائش کیئے ہوئے ہیں۔ اگر ایک نسیم سحری اور بادِ سموم کے درمیان پنکھ پھیلا کر اپنی زندگی کا مظاہرہ کرتا ہے تو دوسرا فکر معاش عشق بتاں اور غم روزگار کے تار عنکبوت میں الجھا ہوا ہے اور یہی اس کی زندگی ہے۔ موت دونوں کی منزل ہے۔ کچھ فاصلے پر چل کر دونوں دم توڑ دیا گئے۔ زندگی دونوں سے وفا نہیں کرتی۔

لیکن جو اس عمر کی سرحدوں سے آگے دونوں کی ذمہ داریاں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ اگر انسان کا ضمیر زندہ ہے اور اس کا آئینہ فطرت ٹوٹ نہیں گیا تو لحد سے مہد تک کی تمام ذمہ داریوں کی تصویر صاف دکھائی دے گی۔ اسے اپنے راستے کے پھول اور کانٹوں میں کوئی الجھاؤ نظر نہیں آئے گا وہ مستقبل پر اپنے کف پا موجود پائے گا۔

مولانا ایثار القاسمی شہید ایسے ہی زندہ جاوید لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ آرائش کائنات میں ایسے چراغ کی طرح روشن رہے جس کی لو میں آسمان کے ستاروں نے اپنی راہیں تلاش کیں۔ اور گم کردہ راہ انسانوں نے انہیں راہ انسانیت کا سنگ میل جانا۔ وہ حریت و مساوات کی جنس گراں بار اٹھائے زندگی کے بازاروں میں لوگوں کو ہر موڑ پہ بلاتے رہے۔

امیر عزیمت مولانا حقنواز جھنگوی کی شہادت کے بعد آپ انکے جانشین اور انکی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے تو چہرے پر سبزے کا آغاز تھا۔ جسم اگرچہ اکہرا تھا مگر مضبوط رنگ گندمی، کشادہ پیشانی، بڑی بڑی چمکدار آنکھیں اور پانچ فٹ چھ انچ قد کاٹھ۔ اس پر وہ بہار لگا رکھی تھی کہ حسن شباب کا یہ خوبصورت گلدستہ جن راہوں سے گذرتا اپنی مہک چھوڑتا چلا جاتا۔ شہر کے لوگ انہیں سنیوں کا شہزادہ کہہ کر پکارتے۔ سن ۱۹۹۰ء کا سال آپ کی زندگی کا مصروف ترین سال تھا۔ جب آپ مسجد حقنواز شہید کے خطیب اور سپاہ صحابہؓ پاکستان کے نائب سرپرست مقرر ہوئے۔ ماضی کی ستائیس سالہ تاریخ کا معمار نئی قوم کا سپہ سالار۔ جس کی گھن گرج میں شیروں کا سا وقار۔ گفتار میں بجلی کا سا کردار ارادوں میں پہاڑوں کی سی پختگی۔ مقدروں میں سیاروں کا جلوہ اور جذبات میں سمندروں کے طوفان ہے کہ جب تقریر کے لئے کھڑے ہوتے تو امیر عزیمت کی یاد تازہ کر دیتے۔ بالکل وہی انداز وہی لب و لہجہ استعمال کرتے جو امیر عزیمتؒ کا تھا۔ اسی لئے جلسوں میں یہ نعرہ لگتا تھا۔ قاسمی تیرے روپ میں جھنگوی کی تصویر ہے۔ آپنے تنظیم کا کام اسقدر جوش و سرگرمی سے آگے بڑھایا کہ سپاہ صحابہؓ پورے ملک میں فعال ہو گئی۔

اسی اثنا میں عام انتخابات کا اعلان ہوا تو سپاہ صحابہؓ کی مرکزی قیادت نے جھنگ کی قومی و صوبائی اسمبلی کی شہری نشست کے لئے مولانا ایثار القاسمی کو دونوں سیٹوں کے لئے امیدوار نامزد کیا۔

جلال بادشاہی سے تو بیر تھا ہی مگر خلوص فقیر بھی بے اعتنا رہا۔ جنون شوق میں جب دیوانے بادہ پیمائی کو نکلے تو باد سحر گاہی، باد سموم سے ہم آہنگ ہوئی کہ ریت کے ذرات دیوانوں کی پیشوائی نہ کر سکے۔ لیکن جب کے سامنے منزل ہوتی ہے وہ آبلہ پائی کے نشانوں پر سفر کرتے ہیں۔ انہیں نہ زمانہ روک سکتا ہے نہ وقت کا کوئی فیصلہ ان سے متصادم ہوتا ہے۔ جرنیل سپاہ صحابہؓ مولانا ایثار القاسمیؒ جب الیکشن کمپین کے لئے گھر سے نکلے تھے تو نہ قالین انکے پاؤں تلے تھے نہ سر پہ سونے کا تاج تھا۔ اور نہ ہی دولت کے انبار۔

آپ ووٹ لینے کے لئے جس محلہ، گاؤں یا دیہات میں جاتے وہاں کے لوگوں کو اپنا مشن، نظریہ، سپاہ صحابہؓ کا مقصد اور مولانا حقنواز کی شہادت سے آگاہ کرتے اور لوگوں سے سنی حقوق کے تحفظ کے لئے ووٹ دینے کی اپیل کرتے۔

شیعہ جاگیردار، مرزائی اور یہودی لابی اس آزادی پسند انسان سے اپنے اپنے انتقام کیلئے وقت سے ہم آہنگ رہے۔ لیکن فطرت اس کا احاطہ کئے ہوئے تھی۔ آپ کو الیکشن سے دستبردار کروانے کیلئے قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ بلکہ آپ کو زہر بھی دیا گیا جسکی وجہ سے آپ کئی دن صاحب فراش رہے۔ آپ ان دھمکیوں کو خاطر میں لائے بغیر راہ حق پہ رواں دواں رہے۔ اور بھاری اکثریت سے قومی و صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔

مولانا ایثار القاسمی نے زہر والے واقعے سے صحت یابی کے بعد پہلے جلسہ عام حقنواز شہید چوک میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"آج اس حقنواز شہید چوک میں اپنے قائد کی روح سے وعدہ کرتا ہوں اے میرے شہید قائد میں یا تو تیرا مشن پورا کر دوں گا یا تیری طرح لڑتے لڑتے اپنی جان قربان کر دوں گا۔

آپ کو قومی اسمبلی میں صرف ایک بار تقریر کرنے کا موقع ملا۔ ۲۵ منٹ کے مختصر عرصہ میں آپ نے نہایت جامع الفاظ میں شریعت بل، جھنگ کے دیرینہ حل طلب مسائل، عزیب سنی عوام کے حقوق، سپاہ صحابہؓ کا مشن اور نظریہ اور صادق گنجی کا قتل کیس زیر بحث لائے اور آپ نے پہلی مرتبہ اسمبلی کے فلور پہ ایران کی پاکستان کے اندر کھلم کھلا مداخلت کے خلاف آواز اٹھائی۔ آپنے حکومت کے اعلےٰ عہدے داروں کو پاکستان میں ایرانی کمانڈوز کی موجودگی اور اپنے قتل کے خدشات سے آگاہ کیا۔ آپ نے دیگر سنی ممبران اسمبلی کو سنی حقوق کے تحفظ کے لئے پکارا۔ لیکن ذہنی طور پہ غلام رگوں میں منجمد خون کو اپنی گرم گفتاری سے حرکت میں نہ لا سکے۔

اگر وہ پہاڑوں کو پکارتے تو شاید وہ خاک راہ بن کر ان کے دامن سے لپٹ جاتے۔ اگر ستاروں

کو آواز دیتے تو یقیناً وہ اپنی قندیلیں زمین کے حوالے کر دیتے۔ مگر آہ! قاسمیؒ نے ان دروازوں پر دستک دی جن کے دل خون سے تہی، آنکھیں بینائی سے محروم اور کان صدائے حق سے ناآشنا تھے۔ ایوانِ اقتدار میں کھڑے ہو کر ایثار القاسمی نے حجازی لے میں وہ گیت چھیڑا کہ صراحی و جام ٹکرا کر رہ گئے اور ساقی اپنے حواس کھو بیٹھا۔ آپ کی پہلی تقریر سن کر انٹیلی جنس ایجنسیاں حرکت میں آگئیں۔ ایران لرز اٹھا۔ اور پاکستان کے شیعہ جاگیردار تلملا اٹھے۔ انہیں معلوم تھا کہ اگر ایثار القاسمی نے اسمبلی میں ایک تقریر اور کر دی تو پاکستان میں شیعوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کی راہ ہموار ہو جائے گی۔ اسی جرم کی پاداش میں آپ کو اس تقریر کے ٹھیک دس دن بعد جھنگ میں ضمنی الیکشن کے موقع پر ایک منافق کے ذریعے کر دیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

وہ ایک ایسا قافلہ سالار کہ راستے کا گرد و غبار بھی اس کی منزل اوجھل نہ کر سکا۔ وہ اپنے پیچھے جو نقش پا چھوڑ گیا ہے۔ مستقبل کے مسافروں کے لئے ان میں کئی منزلیں پوشیدہ ہیں۔

ایثار القاسمی شہیدؒ اس وقت جھنگ میں تشریف لائے جب ہر طرف گولیوں کی بوچھاڑ تھی، بم بلاسٹ ہو رہے تھے۔ سنیوں کے گھروں کو شیر مادر سمجھ کر لوٹا جا رہا تھا۔ مولانا حقنوازؒ کی شہادت کے بعد سنی اپنے آپ کو یتیم سمجھ رہے تھے۔ ان حالات میں آپ جھنگ کے لئے امن کے پیامبر بن کر آئے جھنگ میں مستقل سکونت اختیار کر کے آگ و خون کی دہکتی وادی میں قدم رکھا اور حالات کو کافی حد تک سنبھالا۔ لیکن ظالموں کو یہ امن پسند نہ آیا۔ مولانا ایثار القاسمیؒ کو شہید کر کے جھنگ کو ایک مرتبہ پھر آگ کی وادی میں دھکیل دیا گیا ہے ایک مرتبہ پھر جھنگ اجڑ گیا ہے۔ مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ کے بہیمانہ قتل پر جو ردعمل ہوا اس سے کئی گھروں کے چراغ گل ہوئے۔ اور کروڑوں روپے کی جائیدادیں تباہ و برباد ہو گئیں۔ مسلسل کرفیو اور آتش زنی کی وارداتوں کی وجہ سے آج جھنگ بیروت بنا ہوا ہے۔

۱۱ر جنوری ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک

مولانا ایثار القاسمیؒ کا جنازہ اٹھانے کا اعلان تھا۔ اس دن کا آفتاب اپنے ساتھ تاریخ کا ایسا المیہ لے کر طلوع ہوا کہ نہ صرف سلطنتیں ہی اس کے غم میں ڈوب گئیں۔ بلکہ جرأت انسانی اور قوت ایمانی کا چراغ بھی مدہم ہو گیا۔ اقلیم خطابت کا فرمانروا اپنی تمام رعنائیاں سمیٹ کر جہانِ بے مروت سے رخ موڑ چکا تھا۔ کرفیو کے باوجود لوگ پندرہ پندرہ، بیس بیس کلومیٹر کا سفر پیدل طے کر کے جھنگ میں پہنچے۔ نماز جمعہ کے بعد جب اس مردِ درویش کا جنازہ محلہ حقنواز شہید سے اٹھایا گیا تو دو لاکھ انسانوں کا سمندر اس کے گرد دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔ جنازہ جیسے جیسے اپنی منزل کی طرف بڑھتا گیا۔ ہجوم در ہجوم لوگ اس میں شامل ہوتے گئے۔ جنازہ جب شفقت شہید گراؤنڈ پہنچا اور جنازہ کی صفیں درست ہونے لگیں۔ تاریخ ماضی اپنی شہادت لے کر آن پہنچی۔ پانچ لاکھ افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ نماز جنازہ مولانا حافظ ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی نے پڑھائی۔ سورج کی آخری کرنوں کے دیکھتے دیکھتے لاکھوں انسانوں نے آنسوؤں سے بھیگی پلکوں کے ساتھ جرنیل سپاہ صحابہؓ کو امیر عزیمت کے پہلو میں سینکڑوں من مٹی تلے لحد میں اتار دیا گیا۔

ادا کر کے قرض اپنی خدمت کا
سحر دم وہ جاگا ہوا رات کا
ابد کے نگر کو روانہ ہوا
مکمل سفر کا فسانہ ہوا

جرنیل سپاہ صحابہؓ کی قبر پہ کندہ یہ شعر تا قیامِ قیامت سنیوں کو انکی یاد دلاتا رہیگا۔

یہ قدم قدم یہ سوادِ کوئے جاناں
وہ یہیں سے لوٹ جائے جسے زندگی ہو پیاری

زندگی اور موت کے درمیان جب تک کشمکش جاری ہے نظام کائنات جب تک متحرک ہے زمین اور آسمان کے درمیان جب تک بہار و خزاں کی آمد و رفت جاری و ساری ہے ایثار القاسمیؒ زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

مبارکباد

• سپاہ صحابہؓ پاکستان احمد پور شرقیہ کے رہنما ملک محمد ایوب بھٹہ کے ہاں بچے کی ولادت باسعادت پر سپاہ صحابہؓ پاکستان احمد پور شرقیہ کے صدر مولانا منور احمد محمودی اور عبدالستار قریشی حافظ عبدالمجید مجاہد نے ملک محمد ایوب بھٹہ کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ بچے کا نام ساتھیوں کے مشورے سے سلمان معاویہ رکھا گیا۔ اور سپاہ صحابہؓ پاکستان کے مشن کیلئے وقف کرنے کا وعدہ کیا۔

• سپاہ صحابہؓ یونٹ مانگا منڈی ضلع لاہور کے سرگرم رکن جناب محمد اکبر جاوید کے ہاں اللہ تعالیٰ نے بچہ عطا فرمایا۔ اور ساتھ ہی گھر میں یہ بحث چل نکلی کہ اس نومولود کا کیا نام رکھا جائے۔ اس دوران بہت سے ماڈرن قسم کے نام سامنے آئے۔ جس پر گھر کے تمام افراد نے اصرار کیا۔ لیکن جناب محمد اکبر جاوید کے اصرار پر نومولود کا نام بالاتفاق محمد بلال رکھ دیا گیا۔ خداوند کریم بچے کی عمر میں برکت دے۔

• سپاہ صحابہؓ بلند تحصیل ضلع خوشاب کے سیکرٹری محمد خان آصف کے گھر اللہ نے بچہ عنایت فرمایا۔ جس کا نام محمد ابوبکر رکھا۔ خداوند کریم بچے کی عمر میں برکت دے۔

• خداوند کریم نے سپاہ صحابہؓ قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ کے منیر احمد عامر کو لڑکا عطا فرمایا۔ جس کا نام محمد سفیان رکھا گیا۔ اور انکے بھائی کے بھی لڑکا ہوا جس کا نام صدیق عمر رکھا گیا۔

اظہارِ غم

سپاہ صحابہؓ اسٹوڈنٹس ضلع ٹھٹھہ کے صدر محمد اکرم میمن کے والد سیٹھ محمد آچار میمن مورخہ ۲۱ نومبر بروز جمعرات کو دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کو جمعہ کے روز صبح نو بجے اپنے آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ مرحوم کے جنازے میں جمعیت علمائے اسلام صوبہ سندھ کے نائب امیر مولانا عبدالغفور قاسمی، مولانا غلام محمد سومرو اور سپاہ صحابہؓ ضلع ٹھٹھہ کے صدر محمد اسلم مجاہد اور ہزاروں شہریوں نے شرکت کی۔

(حفیظ الرحمٰن میمن سجاول سندھ)

Scanned by CamScanner

بلسانِ نبوتؐ سے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تعارف

ترتیب:۔ حافظ اختر علی گوندی۔ ہارون آباد

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَ اَزْوَاجُہٗ اُمَّہٰتُہُمْ (سورۃ الاحزاب آیات نمبر ۶ پارہ ۲۱)

آیت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ ازواج مطہرات میں سے کسی کی شان میں کوئی ادنیٰ بے ادبی اس لئے بھی حرام ہے کہ وہ اُمت کی مائیں ہیں، اسلئے بھی کہ اُنکی ایذا رسول اللہ کو ایذا پہنچے گی۔ جو کہ اشد درجہ حرام ہے۔ (معارف القرآن جلد ہفتم ص۱۹)

احادیث مبارکہ

حضرت ابو سلمہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے ایک روز مجھ سے فرمایا اے عائشہؓ! یہ جبرائیل ہیں، تم کو سلام کہتے ہیں۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ، عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس چیز کو دیکھتے جسکو میں نہ دیکھتی یعنی جبرائیل کو۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ دنیا میں سب سے زیادہ محبوب کس کو رکھتے ہیں۔ ارشاد ہوا عائشہؓ کے باپ کو یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ کو۔

۳۔ بخاری و مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ وَاللّٰہِ مَا نَزَلَ عَلَیَّ الْوَحْیُ وَ اَنَا فِیْ لِحَافِ امْرَاَۃٍ مِنْکُنَّ غَیْرَہَا۔ خدا کی قسم مجھ پر کسی بیوی کی خوابگاہ میں وحی نازل نہیں ہوئی، سوائے اس کے (عائشہؓ)

ایک روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کی فضیلت یوں ارشاد فرمائی۔ فَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ۔ حضرت عائشہؓ کو تو سب عورتوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کھانے کو تمام کھانوں پر۔ (حیات المؤمنین ص۱)

۴۔ حضرت بشر بن عقربہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں والد کے غم میں بیٹھا رو رہا تھا۔ جنگ اُحد میں ستر صحابہؓ شہید ہو گئے تھے جن میں اُنکے والد حضرت عقربہؓ بھی تھے۔ حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا۔ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ عَائِشَۃُ اُمَّکَ وَ اَکُوْنَ اَنَا اَبَاکَ۔ (الاستیعاب)

(اے بشر کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ عائشہؓ تو تمہاری ماں ہو اور میں تمہارا باپ ہوں)۔

۵۔ عبدالرحمٰن بن الاسود اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کہ ایک روز رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا تم کو میں نے تین رات مسلسل خواب میں دیکھا تم کو فرشتہ ریشم کے ایک ٹکڑے میں لاکر اور مجھ سے کہتا یہ آپکی بیوی ہیں۔ میں تمہارے چہرے سے کپڑا اٹھاتا اور تم کو پاتا بعینہٖ پھر میں اپنے دل میں کہتا اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو خدا اس کو پورا کرے (بخاری و مسلم)

۶۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ گڑیاں کھیل رہی تھیں کہ رسول اللہؐ پہنچ گئے۔ گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا۔ جس کے دائیں بائیں دو پر لگے ہوئے تھے آپؐ نے استفسار فرمایا۔ عائشہؓ یہ کیا ہے؟ جواب دیا گھوڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ گھوڑوں کے تو پر نہیں ہوتے اُنہوں نے برجستہ کہا کیوں؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے تو پر تھے۔ آپؐ اس بے ساختہ پن پر مسکرا دیئے۔

محبت شوہر

رسول اللہؐ نے جن کپڑوں میں انتقال فرمایا حضرت عائشہؓ نے ان کو محفوظ رکھا تھا۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے ایک صحابیؓ کو آپؐ کا تہہ بند اور ایک کمبل دکھا کر کہا کر خدا کی قسم آپؐ نے انہی کپڑوں میں انتقال فرمایا تھا۔ حضرت عائشہؓ کو رسول اللہ کو نہایت محبوب تھیں۔ لیکن اس محبوبیت کا اثر رسول اللہ کی خدمت پر نہیں پڑتا تھا۔ بلکہ سب سے زیادہ ان ہی کو آپؐ کا شرف خدمت حاصل تھا۔ رسول اللہؐ کمال طہارت کیوجہ سے مسواک کو بار بار دھلوایا کرتے تھے۔ اور اس پاک خدمت کا انعام حضرت عائشہؓ کے ذمہ تھا۔ ایک بار آپؐ کمبل اوڑھ کر مسجد میں تشریف لائے۔ صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس پر دھبے نظر آتے ہیں۔ آپؐ نے اس کو غلام کے ہاتھ حضرت عائشہؓ کے پاس بھیج دیا کہ دھو کر خشک کرکے بھیج دیں۔ حضرت عائشہؓ نے پانی منگوایا اپنے ہاتھ سے داغ دھوئے اور کمبل خشک کرکے آپؐ کی خدمت میں بھیج دیا۔ (ابو داؤد)

خود خدائے پاک تھا پاسبانِ عائشہؓ

غزوہ مریسیع کے سفر میں حضرت عائشہؓ آنحضرتؐ کے ساتھ تھیں چلتے وقت اپنی بہن حضرت اسماءؓ سے ایک ہار عاریۃً لے لیا تھا۔ وہی پہنے ہوئے تھیں۔ اس وقت انکی عمر چودہ سال کی تھی۔ اثنائے راہ میں ایک جگہ رات کو قافلے نے قیام کیا۔ حضرت عائشہؓ قضائے حاجت کے لئے پڑاؤ سے دور نکل گئیں۔ فارغ ہو کر واپس آئیں تو گلے پر ہاتھ پڑ گیا تو ہار نہ پایا اس لئے بہت گھبرائیں۔ ناتجربہ کاری سے خیال کیا کہ قافلہ روانگی سے پہلے وہ ہار ڈھونڈ کر پہنچ جائیں گی۔ ادھر قافلہ تیار تھا یہ بغیر کسی کو اطلاع کئے ہوئے ہار کی تلاش میں مصروف ہو گئیں۔ تھوڑی دیر کی جستجو میں ہار مل گیا۔ اب جو آئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ مجبوراً چادر اوڑھ کر وہیں پڑ رہیں۔ صفوان بن معطلؓ ایک صحابیؓ تھے اور انتظامی ضروریات کے لئے لشکر کے پیچھے پیچھے رہتے تھے۔ صبح کو وہ پڑاؤ پر آئے تو حضرت عائشہؓ کو پہچان لیا کیونکہ نزول حجاب سے پہلے وہ انکو دیکھ چکے تھے۔ پاس آکر افسوس کیا اور اونٹ پر بٹھا کر منزل کا رُخ کیا۔ دوپہر کے وقت قافلے سے مل گئے۔ اس طرف منافقین دن رات اسی کوشش میں رہتے تھے۔ کہ جس طرح ہو سکے آنحضرتؐ اور آپکے

اصحاب ازواج مطہرات کو بدنام کریں اور ان کی یہ کوشش جاری تھیں۔ عبداللہ بن ابی اس گروہ کا سردار تھا۔ اس نے مشہور کر دیا کہ معاذ اللہ اب وہ پاک دامن نہیں رہیں۔ منافقوں کی اس شرارت کا اثر بعض مسلمانوں پر بھی ہوا۔ اور وہ بھی غلط فہمی سے ایک حد تک اس سازش میں شریک پائے گئے۔ مگر واقعہ تھا بے بنیاد جس کی ذرا بھی اصل نہ تھی۔ تاہم ان باتوں کا اثر حضرت عائشہ رض پر بہت ناگوار پڑا اور مارے صدمہ کے بیمار ہو گئیں۔ سیدہ عائشہ رض سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کے متعلق دریافت فرمایا تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے غم میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِاَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ بَرِيْئَةٌ مِنْهُ لَتُصَدِّقُنِّيْ فَوَاللّٰهِ لَا اَجِدُ لِيْ وَلَكُمْ مَثَلًا اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔

ترجمہ: (ایسی کمزور فضا میں) اگر میں کہوں کہ میں پاک ہوں تو کون اعتبار کرے گا۔ اور اور اگر میں کسی بات کا اعتراف کروں تو کیسے کہ خدا کو علم ہے کہ میں اس اتہام سے بالکل پاک ہوں اور اس کی عنقریب تصدیق ہو جائے گی۔ پس خدا کی قسم میں اپنی اور آپ کی مثال پدر یوسف علیہ السلام کی سی پاتی ہوں۔ جنہوں نے آزمائش کے وقت کہا تھا۔ کہ صبر ہی بہتر ہے اور ایسے حالات میں اللہ ہی مددگار ہوتا ہے۔

صحیح بخاری غزوہ انمار)

اس بیان کے ایک ایک لفظ میں سچائی کا نور اور مظلومیت کا کرب موجود ہے۔ آج بھی صرف اس عبارت کو پڑھ کر دل کی گہرائیوں سے تصدیق و تسلیم کی پکار بلند ہوتی ہے۔ جب تمام ذرائع مکمل ہو گئے۔ حتیٰ کہ خود آنحضرت ؐ کے اس ارشاد کے مطابق کہ اگر عائشہ رض پاک ہے تو خدا خود اس کی طہارت کی گواہی دیگا۔ تحقیق و اطمینان کامل کے بعد حضرت عائشہ رض کی بے گناہی اور منافقین کی فتنہ پردازی ثابت ہو گئی۔ آیت برأت نازل ہوئی سورہ نور کی (۱۸) اٹھارہ آیات حضرت عائشہ رض کی شان میں آتری جس کو تفصیل مطلوب ہو قرآن شریف میں دیکھ لیں۔ ایک پاک دامن بی بی پر یہ بہتان عظیم تھا۔ جس کا نتیجہ منافقین کے حسب منشا کسی دلسوز حادثہ کی شکل میں رونما ہو سکتا تھا۔ لیکن ارحم الراحمین کی شان عدل نے بدخواہوں کو عرق ندامت کیا اور سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان کو آیات مقدسہ کے ذریعے دوبالا فرمایا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رض کے الفاظ ہیں آپ کی شان میں قرآنی آیات نازل ہوئیں جو ہر محراب میں شب و روز تلاوت کیجاتی ہیں۔ (حیات المومنین ص ۱۱۲)

حضرت عائشہ پر توحید کا غلبہ ہونا

جب حضرت عائشہ رض کے بارے میں آیات برأت نازل ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا اے عائشہ رض حضور ؐ کا شکریہ ادا کرو عرض کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گی۔ اس جواب پر بعض علماء نے جواب دیا ہے کہ اس وقت غلبہ توحید سے ایسا جواب صادر ہوا محققین کا یہ قول منقول ہے کہ حضرت صدیق اکبر رض کا منشا یہ تھا۔ کہ حضور ؐ کے نکاح میں ہونے ہی کی بدولت یہ اعزاز اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیقہ رض کو عطا فرمایا کہ برأت کے لئے وحی کا نزول ہوا۔

صدائے غیب ص ۲۷۔

حضرت عائشہ رض خود فرماتی ہیں کہ دس اوصاف مجھ میں ایسے ہیں۔ جنکی وجہ سے دیگر ازواج پر مجھے ترجیح حاصل ہے۔

۱. بجز میرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں کوئی ناکتخدا (یعنی کنواری) نہیں آئی۔

۲. آپ ؐ کی ازواج میں صرف مجھ ہی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ میرے والد اور میری ماں دونوں مہاجر ہیں۔

۳. اللہ تعالیٰ نے آسمان سے میری برأت نازل فرمائی۔

۴. جبرائیل میری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ عائشہ رض سے نکاح کر لیجئے۔

۵. میں آپ ؐ کے سامنے ہوتی اور آپ ؐ نماز میں مصروف ہوتے تھے۔

۶. نزول وحی کے وقت صرف میں ہی آپ ؐ کے پاس ہوتی تھی۔

۷. جب رسول اللہ ؐ کی روح مبارک عالم قدس کیطرف پرواز کی اسوقت آپ کا سر مبارک میرے سینہ پر تھا۔

۸. جس شب کو میری باری تھی اُس شب کو رسول اللہ ؐ نے انتقال فرمایا۔

۹. بعض اوقات میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے۔

۱۰. میرے ہی حجرے میں آنحضرت صلی اللہ کا مدفن بننے کا شرف حاصل ہوا۔

(ف) سورۃ نور کی ۱۸ آیات حضرت عائشہ رض کی شان میں اتری۔ اللہ پاک نے حضرت عائشہ رض کو پاک دامن قرار دیا ان آیات کے بعد اگر کوئی شخص خواہ وہ شیعہ ہو یا اسلام کے کسی مسلک سے تعلق رکھتا ہو۔ حضرت عائشہ رض کو پاک دامن نہ جانے وہ لاشک کافر ہے اور وہ اسلام سے خارج ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ؐ کے نقش قدم پہ چلنے اور صحابہ کرام رض سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

سپاہ صحابہ رض لیاقت کالونی کی عظیم کارکردگی

سرگودھا علاقہ کینٹ میں پہلی بار اصحاب رسول ؐ کے ناموں پر گلیوں کے نام منسوب کئے گئے اس کارکردگی کے بعد علاقے کے لوگوں کے علاوہ تمام مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے ضلعی جنرل سیکرٹری سپاہ صحابہ قاری احمد علی ندیم کی خدمات کو سراہا۔ لیاقت کالونی میں علاقہ کینٹ میں واقع ہے جس کی پانچ گلیاں ہیں۔ جن کے نام نمبروار گلی (۱) صدیق اکبر رض سٹریٹ گلی (۲) عمر فاروق سٹریٹ گلی (۳) معاویہ سٹریٹ گلی (۴) عثمان غنی سٹریٹ گلی (۵) حیدر کرار سٹریٹ رکھا گیا ہے۔ جس کا افتتاح جمعہ نماز کے بعد کیا گیا۔ جس میں جمعہ بھر کے اجتماع نے شرکت کی اور سپاہ صحابہ نے شرکت کی۔ جس کا افتتاح ضلعی جنرل سیکرٹری قاری احمد علی ندیم نے کیا۔

Scanned by CamScanner

کیا شیعہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے وفادار ہیں؟

مولانا حق نواز شہید کا یادگار خطاب

صدر ذی وقار معزز سامعین اسپاہ صحابہؓ کے عزیز نوجوانوں آج کے جلسے کا مقصد بذریعہ اشتہارات سیرت طیبہ جناب حیدر کرارؓ آپ کو بتلائی گئی۔ اہلسنت ہونے کی حیثیت سے یہاں ہمارے فرائض میں یہ چیز شامل ہے کہ ہم ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کے فضائل سیرت انکے حالات زندگی کو گلی گلی، کوچہ کوچہ، شہر شہر، بستی بستی عام کریں۔ وہیں ہمارے فرائض میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ ہم حضرت علیؓ کی سیرت طیبہ کو بیان کرکے ان کی شخصیت کو اجاگر کریں۔ اس لئے کہ منافقین کے ایک گروہ نے اپنے مذموم اور خطرناک پروگرام کو معاشرہ میں رواج دینے کے لئے حیدر کرارؓ کی زندگی کو بطور ڈھال سامنے رکھا ہوا ہے۔ سادہ لوح عوام اپنی اپنی معلومات سے ناواقف افراد بظاہر ان منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر یہ تصور کئے بیٹھے ہیں کہ شاید واقعی علیؓ علیؓ رات دن کہنے والے لوگ جانے یا علیؓ کہنے والے افراد اسلام علیکم کی جگہ پر مولا علی مدد کا نعرہ بلند کرنے والے افراد یا علیؓ تیرے چاہنے والوں کی خیر کا نعرہ بلند کرنے والا طبقہ واقعی علیؓ ابن ابی طالب کے ساتھ محبت رکھتا ہے جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ ہماری طرف سے اس عنوان پر اس منافقت کا پردہ چاک کرنے کے لئے محنت

جس نے عمر فاروقؓ کو کافر کہا ہے میں اسکو کائنات کا بدترین کافر کہتا ہوں

بہت کم ہوتی ہے چاہے اس کا سبب کوئی ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ حسن ظن رکھتے ہوئے اہلسنت کے زعماء نے اپنے ماحول میں شاید اس کی ضرورت محسوس نہ کی ہو۔ لیکن جن حضرات نے اس کی طرف توجہ کی۔ حالات کا جائزہ لیا انہیں بہرحال یہ ضرورت محسوس ہوئی عام پروپیگنڈہ یہ کر دیا جاتا ہے کہ آجکل علماء کرام کی تقاریر سے فتنہ فساد ہوتا ہے فرقہ واریت پھیل رہی ہے جبکہ

یہ پروپیگنڈہ آج کا نہیں اگر آپ حقیقتاً اس موضوع کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں گے تو یہ پروپیگنڈہ بہت پرانا ہے۔ ہر دور میں حق کو روکنے کے لئے باطل نے یہی طریقہ استعمال کیا ہے کہ یہ تفریق ہو رہی ہے۔ ہم بڑے آرام اور چین سے زندگی گذار رہے تھے ہمارے ماحول میں بے چینی

مشرکین نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کیخلاف یہ پروپیگنڈہ کر دیا تھا۔ کہ یہ شخص نعوذ باللہ قوم کی یکجہتی کے خلاف ہے۔ آج ہماری تو حیثیت ہی نہیں۔

پیدا کی جا رہی ہے۔ آپ قرآن کا مطالعہ کریں گے۔ آپ کو مشرکین اور منافقین کی زبان سے بھی یہ پروپیگنڈہ مل جائے گا۔ جنہوں نے یہ کہا تھا۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ماحول میں تفریق پیدا کر دی ہے۔ ہم پرسکون تھے ہم آپس میں لڑا دیا ہے۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ، جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو معاذ اللہ معاف نہیں کیا گیا۔ اور آپ کی سیرت طیبہ کو بھی یہ رنگ دیا کہ یہ قوم کی یکجہتی کیخلاف ہے تو ہم تو آج کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ آج اگر ہم اسی نبیؐ اور اسی رسولؐ کے ارشادات کی روشنی میں کوئی بات کہتے ہیں تو دشمن وہی پروپیگنڈہ کرے گا کہ یہ تو قومی یکجہتی کے خلاف ہے۔ اس سے تو نقصان ہو رہا ہے۔ اگر قومی یکجہتی کا نام یا معنیٰ یہ ہے کہ کافر اور مسلم کی تمیز نہ بتلائی جائے۔ اگر قومی یکجہتی کا یہی معنیٰ ہے تو میرا پہلا سوال یہ ہوگا۔ آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں آپ نے پاکستان کی بنیاد کیوں رکھی۔ ٹھنڈے دل کے ساتھ آپ کو غور کرنا ہوگا یہ میری بات آج آپ سے ہے جو بڑا وسیع القلب بن کر ہمیں یہ دعظ کرتے ہیں۔ کہ قومی یکجہتی چاہیئے اگر کافر اور مسلم کے مابین امتیاز کی ضرورت نہیں تو پہلے آپ کے پاس وسیع ملک تھا وسیع زمین تھی بہت سارے جزیرے تھے اور کشمیر جس کے لئے آپ لڑ رہے ہیں۔ جتنی ملک کی زمین وسیع ہوگی۔ اتنی ہی زیادہ پیداوار ہوگی۔ اتنا ہی ملک آگے بڑھے گا۔ اور اتنی ہی قوم ترقی کرے گی۔ اتنا ہی ملکی افراد اپنے آپ کو زیادہ مضبوط کر سکیں گے۔ اگر کافر اور مسلم کے مابین حد فاصل کی ضرورت نہیں تو یہ تقریریں اور قومی یکجہتی اور قومی اتحاد کے خلاف ہیں پھر میرا سوال یہ ہے۔ کہ آپ نے پاکستان کی بنیاد کیوں رکھی۔ بلکہ میں یہ کہنا چاہوں گا۔ کہ اگر آپ کافر اور مسلم کے درمیان فرق کرنے کی اجازت نہیں دیتے تو آپ کو دیانتداری کے ساتھ پاکستان کا علیحدہ تشخص ختم کرکے اکھنڈ بھارت قائم کر لینا چاہیئے اور اس کو آپ نقض امن عامہ تصور کرتے ہیں۔ اس کو آپ ملکی قومی یکجہتی کے خلاف تصور کرتے ہیں تو اس پر میں نے عرض کیا ہے کہ آپ کو پاکستان کا علیحدہ تشخص ختم کر دینا چاہیئے۔ اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ پھر ہندو اور مسلم اکٹھے رہ سکتے ہیں کہ ہندو کافر ہے اس سے مسلم کا کوئی جوڑ نہیں ہے اور پاکستان کا الگ تشخص ضروری کیا ہے۔

ہندو کیطرح شیعہ بھی کافر ہے

دو قومی نظریہ کی بنیاد پر مجھے پھر کہنے کا حق ہے کہ اگر ہندو کیطرح میں کسی اور شخص کو بھی اتنا ہی بڑا کافر ثابت کر دوں اور دلائل سے ثابت کر دوں۔ تو پھر آپ کو کم از کم ہمارے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے کہ اگر ہم ہندو کیخلاف بولنے سے نہیں رک سکتے اور اسی طرح کے کسی اور کافر سے بلکہ وہ کافر جو ہندو سے عقائد کے لحاظ سے زیادہ خطرناک ہو وہ کھلا کافر ہے۔

قومی یکجہتی کے یہ معنی نہیں کہ کافر اور مسلم کی تمیز نہ تبلائی جائے

جیسے قادیانی ہیں یا جیسے منافقین کا طبقہ کافر ہے۔ اس وقت تو مذہبی افراد کی ذمہ داری زیادہ بن جاتی ہے کہ وہ منافقت کا پردہ چاک کرکے لوگوں کو صحیح حقیقت حال سے آگاہ کرکے کفر و اسلام میں تمیز پیدا کریں۔ قرآن کہتا ہے کہ تمہیں کسی بھی مشرکین عورت سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں یہاں تک کہ وہ ایمان

لائے اور اسی طرح کسی مشرک مرد سے بھی کسی مؤمنہ عورت کی شادی اور نکاح نہیں ہو سکے گا۔ یہاں تک کہ وہ مشرک مرد ایمان لائے۔ اس لحاظ سے یہ بھی ضروری ہو گیا ہے کہ اگر ایک انسان کفریہ عقائد رکھتا ہے تو علماء حق کا فریضہ ہے کہ وہ عوام کو آگاہ کر دیا تاکہ وہ معاشرتی زندگی میں احمدی کے ساتھ رشتہ ناطہ نہ کر سکیں۔ اگر اس کو بیان نہ کیا گیا۔ یہ حد فاصلہ نہ کی گئی ہو نتیجتاً یہ معاشرتی زندگی جس کو

اگر کافر اور مسلم کی تمیز کرنا جرم ہے تو پھر پاکستان کس لئے بنایا گیا!

قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ یہ برباد ہو جائے گا اور وہ نسب اور مؤمنین کے بچے ہی واقعی حلالی ہوتے ہیں اور کسی کا نسب صحیح نہیں ہے گا لوگ اسلام اور کفر کے مابین تمیز نہ کرتے ہوئے رشتے کا تو دیں گے جبکہ ان رشتوں کی صورت میں جو نتیجہ بچوں کی صورت میں ہو گا۔ وہ بچے حلالی نہیں ہونگے بلکہ حرامی ہونگے اور جو انسان اس حد سے گزر کر کفر و اسلام کے مابین تمیز کئے بغیر رشتہ کر لیتا ہے وہ اپنی ساری زندگی برباد کریگا اور زنا بھی کرے گا اور زانی سے بڑا آپ خود سمجھتے ہیں کہ گناہگار عملی اعتبار سے کون ہو

قادیانی کیوں کافر ہیں

یہی وجہ تھی جس کی بنیاد پر علماء امت نے ۹۰ برس قادیانیوں کے خلاف جنگ لڑی۔ جیلیں بھریں، مصیبتیں برداشت کیں مشکلات برداشت کیں۔ مصائب برداشت کئے۔ چونکہ قادیانیت مضبوط تھی وہ کلیدی عہدوں پر چھا گئی تھی۔ اس کی بنیاد انگریز نے رکھی تھی اس لئے پروپیگنڈہ اسی وقت بھی یہی تھا کہ دیکھو جی وہ کلمہ پڑھتے ہیں۔ اذان دیتے ہیں۔ انہوں نے مسجد کی بنیاد رکھی ہیں۔ مولوی کافر کافر کی رٹ لگا کر انہیں الگ کرنا چاہتے ہیں۔ معاشرہ برباد ہو رہا ہے۔ اور یہی نوکر شاہی یہی انتظامیہ ریٹائرنگ روم میں بیٹھ کر یہی تبلیغ ملازمت کیا کرتی ہیں۔ کہ دیکھئے جی جب روس آئے گا وہ نہیں دیکھے گا کہ تم احمدی ہو یا غیر احمدی ہو وہ تو سب کلمہ پڑھنے والوں کو مٹائے گا۔ ہم نے والدہ کی گود میں پرورش پائی۔ ہمیں روس بتلایا گیا۔ ہم چلنے لگے ہمیں روس بتلایا گیا۔ ہم کالجز میں گئے ہمیں روس بتلایا گیا۔ جب سے پاکستان کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس دن سے لیکر آج کے دن تک ہمیں یہی بتلایا جا رہا ہے جب روس آئے گا نہیں چھوڑے گا سوال یہ ہے کہ تم ۴۰ برس میں اتنا بھی مضبوط نہیں ہوئے ہو کہ تم اس کا مقابلہ کر سکو۔ اگر تم اتنا بھی مضبوط نہیں ہو تو تم سے بڑا احمق شخص کوئی نہیں ہے اور تم سے بڑا غدار اور ملکی دشمن کوئی نہیں۔ ملک کا کروڑوں روپیہ تمہارے اوپر خرچ ہوتا ہے کروڑوں روپیہ تمہارے دفاع پر خرچ ہوا۔ ہم پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے دماغ میں روس روس کہا جاتا ہے کہ روس مقابلہ کریگا۔

سوال یہ ہے کہ یہی تبلیغ اول دن سے کی جاتی تھی کہ روس نہیں دیکھے گا احمدی ہو یا غیر احمدی ہو لیکن الحمدللہ ایک سٹیج آیا علماء حق متحد ہوئے اور آخر کار عوامی دباؤ میں اس حقیقت کو منوانا ضروری سمجھ لیا۔ کہ آخر یہ علماء امت جو ایک عرصے سے چیخ رہے ہیں بات کسی طرف تو لگے۔ اس میں کوئی حقیقت بھی ہے کہ نہیں۔ جب بات اسمبلی میں آئی جب اس حکومت نے مداخلت کی تو ظالم اور جابر حکومت اور بھٹو جیسا اقتدار میں رہنے والا انسان جو یہ فخر سے کہتا تھا کہ میں تھوڑی سی شراب پیتا ہوں۔ جس نے درجنوں دلائی کیمپ قائم کر رکھے تھے۔ جس نے ظلم و جور کی ندیاں بہا دی تھیں۔ آخر کار اس ظالم اور جابر سلطان کو بھی اس مسئلے میں دخل دینا پڑا اور وہ مجبور ہو گیا۔

یہ بات ماننے پر کہ واقعتاً قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ان کے لئے آخر کار غیر مسلم اقلیت ہونے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ کلمہ قادیانیوں نے اسوقت بھی نہیں چھوڑا تھا آج بھی نہیں چھوڑا پھر قادیانی مختلف عدالتوں میں گئے پاکستان کی عدالتوں میں گئے پھر اسی طرح پاکستان سے آگے نکل کر وہ غیر مسلم عدالتوں میں بھی گئے۔ چنانچہ آپ کے نوٹس میں ہے کہ افریقہ کی غیر مسلم عدالت میں قادیانیوں نے کیس کیا۔ ہم کلمہ پڑھتے ہیں ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں۔

ہم مسجد بناتے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں اور مسلمانوں کا ایک طبقہ ہمیں اپنے قبرستان میں اپنے مردے دفن نہیں کرنے دیتا۔ لہٰذا ان کو اس حرکت سے روکا جائے وہ سٹے آرڈر لینے کیلئے گئے تھے کہ ہمارے مردوں کو مسلمان اپنے قبرستان میں دفن کرنے نہیں دیتے۔ لہٰذا ان کو روک دیا جائے۔

چنانچہ عدالت کی ایک جج عورت تھی اور جو غیر مسلم ہے اس نے فریقین کے دلائل سنے۔ قادیانیوں نے اپنے مسلمان ہونے کے دلائل دیئے مسلمانوں نے افریقہ کی عدالت میں قادیانیوں کا کفر ثابت کیا عدالت غیر مسلم تھی لیکن اس نے فیصلے میں لکھا کہ جس چیز کا نام اسلام ہے جو محمد لائے ہے اور جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پروگرام لیکر آئے تھے اس پروگرام اور اس کے مطابق قادیانی غیر مسلم ہیں۔ مسلمان نہیں ہیں۔

غیر مسلم عدالت نے اپنے فیصلے میں کہ جو اسلام کے قواعد و ضوابط ہیں ان کے مطابق قادیانی پورے نہیں اترتے لہٰذا انہیں مسلمان نہیں مانا جا سکتا اس وجہ سے مسلمان حق بجانب ہیں کہ انکے مردوں کو وہ اپنے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیں۔

اب اگر میں کسی ایسے انسان کو کافر کہتا ہوں جس نے پوری ڈھٹائی کے ساتھ پوری جرأت کے ساتھ حضرت عمرؓ بن خطاب کو کافر کہا ہے تو کیا آپ مجھے ایسے شخص کو کافر نہیں کہنے دیں گے اونچی آواز سے اگر آپ میری زبان روکیں۔ میرا راستہ روکیں کہ اس کو کافر نہ کہو جو ابوبکرؓ و عمرؓ کو کافر کہتا ہے۔ جس کا معنی تو یہ ہوا کہ آپ کی گلی کا بھنگی آپ کی گلی کا اچکا اور بدمعاش اور مادر پدر آزاد ابوبکرؓ و عمرؓ سے زیادہ وزن رکھتا ہے۔ اس کو آپ کافر نہیں کہنے دیتے جبکہ یہ ابوبکرؓ و عمرؓ کو کافر کہہ رہا ہے۔ دنیا ہی

میں آج آپ سے یہی کہنا چاہتا ہوں کہ حیدر کرارؓ کی سیرت طیبہ سے متعلق ہے کہ علیؓ کی ذات کو شیعہ بطور منافقت اور اپنے ایمان کو چھپانے کیلئے یا اپنی بے ایمانی پر پردہ ڈالنے کے لئے بطور ڈھال کے استعمال کرتا ہے۔ حقیقت سے اس کا حیدر کرارؓ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ بات محض لاف زنی نہیں محض شعلہ نوائی یا محض الفاظ کا دباؤ نہیں ہوگا میں میں آپ کے سامنے حقیقت لاؤں گا کہ کم از کم میرے اپنے مسلک کے لوگ جو کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں انکی غلط فہمی دور ہو جانی چاہیئے۔ شیعہ نہ میرے اخلاق سے بات مانے گا نہ میرے مناظرے سے بات مانے گا

Scanned by CamScanner

نہ وہ کسی عدالت کا فیصلہ سن کر ایمان لائے گا۔ اس لئے کہ یہ بہت پرانا تجربہ ہو چکا ہے۔

خواجہ غلام حسین صاحب ایک بہت بڑے مشہور بزرگ ہیں ان سے ایک انسان پوچھتا ہے کہ حضرت آپ نے ہندوؤں اور سکھوں کو کلمہ پڑھایا ہے۔ کسی شیعہ کو آپ نے سُنی نہیں کیا اسکو آپ نے مسلمان نہیں کیا تو خواجہ صاحب نے کہا ہندو کے ایمان کی جڑ خشک ہو گئی تھی میں نے اس کو پانی دیا تو وہ ہری ہو گئی۔ شیعہ کا ایمان صحابہ پہ تبرا کرتے ہوئے جل چکا ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا کوئی مسلمان شیعہ کے قدم پر قدم بھی نہ رکھے۔

شیعہ وہ قوم ہے جس کا اصحاب رسول پر تبرا کرتے وقت واقعی ایمان جل چکا ہے۔ آخر اسکی وجہ کیا ہے۔ ہندو کافر ہے۔ لیکن رات دن اس کا کسی مقدس شخصیت کے خلاف بھونکنا تو نہیں ہے۔ عیسائی کافر ہے۔ رات دن اس کا شیوہ کسی مقدس انسان پہ لعنت کرنا نہیں ہے۔ پوری دنیا میں ایک یہ گروہ ہے جس کا شیوہ یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) ابو بکرؓ پر لعنت، عمرؓ پہ لعنت، نبی کی زوجہ پہ، نبی کے گھرانے پہ، یہ ایک واحد فرقہ ہے جس کا دین یہ ہے کہ تبرا کیا جائے۔ لعنت کی جائے یہ سبب ہے اس کی شکلیں بدل جانے کا۔

خواجہ غلام حسینؒ کا پہلا فتویٰ آپ نے سماعت فرمایا آگے فرماتے ہیں کہ کوئی سُنی مسلمان شیعہ کے قدم پر قدم نہ رکھے۔ رشتہ بہت دور کی بات ہے اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا پینا بہت دور کی بات ہے۔

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ شیعہ راہ پر چل رہا ہو اور تم پیچھے چل رہے ہو تو جہاں وہ قدم رکھے تو اس کے قدم پہ قدم مت رکھو کتنی سخت بات ہے۔ کیوں فرمائی اس لئے کہ یہ اتنا غلیظ گروہ ہے۔ کہ اس سے جتنی نفرت کی جائے کم ہے۔ میں نے آپ کو مولانا احمد رضا خان بریلوی کا یہ فتویٰ سنایا تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اگر کوئی شیعہ سُنی کنویں میں گھس جائے تو مولانا احمد رضا خان بریلوی کہتے ہیں کہ کنویں کا سارا پانی نکال دو، وہ سارا کنواں ناپاک ہو گیا۔ آگے لکھتے ہیں کہ سب کافروں کے لئے یہی حکم ہے۔ کہ وہ کنویں میں داخل ہوں تو کنویں کا سارا پانی ہی نکالا جاتا ہے

یہ کیوں چیزیں سامنے آئیں کہ کفر سے اسلام کا تشخص قائم ہوا اور اس مغالطہ میں آکر کوئی مسلمان اپنی معاشرتی زندگی کو برباد نہ کر بیٹھے میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ شیعوں نے اپنی بدعات اپنے کفریات اپنے غلیظ نظریات کو تحفظ دینے کے لئے حیدر کرارؓ کی آڑ لی ہوئی ہے۔ "پیر لوطی مرید بلنسا علیؓ"

سکوٹروں پر بسوں پہ یا علیؓ مدد لکھنا ظاہراً تاثر یہ ہو کہ یہ غریب تو حضرت علیؓ کے بڑے وفادار ہیں۔ نبی کے داماد اور شیر خدا ہیں۔ نبی کے چچیرے بھائی ہیں۔ نبی کے صحابی ہیں۔ اور فاتح خیبر ہیں یہ تو مسلمان ہیں ان کے ساتھ کتنی محبت رکھتے ہیں کہ میرا دعویٰ یہ ہے کہ شیعوں نے حیدر کرارؓ کو بطور ڈھال کے سامنے رکھا ہوا ہے کہ ان کی آڑ میں وہ اصحاب رسول پر تبرا کریں۔ ان کی آڑ میں وہ قرآن کا انکار کریں انکی آڑ میں وہ دیگر بدعات کا پرچار کریں اور انکی آڑ میں غلط باتوں پہ پردہ پڑا رہے لوگ یہ سمجھیں کہ یہ تو علیؓ کو ماننے والے ہیں۔ اس لئے میں آگے چلنے سے پہلے بنیادی طور پر اس منافقت کے پردے کو چاک کرنا چاہتا ہوں۔

یہ کتاب آپکو میرے ہاتھوں میں نظر آتی ہوگی یہ پاکستان میں نہیں چھپی ہے۔ اور قرآن کی تفسیر بنا کر اس کو چھاپا گیا ہے۔ یہ کتاب ایران کے شہر قم میں چھپی ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں شیعوں کا بہت بڑا مجتہد جس کا نام شیعوں نے علی ابن ابراہیم قمی بتلایا ہے اور یہ علی بن ابراہیم قمی وہ ہے جس کے لئے شیعہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اس انسان کی ملاقات اماموں سے ہوئی اور یہ اماموں کا صحابی ہے۔ اور پھر یہ بھی اس کی تعریف میں لکھا ہے۔ کہ یہ وہ انسان ہے جو محمد بن یعقوب کلینی کا استاد ہے اور ابن یعقوب کلینی شیعوں کا بہت بڑا محدث ہے۔ جس نے شیعوں کی حدیث کی کتاب اصول کافی ترتیب دی اور اصول کافی شیعہ کی وہ کتاب ہے جس کے متعلق شیعہ کہتے ہیں کہ اس کتاب کو غار میں امام مہدی کے پاس پیش کیا گیا تھا۔ اور امام مہدی نے اس کتاب کو پڑھ کر اس کے سرورق پہ لکھا ہے کہ **ھذا کاف لشیعتنا** یہ کتاب میرے شیعوں کے لئے کافی ہے۔

وہ کافی کا مصنف اس علی ابراہیم قمی کا شاگرد ہے اور اس کو شیعہ کہتے ہیں کہ علی ابراہیم اماموں کا صحابی ہے۔ گویا شیعہ کا ستون سمجھ لیں شیعہ کی شہ رگ سمجھ لیں۔ شیعہ کا بہت بڑا آدمی تصور کر لیں۔ جس کتاب میں شیعوں کا مجتہد شیعہ کے اماموں کا صحابی یہ لکھتا ہے اس کتاب میں قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے۔

جب یہ آیت آئی پہلے پارہ میں ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا
(پ ۱ رکوع ۳)

کہ اللہ تعالیٰ نہیں شرماتے اس سے کہ وہ کہیں مچھر کی مثال بیان کرے اس مفسر نے تفسیر کی اللہ نے علیؓ کو مچھر کہا ہے۔

میں کسی صحرا میں بول رہا ہوں اور نہ ہی بند کمرے میں بول رہا ہوں نہ ہی تنہا کھڑا ہوں۔ شہر میں کھڑا ہوں ہزاروں آدمیوں میں کھڑا ہوں بیسیوں ٹیپ ریکارڈ موجود ہیں۔ سی آئی ڈی اور انٹیلی جنس رپورٹ موجود ہے۔ اس تمام کی موجودگی میں پورے چیلنج سے کہتا ہوں کہ شیعوں میں اگر کوئی غیرت ہے تو وہ سپریم کورٹ میں آئے میرے اس حوالے کو چیلنج کرے اگر تفسیر قمی میں یہ عبارت نہ ہو یا میں نے اس میں کوئی تبدیلی کر دی ہو یا اس کو بدل دیا ہو مجھے گولی مار دی جائے اور اگر نہیں تو آپ اس کے کفر میں کیسے شبہ کر سکتے ہیں۔ جس نے علیؓ کو مچھر کہا ہے۔ اور نبی کو مچھر سے بھی کم درجہ دیا ہو۔ تو پھر دنیا میں کوئی کفر نہیں ہے۔ پھر سب کو اپنا بھائی مان لیا جائے اس سے بڑا کفر اور کیا ہوگا۔ آپ جس کو فاتح خیبر کہتے ہیں۔ شیعہ اس کو مچھر کہتا ہے۔ آپ جس کو انبیاء کرام کا سردار کہتے ہیں شیعہ اس کو مچھر سے کم درجہ دے رہا ہے اور جو لکھا ہے دلیل یہ کرتا ہے کہ اللہ نے علیؓ کو مچھر کہا ہے اور نبی کو مچھر سے کم کہا ہے اللہ نے کہا ہے۔

ذوالفقرتین نامی کتاب میں لکھا ہے ابو بکرؓ و عمرؓ نبی کے روضے میں دفن ہیں۔ اور اتنے مبارک مقام پہ دفن ہیں تم انکو مانتے کیوں نہیں ہو وہ تو اعلیٰ مقام پہ کھڑے ہوئے ہیں۔ تو یہ اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ دفن ہوئے تو کیا ہوا وقت آنے پر شیعہ روضہ نبی کو صاف کریں گے۔ صفحہ ۱۵۲، میں پوچھ سکتا ہوں۔ اپنے ملک کے سیاستدانوں سے کہ تیری نظر سے یہ کتاب غائب

Scanned by CamScanner

کیوں اسے پوچھ سکتا ہوں اپنی ضلعی انتظامیہ سے کہ تمہاری نظر سے یہ کفریات غائب کیوں ہیں تم میرے پیچھے تو پڑتے ہو لیکن اس کفریہ لٹریچر کا کیوں نہیں رکھتے ان لٹریچر کو پڑھنے کے بعد میں نے یہ نعرہ

میں قتل ہو سکتا ہوں لیکن شیعہ کو کافر کہنے سے باز نہیں آسکتا۔

بلند کیا ہے میں قتل ہو سکتا ہوں زبان کھنچوا سکتا ہوں سولی پر لٹک سکتا ہوں۔ لیکن شیعہ کو کافر کہنے سے باز نہیں آسکتا۔

اور یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ پوری دنیا سے شیعیت الٹی لٹک جائے اور میری زندگی باقی رہی اور خالق نے چند دن اور مجھے چھوڑے تو تمہیں ہیں دھکیل دیا جائے گا جس مقام سے تم باہر آئے ہو اور تمہیں وہاں جانا ہوگا اور تم اس قابل نہیں ہو کہ مسلم معاشرے اور مسلم ماحول میں تمہیں تسلیم کیا جائے تم وہ غلیظ فرقہ ہو جو نبی اکرم ؐ کے روضہ کو صاف کرنے کی تیاری کر رہے ہو اور یہی وجہ ہے کہ ہر سال خمینی کے گماشتے حج کے موقعہ پر وہاں تخریبکاریاں

ہر سال خمینی کے گماشتے حج کے موقع پر تخریب کاری کرتے ہیں۔

کرتے ہیں۔ کہ ہم سعودی عرب پر قبضہ کریں اور وہاں نبی ؐ کے روضہ کو صاف کریں پاکستان کے سنیو! اگر تم بیدار نہ ہوئے تو تم نے شیعیت کو سرزنش نہ کیا تو یہ کوشش کریں گے۔ پیغمبر ؐ کے روضے کو صاف کرنے کی۔ اگرچہ وہ صاف نہیں ہو سکتا۔ انکے باپ نے بھی صاف کرنے کی کوشش کی تھی۔ اللہ تعالی نے نورالدین زنگی کو کھڑا کیا۔

آج کا بے ایمان آج کا کافر آج کا دجال آج کا کمینہ آج کا یہ غلطرت پیغمبر کے روضے کا رخ کریگا۔ اس کا حشر بھی وہی ہوگا جو اس وقت کے بے ایمان منافقوں کا ہوا تھا۔

میرا دعویٰ ہے کہ شیعہ نبی اکرم ؐ کے روضے کو جہنم سمجھتا ہے۔ یہ دعویٰ ہے میرا عدالت میں اس کو ثابت کرنا چاہتا ہوں اور انشاءاللہ میں اس کو اتنا ثابت کروں گا کہ کسی بھی ذی ہوش انسان کو شبہ نہیں

رہے گا۔ شیعہ کی کوئی کتاب دنیا میں ایسی نہیں ہے جس کتاب میں حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ پر لعنت نہ کی گئی ہو۔ کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جو ابوبکر ؓ و عمر ؓ کو کافر نہ کہتی ہو۔ اکیلا باقر مجلسی شیعہ کا مجتہد سنبھالا نہیں جاتا۔ جس کو شیعہ امام المحدثین امام المتکلمین لکھتے ہیں جس کی تعریف خمینی نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں لکھی ہے وہ لکھتا ہے اپنی کتاب حق الیقین میں کہ ابوبکر ؓ و عمر ؓ دونوں کافر ہیں جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور مزید یہ لکھتا ہے کہ وہ دونوں کافر ہیں جو ان کے ساتھ دوستی رکھے وہ بھی کافر ہے

شیعہ کو جرات نہیں ہوئی کہ اس جواب لکھے۔ قریشی کی وفات کے بعد شیعہ نے یہ کتاب لکھی کہ ہم سنی کے ہزار سوال کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ علامہ قریشی ؒ نے یہاں اور شیعہ سے سوال کئے تھے وہاں تبرا دار یہ بھی سوال کئے تھے تم اس قرآن کو نہیں مانتے۔ اس میں شیعہ کی کتابوں کے حوالے دیئے گئے تھے کہ تم اس قرآن کے قائل نہیں ہو چنانچہ یہ جواب دینے کی کوشش کرتا جب اپنی کتابوں کا جواب نہیں دے سکا۔ اپنا دجل فریب دینے کی کوشش کرتا جب اپنی کتابوں کا جواب نہیں دے سکا۔ اپنا دجل فریب اور اپنی منافقت اس سے نہیں چھپ سکتا تھا۔ تو آخر کار اس کتاب میں اقرار کرتا ہے۔ کہ ہم

شیعہ مجتہد باقر مجلسی نے لکھا ہے ابوبکر و عمر دونوں کافر ہیں اور جو انکے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے نعوذباللہ

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جن لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم نبی ؐ کے روضے کو صاف کریں گے وہ علی ؓ کے وفادار ہیں۔ جنہوں نے معاذ اللہ حضرت علی ؓ کو مجبور لکھا ہے اور پھر نبی ؐ کے روضے کو صاف کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ یہ علی ؓ کے ساتھ کہاں کی محبت رکھتے ہیں۔ علی ؓ کے ساتھ وفاداری رکھتے ہیں۔ مزید سنتے جایئے کہ اگر آپ یقین کرتے ہیں کہ علی ؓ قرآن کا خادم ہے آپ مانتے ہیں کہ علی ؓ نے قرآن کی خدمت کی ہے۔ آپ یقین رکھتے ہیں۔ کہ حیدر کرار ؓ

اس قرآن کیلئے بدر میں لڑے ہیں۔

اس قرآن کیلئے احد میں لڑتے رہے۔

اس قرآن مجید کیلئے تلوار لیکر کفر کا سر قلم کرتے رہے حیدر کرار ؓ نے خیبر کے قلعہ میں قرآن کیلئے لڑائی لڑی ہے تو پھر آپ کو یہ بھی مان لینا چاہیئے کہ جس گروہ کا قرآن پر کوئی ایمان نہ ہو اس گروہ کا حضرت علی ؓ کے ساتھ بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

یہ کتاب اردو زبان میں پاکستان میں شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کی سرخی یہ ہے کہ "ہزار تمہاری دس ہماری" شیعوں کا مولوی ہے عبدالکریم مشتاق آف کراچی یہ کتاب اس نے لکھی ہے اور کتاب کس کے جواب میں لکھی ہے۔ رئیس المناظرین امام اہلسنت حضرت مولانا علامہ دوست محمد قریشی ؒ نے ایک کتاب لکھی تھی جس میں شیعوں سے ایک ہزار سوال کئے ہیں۔ علامہ قریشی ؒ اللہ کو پیارے ہو گئے اس کی زندگی میں کسی

اس قرآن کو نہیں مانتے کیوں تمہارا قرآن (معاذاللہ) ناقص ہے ہمارا قرآن مکمل ہے تمہارے قرآن میں پاکستان کا ذکر نہیں ہے۔ اور ہم جس قرآن کو مانتے ہیں اس میں پاکستان کا ذکر ہے۔

یہ کتاب اردو زبان میں شائع ہوئی ہے جس کا دل چاہے تحقیق کرے کہ اس نے کفر بکا ہے۔ یا کہ نہیں تمہارے قرآن میں نقص ہے۔ اور ہمارا قرآن مکمل ہے مزید یہ کہتا ہے کہ تمہارے قرآن کو تو پاک لوگ بھی ہاتھ لگا لیتے ہیں۔ اور ناپاک بھی ہاتھ لگا لیتے ہیں۔ جو ہمارا قرآن ہے اس کو سوائے پاکوں کے اور کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ یہی حقنواز پورے ملک میں آواز بلند کر رہا ہے کہ شیعہ قرآن کو نہیں مانتا۔

اس کا قرآن الگ ہے۔

اس کا کلمہ الگ ہے۔

اس کی نماز الگ ہے۔

اس کا حج الگ ہے۔

اس کا نکاح الگ ہے۔

اس کا جنازہ الگ ہے۔

اس کا وضو الگ ہے۔

یہی تو میں چیختا ہوں کہ تم الگ ہو پھر میرے الگ کے فتوی سے تمہیں تکلیف کیوں ہوتی ہے اور میں نے آپ کے ساتھ کیا زیادتی کی ہے۔ آپ بتلائیں کہ جو اس قرآن کو نہیں مانتا وہ کافر ہے یا کہ نہیں۔

اس کتاب کا حوالہ یاد ہے گا بلکہ میں یہ بھی کہوں گا کہ اس کتاب کو ضرور پڑھ لیں۔ پندرہ بیس روپے لگ گئے تو کیا ہوا آخر پیسے تو آپ روزانہ

چلائے اور سگریٹ پر سٹاڑ دیتے ہیں۔ بے کر آپ خود پڑھ لیں اگر اس میں حوالہ نہ ملے جوتا آپ کا اور سر میرا۔ یہ کتاب پاکستان میں چھپی اور تقسیم ہوئی مگر اس کتاب کے خلاف آواز بلند کی تو ہمیں کہا جا رہا ہے کہ سیکس آیا۔ شیعہ سیکس سے کم ہے۔

شیعہ کہتا ہے علیؓ کا قرآن اور تھا

اب میں ایک سوال کا جواب زیادہ سوال کا جواب بھی میں آپ کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں تاکہ مزید بات کھل جائے۔

کہتا ہے کہ علیؓ کا قرآن اور تھا۔ اور جواب موجود ہے وہ قرآن اور تھا۔ سوال کرنے والا پوچھتا ہے جو اس تفسیر کے صفحہ ... پر ہے وہ کہتا ہے کہ جب علیؓ برسر اقتدار آئے تو انھوں نے اپنا جمع کردہ اصل قرآن مجید نافذ کیوں نہ کر دیا۔ یہ اس کا جواب دیتا ہے کہتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کا جمع کردہ قرآن مجید جب تمام اسلامی ممالک میں رواج پا چکا تھا۔ گھر گھر پڑھا جا رہا تھا تو حضرت علیؓ ان تمام قرآنوں کو واپس کیسے لے سکتے تھے۔ خصوصاً جب کہ ملک شام پر حضرت معاویہؓ کی حکومت تھی اور انھیں حضرت علیؓ سے سخت عداوت تھی کہتا ہے کہ چونکہ حضرت عثمانؓ کا قرآن پھیل گیا حضرت علیؓ تمام قرآنوں کو واپس نہیں کر سکتے تھے۔ اس واسطے اپنے دور میں اصلی قرآن کو نافذ نہ کر سکے اس کا معنی یہ تو واضح ہوا کہ اگر حضرت علیؓ والا قرآن آئے تو یہ قرآن واپس لینا ضروری ہے۔ تو یہ جو آج موجود ہے تو بقول شیعوں کے یہ حضرت علیؓ والا قرآن نہیں ہے یہ تو حضرت عثمانؓ والا قرآن ہے۔ اس پر شیعوں کا ایمان ہوا یا کہ نہ ہوا بلکہ ظلم یہ ہوا کہ شیعہ حضرت علیؓ کو قرآن کا منکر ثابت کر رہے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا جمع کردہ قرآن اور ہے عثمانؓ کا قرآن اور تھا اور ساتھ یہ بھی ظلم کر رہے ہیں کہ علیؓ اپنے دور میں قرآن نافذ نہ کر سکا۔ میں اس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ دیانتداری سے آپ بتلائیں اور اپنے قلب و جگر پہ ہاتھ رکھ کر بتلائیں کہ میں حضرت علیؓ کو خلیفہ راشد مانتا ہوں۔

میں علیؓ کی حکومت کو قرآن و سنت کے مطابق مانتا ہوں

میں علیؓ کی حکومت کو قرآن پہ عامل حکومت مانتا ہوں۔

میں علیؓ کے دور کو قرآن پہ چلنے والا دور سمجھتا ہوں

میرا یہ ایمان ہے کہ

علیؓ کے دور میں قرآن نافذ تھا۔

علیؓ کے دور میں فیصلے قرآن کے مطابق تھے۔

علیؓ کے دور میں امت قرآن کے حکم پر چلتی تھی۔

علیؓ کے دور میں قرآن کی مخالفت نہیں تھی۔

علیؓ کے دور میں قرآن کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں تھا۔

میرا یہ عقیدہ ہے اور

شیعہ یہ نکتہ پیش کر رہا ہے کہ حضرت علیؓ اقتدار میں آئے لیکن قرآن نافذ نہ کر سکے جو قرآن موجود تھا وہ غلط تھا جو اصلی قرآن علیؓ نے جمع کیا تھا۔ وہ علیؓ اپنے دور میں بھی نافذ نہ کر سکے اور جب بقول شیعوں کے علیؓ قرآن نافذ نہیں کر سکے تو خلافت راشدہ کیسے بن گئی۔ جب علیؓ قرآن نافذ نہ کر سکے تو ان پر اقتدار میں رہنے کا کیا حق تھا۔ آپ آج کہتے ہیں کہ ضیاء الحق ہٹ جاؤ تم اسلام نافذ نہیں کر سکے۔ پیر کہتا ہے کہ ضیاء الحق ہٹ جاؤ تم اسلام نافذ نہیں کر سکے۔

اگر ضیاء الحق سے اس لئے مطالبہ ہے کہ تم اسلام نافذ نہیں کر سکے۔ تو کیا حضرت علیؓ سے یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ تم قرآن مجید نافذ نہیں کر سکے تم ہٹ کیوں نہ گئے۔

اس سے بڑی توہین اس سے بڑی ہتک حیدر کرارؓ کی اور کون سی ہوگی۔ ایک تو شیعوں نے انکو قرآن مجید کا مخالف لکھا تو وہ اس قرآن کو نہیں مانتے تھے جو آپ پڑھتے ہیں۔ دوسرا یہ لکھا کہ حضرت علیؓ کے دور میں قرآن نافذ نہیں تھا۔ اور علیؓ اس کو نافذ نہ کر سکتے تھے۔

شیعو اپنے جگر پہ ہاتھ رکھو حقنواز اگلی بات کہنا چاہتا ہے۔ تمہاری ماؤں کے پیٹ میں علیؓ بچہ بنا سکتا ہے۔ تمہاری مشکلیں حل کر سکتا ہے تمہاری مصیبتیں دور کر سکتا ہے تمہیں علیؓ رزق دے سکتا ہے تم علیؓ کے چاہنے والوں کی خیر نعرہ بلند کر سکتے ہو وہ علیؓ کیا مشکل کشا ہے جو چار شہروں سے قرآن کو جمع کر کے اپنے قرآن کو نافذ نہ کر سکتا ہو۔

چڑھے مرشد خیبر کے پر در دے محرک باسی حسنین کے ابو خیبر کے فاتح پر رفض نے کوئی ایک الزام نہیں لگایا کبھی ان پر یہ الزام کہ فدک چھنوا بیٹھے۔

کبھی یہ الزام کہ خلافت چھنوا بیٹھے۔

کبھی یہ الزام کہ اپنے دور میں قرآن نافذ نہیں کر سکے اور کبھی یہ بکواس جو اصول کافی میں لکھی ہوئی ہے کہ علیؓ نے اعلانیہ کہا ہے کہ مجھ سے پہلے حکمرانوں نے زنا جاری کیا ہے مجھ سے پہلے حکمرانوں نے بدعتیں جاری کی ہیں۔

مجھ سے پہلے حکمران قرآن کو بدل گئے ہیں۔

جب ان سے کہا کہ آپ وہ قوانین بدل دیں اور آپ سے پہلے جو خلفاء بغیر نکاح کے عورتیں کسی کے حوالے کر گئے ہیں، اور ان بچوں اور عورتوں کے ساتھ آج زنا ہو رہا ہے آپ انکو واپس لائیں۔

یہ اصول کافی میں نہ ہو تو مجھے گولی مار دی جائے علیؓ جواب میں کہتے ہیں کہ اگر میں انکو واپس لاتا ہوں تو میری فوج مجھ سے جدا ہو جائے گی میری فوج مجھے چھوڑ جائے گی اس لئے

زنا برابر جاری ہے۔

قرآن اصلی نہیں رہتا۔

نبی کی عبادات اصلی حالت میں کیا لاتا۔

حتٰی کہ نماز روزہ بھی میں اصلی حالت میں نہیں لا سکتا کیوں اگر لاتا ہوں تو میری فوج مجھے چھوڑ جاتی ہے۔ آپ بتلائیں کہ کوئی حکمران یہ کہے کہ میں ظلم ختم نہیں کرا سکتا کیونکہ میری فوج جاتی ہے۔ میں زنا ختم نہیں کرا سکتا میری فوج جاتی ہے۔ میں رشوت ختم نہیں کرا سکتا میری فوج جاتی ہے۔ میں بدمعاشی ختم نہیں کر سکتا میری فوج جاتی ہے۔ میں اسلام نافذ نہیں کرا سکتا میری فوج جاتی ہے۔ میں قرآن نافذ نہیں کرا سکتا میری فوج جاتی ہے۔

آپ بتلائیں کہ ایسے حکمران کا اقتدار پر قابض رہنے کا حق ہے۔

شیعوں نے حضرت علیؓ پر یہ بہتان لگایا۔

اصول کافی جلد سوم کتاب الروضہ صفحہ ۲۹ ر ۳۰ اس پہ لکھا جس کا مطالعہ امام مہدی کر چکا ہے اس میں لکھا ہے (معاذ اللہ) کہ حضرت علیؓ اپنی ناکامی کا اعتراف کر چکے ہیں کہ میری فوج جا سکتی ہے۔

اس کا معانی یہ نکلا کہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ

علیؓ کو فوج پیاری تھی — نماز پیاری نہیں تھی

علیؓ کو فوج پیاری تھی — دین پیارا نہیں تھا

علیؓ کو فوج پیاری تھی چاہے لوگوں کی بیویوں

Scanned by CamScanner

کے ساتھ ہو جائے۔

یہ الزام میں نے نہیں لگایا شیعہ نے لگایا ہے۔ تمہاری پہ لگایا ہے میرے مرشد پہ لگایا ہے۔ حق نواز شیعہ کے کفر کو، دجل کو بے حیائی کو بدفطری کو اس لعنت بھری تمام گندی کتابوں کی تحریروں کو چوراہوں میں، چوکوں میں گلیوں میں شہروں میں طشت از بام کریگا۔ چاہے آسمان ٹوٹ پڑے چاہے زمین پھٹ پڑے (نعرے)

نہیں رک سکتا اور نہ روکا جا سکتا ہوں پہنچتے ہیں ذاکر کہ انتظامیہ سے حقنواز کی زبان بند نہیں ہو سکتی۔ اس دن انتظامیہ کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی جو میرا راستہ روکے گی۔ گالیاں مت دو — میرے دلائل کا جواب دو اپنے گھر کی خبر لاؤ اپنی غلاظت پڑھو اپنا دجل دیکھو! سنیوں تمہیں کہتا ہوں کہ غیرت کرو یہ کتاب تمہارے ملک میں چھپی ہے۔ آخری

آپ نے جہنم کے تالے کو اپنے پاس رکھ کر ان کی منقبت بیان کی تھی۔ کیا نبیؐ نے جہنم کے تالے کے لئے کہا تھا۔ کہ عمرؓ کے سایہ سے شیطان بھاگتا ہے شرم کرو سنی تمہیں جنجھوڑنا چاہتا ہوں۔ تجھے بیدار کرنا چاہتا ہوں تم شیعہ کے کفر سے آگاہ ہو جاؤ میری عاقبت بن جائے گی۔ کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اس طبقے کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے۔

جو نہ قرآن مانتا ہے۔

جو نہ علیؓ مانتا ہے اور

نہ ہی پیغمبرؐ کی ازواج کو مانتا ہے اور

نہ ہی تیرے ساتھ اس کی عبادات ملتی ہیں اور مزید ظلم یہ کہ وہ اصحاب رسولؐ کو جہنمی کتا۔ کسی کو جہنم کا تالا اور کسی کو جہنم کا گیٹ لکھتا ہے ایسے بے ایمانوں سے دور بھاگ جیسے کوئی تپ دق سے بھاگتا ہے۔

حقنواز شیعہ کا کفر چوکوں گلیوں، کوچوں میں ننگا کرنے سے باز نہیں آئے گا چاہے آسمان ٹوٹ کیوں نہ ٹوٹ پڑے۔

علیؓ میرا ہی نہیں اللہ کا شیر ہے۔ پیغمبرؐ خیبر میں علیؓ اللہ کا شیر ہے۔ نبیؐ کی زبان سے اسد اللہ کا لقب ملا۔ اور زہرا کا خاوند۔ اگر علیؓ قدر و منزلت نہ رکھتا پیغمبرؐ فاطمہ جیسی بیٹی کا نکاح نہ کر دیتے۔ نبیؐ نے اپنی گود میں بٹھا کر علیؓ کی پرورش کی ہے۔

پالا ہے آج اے عظیم انسان کے خلاف تم کیا بھونکتے ہو کبھی کہتے ہو علیؓ قرآن اصلی حالت میں نافذ نہیں کر سکا۔ کبھی کہتے ہو کہ

علیؓ (معاذ اللہ) نماز ختم نہیں کر سکا۔

کبھی کہتے ہو کہ علیؓ اصلی نماز نافذ نہیں کر سکا۔

جب علیؓ کے دور میں اصلی نماز نہیں ہے۔ اصلی قرآن بھی نہیں ہے۔ ان میں علیؓ نہیں روک سکے کہ اس سے بڑی علیؓ کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کبھی حیدر کرارؓ کو تم اپنے قرآن کی تفسیروں میں پھر لکھتے ہو پھر بھی جانتے یا علیؓ

پھر بھی پیر ہو یا علیؓ مدد سوائے اسکا یہ دجل ہے۔ جو آج تاروانی اپنی چھاتیوں پر کلمہ لکھ کر کرتا ہے۔ یہ دجل ہے ورنہ شیعیت کو حضرت علیؓ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

گزارش کرتا ہوں۔ سہم مسہوم فی نکاح ام کلثوم اس کتاب کا بدبخت مصنف اصلی کافر اور شیطان کا نطفہ لکھتا ہے کہ عمرؓ بن خطاب کو لواطت کی عادت تھی۔۔۔ تم یہ لٹریچر لکھنے کے بعد بھی حقنواز کا راستہ روکنا چاہتے ہو اس کتاب میں اردو زبان میں لکھا ہے جو جامعۃ المنتظر سے چھپی ذمہ دار اداروں سے چھپی ہے اس میں لکھا ہے کہ عمرؓ بن

گالیاں مت دو۔ میرے دلائل کا جواب دو!

خطاب جہنم کا تالا ہے۔ اور آگے بے ایمان لکھتا ہے کہ تالے کی بجائے جہنم کا گیٹ ہونا چاہیئے تھا۔

سنیوں غیرت کرو تمہارے پیغمبرؐ نے ایک لواطت کرنے والے کو آج اپنے پہلو میں سلایا ہوا ہے؟

کیا پیغمبرؐ نے ایک جہنم کے تالے اور جہنم کے گیٹ کو اپنا سسر بنایا ہوا تھا کیا پیغمبرؐ نے جہنم کے تالوں کو فاروق اعظمؓ کا لقب دیا تھا۔ کیا

خوشخبری

ماہنامہ خلافت راشدہ ہر ماہ کی یکم تاریخ کو انشاء اللہ العزیز باقاعدگی کے ساتھ شائع ہوگا اس کے علاوہ ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو ۸ صفحات پر مشتمل ایک ضمیمہ شائع کیا جا رہا ہے جس کا ہدیہ ۲/ روپے ہوگا تاکہ قارئین حالات حاضرہ سے باخبر رہیں قارئین اور ایجنسی ہولڈرز ضمیمہ خلافت راشدہ کی تعداد سے آگاہ کریں !!

(ادارہ)

سپاہ صحابہؓ پنجاب کے کارکنوں کو خصوصی ہدائیت

سپاہ صحابہؓ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی نے ایک پیغام میں سپاہ صحابہؓ پنجاب کے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے اپنے بلدیاتی حلقوں میں ہم خیال اور حمایت یافتہ کونسلروں سے خصوصی رابطے رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ کونسلروں کو اس بات پر تیار کیا جائے کہ وہ اپنے اپنے حلقوں کے چوکوں، چوراہوں، گلیوں اور سڑکوں کا نام صحابہؓ کرام سے منسوب کرنے کا کام اولین ترجیح کے طور پر سرانجام دیں۔

مولانا فاروقی نے کہا ہر شہر اور ہر علاقے میں صحابہ کرامؓ کے نام کو اجاگر کرنا ہر کارکن کی ذمہ داری ہے۔

میں سیدنا علیؓ کا خادم ہوں

مگر آج تمہاری طاقت تمہاری شوکت تمہاری قوت کے وجود تمہارے پاس کی سیاسی قوت ہے تمہارا اسپیکر ہے۔ تمہارے پاس ایرانی دولت ہے مگر آج تمہارے خلاف بولتے ہوئے حقنواز نہیں رک سکتا۔ تو حیدر کرارؓ اس دور میں کیسے خاموش رہ سکتے تھے میں تو علیؓ کا خادم ہوں اگر تم سے میں

Scanned by CamScanner

حضرت علیؓ کے فیصلے

دیگر اصحابؓ رسولؐ حضرت علیؓ کی نظر میں

اِنَّهُ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوا اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰى مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ اَنْ يَخْتَارَ وَلِلْغَائِبِ اَنْ يَرُدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰى لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ اِمَامًا كَانَ اللّٰهُ رِضًى.

شیعہ مذہب کی کتاب نہج البلاغہ میں شیر خدا کا فیصلہ دیکھیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ بے شک میری بیعت وہی لوگ ہوئے ہیں۔ جو ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے بیعت ہوئے ہیں انہی شرائط پر جن پہ ان سے ہوتے ہیں۔ پس نہ موجود رہنے والوں کو اختیار ہے۔ کہ اس فیصلے سے سرتابی کرے اور نہ غائب کو رد کرنے کا۔ شوریٰ مہاجرین و انصار کا حق ہے اگر وہ متفق ہو کر کسی شخص کو امام نامزد کریں تو اس میں اللہ کی رضا ہوتی ہے۔

نوٹ۔ شیر خدا نے اپنے اس کلام سے رافضیوں کی جڑ کاٹ دی بتا دیا کہ جو ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے وفادار تھے۔ وہی میرے وفادار ہیں۔ یہ مہاجرین و انصار خدا تعالیٰ کے چنے ہوئے ہیں۔ کہ جس فیصلے پر انکا اتفاق ہو جائے اسی میں رب کی رضا ہوتی ہے۔ شیر خدا نے جن مہاجرین و انصار کی یہ شان فرمائی ہے۔ یہ سنیوں کے بزرگ ہیں سنی انکو بزرگ مانتے ہیں اور شیعہ انکو کافر کہتے ہیں۔ شیر خدا نے سنیوں کے حق میں اور شیعوں کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ الحمد للہ

حیدر کرارؓ کی نظر میں اہل تشیع کی وقعت

اللہ لَوَدِدْتُ اَنَّ مُعَاوِيَةَ صَارَفَنِيْ بِكُمْ صَرْفَ الدِّيْنَارِ بِالدِّرْهَمِ فَاَخَذَ مِنِّيْ عَشَرَةً مِنْكُمْ وَاَعْطَانِيْ رَجُلًا مِنْهُمْ.

(احتجاج طبرسی ۹۲ اور نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۹۹)

خدا کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ معاویہ مجھ سے دس درہم لے اور ایک درہم دے یعنی میرے بے وفا دس شیعہ سپاہی لیکر مجھے اپنا ایک وفادار سپاہی دے دے۔

حضرت علیؓ نے دشمنان اسلام کی خوب سرکوبی کی۔

دنیا کی تاریخ گواہ ہے۔ کہ حیدر کرارؓ نے جہاد بالسیف یعنی تلوار کے ذریعے ہر میدان میں دشمنانِ اسلام کی صفیں الٹ کر اسلام کی حفاظت فرمائی اور دوسری طرف جہاد باللسان یعنی زبانی جہاد کے ذریعے دشمنان اسلام کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا حضورؐ نے جب توحید کا اعلان فرمایا تمام مشرک آپ کے دشمن ہو گئے آپ کو اور آپ کے پیروکاروں کو ستانا شروع کر دیا جب اسلام کو خدا تعالیٰ نے غالب فرمایا تو دشمنان اسلام مشرکین و کفار کے دو گروپ بن گئے۔ ایک اعلانیہ دشمن جو لڑتا تھا۔ دوسرا گروپ منافقین کا جو بظاہر مسلمان ہو کر مسلمانوں میں شامل ہو گئے۔ ان دونوں گروپوں کا مقصد ایک ہی تھا اسلام کو مٹانا۔ منافقین مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرتے تھے اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کر کے ان کو آپس میں لڑانا چاہتے تھے۔ تاکہ یہ آپس میں لڑ کر ختم ہو جائیں۔ حضورؐ پر وحی آتی تھی۔ ان کے منصوبے ظاہر ہو جاتے تھے۔ اس لئے اسلام کے یہ دشمن نبی پاک کے زمانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ شیخینؓ کے زمانے تک یہ گروہ بری طرح ناکام رہا حضرت عثمانؓ کے دور میں عبداللہ ابن سبا کی قیادت میں یہ گروہ کامیاب ہوا۔ اس کے نتیجے میں حضرت عثمانؓ شہید ہوئے۔ ان منافقین نے حب علی کا لبادہ پہن جنگ جمل اور جنگ صفین کرا کر ہزاروں فرزندان توحید کو آپس میں لڑا دیا۔ اس میں ہزاروں شہید ہو گئے اور لاکھوں یتیم ہوئے۔ پھر انہوں نے حضرت علیؓ کو شہید کیا پھر اسی حب علیؓ کے پردے میں حضرت حسنؓ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ پھر حضرت حسینؓ کو شہید کیا۔ اس وقت تک شیعہ اسلامی عبادات بظاہر اہل اسلام کے طریقے کے مطابق کرتا تھا جب اہل بیت کے مشہور بزرگوں کو قتل کر چکا تو اس نے مکارانہ طور پر اہلبیت کی محبت کا بہروپ دھارتے ہوئے کہ ہم اہلبیت کے محب ہیں۔ ان کے رازدار ہیں۔ ہم جب تنہا ان کے پاس ہوتے ہیں پھر آئمہ ہمیں صحیح مذہب بتاتے تھے کہ یہ قرآن تبدیل ہو چکا ہے۔ ائمہ کی دو ہزار روایتیں موجود ہیں۔ اسی طرح جعلی روایتیں پیش کر کے اصلی دین اسلام کی جگہ حب علیؓ کا نعرہ مار کر مصنوعی اسلام پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ آئمہ اہلبیت کا یہی مذہب تھا۔ تمام اصولی و فروعی مسائل اہل تشیع خود تصنیف کر کے آئمہ کیطرف منسوب کر کے دنیا کو شرک و کفر کیطرف دعوت دے رہے ہیں اپنے باطل مذہب کی تبلیغ پر کروڑوں روپیہ بھی خرچ کرتے ہیں۔ پھر بھی کامیاب نہیں ہوئے۔ اسلام کے ان خطرناک دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملانے کا سہرا حضرت علیؓ اور اہلبیت کے دوسرے آئمہ کے سر ہے۔ کیونکہ ان بزرگوں نے شیعان علیؓ کی غداری اور بے وفائی اور اسلام دشمنی اور اہلبیت نبویؐ کی دشمنی ظاہر کر کے بتا دیا ہے۔ کہ یہ حب اہلبیت کا لبادہ اوڑھ کر تمہارا ایمان چھیننا چاہتے ہیں۔ ان سے بچو خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں حیدر کرار رضی اللہ عنہ پر اگر آپ شیعان علیؓ کی اصلیت ظاہر نہ فرماتے ان کا پردہ چاک نہ کرتے تو زیادہ تر لوگ ان کے جال میں پھنس کر اصلی اسلام سے محروم ہو جاتے علمائے حق جب شیعوں کے بارے میں آئمہ سادات کے اقوال پیش کرتے ہیں تو شیعہ ان کے دشمن بن جاتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں شیعیت پر ضرب کاری لگانے والے سیدنا علیؓ اور ان کی اولاد میں سے وہ آئمہ ہیں جن کے یہ محب ہونے کے مدعی ہیں۔ اور وہ شیعہ علماء جنہوں نے آئمہ کے یہ اقوال اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ اگر آئمہ شیعیت کا پول نہ کھولتے اور شیعہ علماء اپنی کتابوں میں نہ لکھتے تو مسلم علماء شیعیت کا زور دار

رد نہ کر سکتے علماء حق فرماتے ہیں۔

ٔ زبان جل جائے اگر میں نے کچھ کہا ہو سر محشر
تیری تیغ کے چھینٹے تیرا نام لیتے ہیں

جب اہل تشیع کے سامنے ان کے اسلاف کی حضرت علیؓ کے ساتھ دغا بازیوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو مکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارا تعلق ان شیعوں سے ہے۔ جو حضرت حسنؓ کے مقدس دور میں تھے اس مکر کا دندان شکن جواب یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے زمانہ کے شیعہ سیدنا علیؓ کے بارے میں کہتے ہیں۔ کہ علیؓ جھوٹ بولتے ہیں۔"

(احتجاج طبرسی ص ۱۳۰)

یہی جھوٹ کی تہمت تم اب بھی لگاتے ہو اس کا ثبوت یہ ہے کہ شیعہ کتب سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ بلا فصل تسلیم کیا۔ اہلسنت کی طرح نمازیں انکے پیچھے ادا کیں حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ کو شیخ الاسلام کا اعلیٰ لقب سب سے پہلے حضرت علیؓ نے دیا۔ فرمایا خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ۔ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ یہی فرمان بھی حضرت علیؓ کے ہیں۔ تو اس وقت کا موجودہ شیعہ یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کی تمام باتیں سچی ہیں۔ تقیہ کرتے ہوئے ڈر کے مارے جھوٹ کہا ہے۔ وہ بھی حضرت علیؓ کو جھوٹا کہتے تھے۔ اور تم اب بھی کہہ رہے ہو۔ لہٰذا تم وہی شیعہ۔ اسلئے آج علی الاعلان کہا جا سکتا ہے۔ کہ تمہارا حضرت علیؓ اور اہلبیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(از کتاب شیعوں کے متعلق حضرت علیؓ کے فیصلے)

صفویوں نے شیعہ مذہب کو ایران پر مسلّط کیا

(شاہ احمد نورانی)

"امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے وہ الفاظ جو انہوں نے اپنی ایک تقریر منعقدہ رنگ بازار راولپنڈی اکتوبر ۱۹۸۸ء کو جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہے"

سنیو! بہت تھوڑا وقت باقی رہ گیا ہے کہ ساری دنیا تک ہماری آواز پہنچ جائے گی۔ اور ہر شخص شیعہ کو کافر سمجھنے لگ جائے گا۔

بریلوی، دیوبندی، اہلحدیث کیلئے عام شیعہ کے عقائد سے واقف ہو کر ان کے دجل اور فریب کو سمجھ کر سپاہ صحابہؓ کے مؤقف کو تسلیم کریں گے"! سنی تو تقریر بارہا لیکن سوچ میں پڑ جاتا کہ کیا واقعی ایسا ممکن بھی ہو جائے گا۔ لیکن آج جب کالج میں ایک لڑکے سے ملاقات ہوئی تو اس کے ہاتھ میں پندرہ روزہ ندائے اہلسنت دیکھا تو پڑھنے کا مجھے بھی شوق پیدا ہوا۔ جب لیا تو دیکھا کہ شاہ احمد نورانی کا ایک طویل انٹرویو دیا گیا ہے جس سے نورانی صاحب سے سوال ہوتا ہے۔ عالم اسلام میں شیعہ مذہب کے لوگ کہاں کہاں ہیں۔ جواب میں علامہ شاہ احمد نورانی فرماتے ہیں "شیعہ آذربائیجان، شام اور ایران میں ہیں۔ بحر مصر، تیونس، مراکش، الجزائر وغیرہ میں کہیں شیعہ نظر نہیں آتے۔ شیعہ عراق میں ۵۲ فیصد ہے۔ لیکن صدر صدام حسین نے یہ کارنامہ سرانجام دیا کہ اقتدار میں آنے کے بعد عزاداری کے تمام جلوسوں پر پابندی لگا دی اب کوئی جلوس نہیں نکلتا یہ سب کچھ اندر ہی ہوتا ہے۔ تعزیہ تو برصغیر کی خرافات میں سے ہے۔ خود ایران میں تعزیہ نہیں ہوتا۔ دنیا میں جہاں شیعہ ہیں کہیں تعزیہ کی رسم نہیں بلکہ ایران میں تو کوئی ماتمی جلوس بھی نہیں نکلتا میں شاہ کے زمانے میں محرم میں تہران گیا تھا۔ ایک ہفتہ رہا۔ امام باڑوں میں مجالس ہوتی ہیں۔ مگر سڑک پر نہ کوئی تعزیہ نہ گھوڑا نہ دلدل۔ البتہ عراق میں جلوس نکلتے تھے۔ جو صدر صدام حسین نے بند کر دیئے تھے۔ ایران میں تو شیعہ کل آئے ہیں۔ اس سے پہلے حضرت شیخ سعدی شیرازی

صدر صدام نے عزاداری کے جلوسوں پر پابندی لگا کر عظیم کارنامہ سرانجام دیا

مولانا جامی، سیدنا عبداللہ احرار، حضرت مولانا شیرازی وغیرہ یہ سب سنی مسلمان اکابر تھے۔ صفویوں نے شیعہ مذہب کو ایران پر مسلّط کیا۔ اس سے پہلے سب سُنی مسلمان تھے . . .
سنعد کا حکمران سلطان قابوس خارجی ہے۔ شیعہ کی طرح یہ فرقہ بھی محدود ہے اور پوری دنیا میں صرف ایک خارجی حکمران ہے۔ اسی طرح شام کا حافظ الاسد نصیری ہے۔ . . . اس نے اقتدار میں آنے کے بعد ہزاروں کی تعداد میں علماء اہلسنت (علماء اسلام) کو قتل کیا۔ اہلسنت (مسلمانوں) کی آبادیوں کو باقاعدہ ٹینکوں کے ذریعے برباد کیا۔ مساجد پر بمباریاں کیں۔ یہودیوں کا ایجنٹ ہے۔ اس کا نام حافظ ہے وہ قرآن پاک کا حافظ نہیں ہے۔ قبیلہ اس کا ناسد ہے! یہ الفاظ جب نورانی صاحب کے پڑھے تو واقعی مولانا کا وہ بیان سچا ثابت ہوتا نظر آیا کیا ہمارے شیعوں کے ترجمان علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ نے الشیعہ و القرآن لکھ کر شیعہ کا پول کھول دیا۔ اب تو بریلوی مکتبہ فکر کے امام شاہ احمد نورانی نے بھی شیعہ کی رسومات کو خرافات کہہ کر اور خود شیعہ اکثریتی علاقوں میں شیعہ جلوسوں کے نہ ہونے کا پتہ دیکر امت مسلمہ پر شیعیت کی شیطنت اور دجل کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ سپاہ صحابہؓ تو پہلے ہی شیعہ کی ان خرافات کے آگے بند باندھنے کیلئے پوری امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنیکی محنت و کوشش کر رہی ہے۔ اب جبکہ بریلوی دیوبندی اور اہلحدیث اس بات سے متفق ہو چکے ہیں کہ شیعہ کا دین محمدیؐ سے کوئی تعلق نہیں تو حکومت پاکستان پر بھی مذہبی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مرزائیوں کیطرح شیعہ کو بھی کافر قرار دیکر ہمیشہ کیلئے ان پر پابندی عائد کر دی جائے

محمد طیب بھٹی، حسینی معاویہ
گکھڑ منڈی گوجرانوالہ

بھاولنگر میں رسالہ یہاں سے حاصل کریں

حافظ محمد عیسیٰ شاکی
العصر سٹیشنری اینڈ بک ڈپو
رفیق شاہ چوک بھاولنگر

شہیدِ اعظم

سبطِ رسولؐ

سیدنا حضرت حسینؓ بن علیؓ

محمد اسلم معاویہ مرالی۔ ڈیرہ اسماعیل خان

ولادت باسعادت

سیدنا حضرت حسینؓ اسلامی مہینہ شعبان کی ۵ تاریخ کو پیدا ہوئے۔ جو کہ ہجرت کا چوتھا سال تھا۔ آپؓ حضرت علی حیدر کرارؓ کے فرزند ارجمند تھے۔ سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے نورِ نظر امام رشد ہدایت اور اتحاد بین المسلمین کے علمبردار سیدنا حسنؓ کے چھوٹے بھائی تھے۔ امام کائنات آقائے نامدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی پیدائش کے موقع پر کھجوریں چبا کر انکے رس آپؓ کے منہ میں ڈالا۔ اور اس فرزند جلیل کے کان میں اذان دی۔ اور حسینؓ نام رکھا۔ ساتویں روز عقیقہ کیا۔

فضائل ومناقب

پہلے تو اسی سے ہی اندازہ لگالیں کہ وہ کتنا خوش قسمت اور خوش نصیب ہے جس کے کان میں اذان سرورِ کائنات نے دی اور جس کے کان تکبیر کی شیریں آواز پہنچا کر توحید کا درس بچپن میں ہی دیا۔ اور اپنا چبایا ہوا کھجور سیدنا حسینؓ کے منہ میں ڈالا۔ تاکہ تاحیات اس کے مزے لوٹتا رہے اور زندگی بھر اس کا نشہ نہ ٹوٹے۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ ”حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں حسینؓ سے۔ یا اللہ جو حسینؓ کو محبوب رکھے تو اسے محبوب رکھ۔“

ایک اور موقع پر حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ جو چاہے کہ نوجوانانِ اہلِ جنت کے سردار کو دیکھے وہ حسینؓ بن علیؓ کو دیکھ لے۔

ترمذی شریف میں زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ سے لڑے گا میری ان سے لڑائی اور جو ان سے صلح کرے گا میری اس سے صلح ہے۔ اسی طرح رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ حسنؓ وحسینؓ میرے دو پھول ہیں دنیا میں۔

ہادیٔ اعظم کی حضرت حسینؓ سے والہانہ محبت

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ اکرمؐ مسجد میں تشریف لائے۔ فرمایا ذو شوخ لڑکا کہاں ہے یعنی حسینؓ۔ حضرت حسینؓ آئے اور آپؐ کی گود میں گر پڑے اور آپؐ کی داڑھی مبارک میں انگلیاں ڈالنے لگے۔ آپؐ نے سیدنا حسینؓ کے منہ پر بوسہ دیا اور فرمایا یا اللہ میں حسینؓ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ بھی اس سے محبت کریں اور اس شخص سے بھی جو سیدنا حضرت حسینؓ سے محبت کرے

مقام حسینؓ صحابہؓ کی نظر میں

سیدنا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک جنگ میں ایک شہزادی گرفتار ہوئی۔ بعض صحابہ کرامؓ نے کہا اس شہزادی کا نکاح آپ اپنے بیٹے سے کر دیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ شہزادی ہے اس کا نکاح بھی کسی شہزادے سے ہوگا۔ چنانچہ اس کا نکاح حضرت حسینؓ سے کر دیا۔ اسی طرح جب حضرت فاروق اعظمؓ نے صحابہؓ کے وظائف مقرر کئے تو بدری صحابہ کرامؓ کے وظائف سب سے زیادہ مقرر فرمائے۔ اور جب حضرات حسنین کریمینؓ کی باری آئی تو انکے وظائف بھی بدری سرفروشوں کے برابر مقرر فرمائے۔ کیونکہ فاروق اعظمؓ ان کو بہت ہی محبوب رکھتے تھے۔ ایک روز ابن عمرؓ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت حسینؓ سامنے سے آرہے تھے۔ دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص اس زمانہ میں اہلِ آسمان کے نزدیک سارے اہلِ زمین سے زیادہ محبوب ہے۔

ہمدرد مجاہد

سیدنا حسینؓ نہایت ہمدرد انسان تھے اور ساتھ ساتھ نہایت سخی اور لوگوں کی امداد میں اپنی جان و مال پیش کرنے والے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کیلئے کسی کی حاجت پوری کرنا میں اپنے ایک مہینے کے اعتکاف سے بہتر سمجھتا ہوں۔

عاجزی وانکساری

حضرت حسینؓ عاجزی وانکساری کے پیکر تھے ایک روز حرم مکہ میں حجرِ اسود کو پکڑے ہوئے یہ دعا کر رہے تھے۔ ”یا اللہ آپ نے مجھ پر انعام فرمایا۔ مجھے شکر گزار نہ پایا میری آزمائش کی تو مجھے صابر نہ پایا۔ مگر پھر بھی آپ نے نہ اپنی نعمت مجھ سے سلب کی اور نہ مصیبت کو مجھ پر رہنے دیا یا اللہ کریم سے تو کرم ہی ہوا کرتا ہے۔“

تمام صحابہ کرامؓ حضرت حسینؓ سے والہانہ محبت کرتے تھے اور حضرت حسینؓ بھی انکا احترام کرتے تھے۔ چنانچہ جب باغیوں نے سیدنا حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے گھر کا محاصرہ کیا تو حضرات حسنین کریمین، سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ نے انکے دروازہ پر پہرہ دیا اور کسی باغی کو اندر نہ گھسنے دیا۔ امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ بنے اور دارالسلطنت کوفہ کو بنا لیا۔ حضرت حسینؓ بھی اپنے والد ماجد کے ساتھ کوفہ چلے گئے اور ان کے ساتھ جہاد میں شریک رہے۔ اور جب کوفہ میں امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو حضرت حسنؓ کے ساتھ رہے اور جب امیر المؤمنین سیدنا حضرت حسنؓ امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مدینہ منورہ چلے آئے تو سیدنا حضرت حسینؓ بھی اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ منورہ میں آگئے۔ یہاں تک کہ حضرت حسنؓ کو بھی سبائیت نے شہید کر دیا۔ یہ وہ دور تھا جب سیدنا امیر معاویہؓ خلیفہ وقت تھے۔ پھر ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہؓ وفات پاگئے۔ تو ان کا بیٹا یزید ولیعہد بنا۔ عراق والے یزید کے خلاف

تھے، چنانچہ کوفیوں نے حضرت امام حسینؓ کو دی کہ انکی امداد کیلئے کوفہ تشریف لائیں۔

مختصر واقعہ کربلا

حضرت معاویہؓ کی وفات کے بعد جب یزید مسکن اقتدار پہ متمکن ہوا تو حضرت سیدنا حسینؓ نے نیک نیتی اور دیانتداری کے ساتھ بیعت سے انکار کیا۔ اسی اثناء میں شیعان کوفہ سے سلمان بن خزاعی نے کوفہ میں ایک میٹنگ کی اور لوگوں سے کہا تم انکے اور انکے بزرگوار کے شیعہ ہو۔ اگر تم انکی بیعت کر سکو گے تو انکو عریضہ لکھ کر بلالو ۔۔۔ پھر ایک عریضہ حضرت حسینؓ کی خدمت میں لکھا۔" (جلاء العیون ص۱۳۰)

یہاں تک کہ چھ سو خطوط حضرت حسینؓ کے پاس پہنچے اور متعدد قاصد حضرت کے پاس جمع ہو گئے اور آخر تک بارہ ہزار خطوط یہاں سے کوفہ پہنچے ان خطوط کے جواب میں حضرت حسینؓ نے اہل کوفہ کو لکھا۔ میں تمہارے پاس مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں اگر مسلم بن عقیل مجھے خط لکھیں تو میں بہت جلد تمہارے پاس پہنچ جاؤنگا۔ جب حضرت حسینؓ کے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو اٹھارہ ہزار کوفی شیعوں نے انکے ہاتھ پہ بیعت کی۔ پھر اچانک دوسرے روز ہزاروں آدمیوں نے منہ پھیر لیا اور شام تک تیس اور پھر دس آدمی آپکے ساتھ رہ گئے۔"

جلاء العیون جلد ۲ ص۳۳۱/۱۸۴

چند دنوں کے بعد حضرت حسینؓ کو یہ خبر پہنچی کہ مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ، عبداللہ بن نفیر کو شہید کر دیا گیا ہے۔ تو آپ نے نفرت میں فرمایا

"ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا ہے۔" (جلاء العیون ج ۲، ص۴۹۲)

حضرت زین العابدینؒ سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت حسینؓ کو بااصرار کہا کہ اہل کوفہ بے وفا ہیں ان کے پاس نہ جائیں مگر آپؓ نے جانے کا ارادہ ترک نہ فرمایا حضرت حسینؓ جب کوفہ پہنچے تو تیس ہزار عراقیوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ لیکن دوسرے ہی روز بیعت کرنے والوں نے تلوار کھینچی اور ہنوز بیعت انکی گردنوں میں تھی کہ انہوں نے حضرت حسینؓ کو دمشق جانے والے راستے کربلا کے مقام پر دس محرم کو نہایت بے دردی اور مظلومیت کے ساتھ شہید کر دیا۔

قاتلان حسینؓ کی شہادت

واقعہ کربلا کے مشہور شہداء میں جو خاندان نبوت کے دیگر افراد اس معرکے کے مرکزی کردار تھے ان میں حضرت سیدنا حسینؓ کے خطبات کے چند اقتباسات آپ نے اوپر ملاحظہ کیلئے ذیل میں دیگر مدعیان کے بیانات کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں اگر ناظرین بغور ان کا مطالعہ کریں گے تو واضح طور پر قاتلین کی شناخت ہو جائیگی۔

حضرت زین العابدینؒ کا بیان

"ہیہات ہیہات، اے غدارو، مکارو تمہاری مرادیں پوری نہ ہوں کیا تم چاہتے ہو کہ مجھے بھی فریب دو جیسے تم نے میرے باپ دادا کو اس سے قبل فریب دیا۔"

(احتجاج طبرسی ص۱۵۲)

حضرت زینبؓ بنت علیؓ کا بیان

جب کربلا سے روانہ ہو کر اسیران اہل بیت حسینؓ کوفہ میں داخل ہوئے تو کوفہ کی عورتوں اور مردوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ حضرت حسینؓ کی ہمشیرہ حضرت سیدہ زینبؓ نے رونے پیٹنے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"اے اہل کوفہ کس وجہ سے تم روتے ہو جب رسول خداؐ تم سے پوچھیں گے۔ تم نے میری اولاد اور اہلبیت کے ساتھ کیا کیا (اس وقت کیا جواب دوگے) تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو۔ حالانکہ تم نے خود ہی ہم کو قتل کیا ہے (جلاء العیون ص۵۰۲)

فاطمہ بنت حسینؓ کا بیان

"اے اہل کوفہ تم نے ہم کو قتل کرنا۔ حلال جانا۔ ہمارے مال کو لوٹا۔ تمہاری تلواروں سے اہلبیت کا خون ٹپک رہا ہے۔"

احتجاج طبرسی ص۱۵۷

حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کا بیان

جب کوفی عورتیں اہلبیت پر رونے لگیں تو ام کلثوم نے محمل سے آواز دی "اے زنان کوفہ تمہارے مردوں نے ہمارے مردوں کو قتل کیا۔ پھر تم کیوں روتی ہو۔"

جلاء العیون ص۵۰۷

شیعہ تنظیم پاسبان کے صدر مظہر حسین عرف پٹواری کی بہادری

محمود کوٹ میں سپاہ صحابہؓ اور شیعوں کا مقابلہ میں جلسہ ہوا۔ جلسے میں تلاشی کے دوران شیعوں کی تنظیم پاسبان اسلام کے صدر مظہر حسین عرف لالی پٹوار سے ایک غیر قانونی ریفل برآمد ہوئی جس پر مقدمہ درج ہوا۔ جب مذکورہ صدر کو تھانہ محرر کے کمرہ میں انگوٹھے لگوانے کے لئے لایا گیا تو وہ کئی آدمیوں کی موجودگی میں اس شیعہ کا ڈر کے مارے شلوار میں پیشاب نکل گیا۔ جب اسے حوالات میں بند کیا تو اس نے رونا شروع کر دیا۔

ملنگ نے کہا کہ اب خیرات نہیں ملتی؟

میں ساتویں کلاس کا طالب علم ہوں۔ مجھے ایک دن ملنگ ملا اس سے میں نے کچھ باتیں پوچھیں تو وہ سپاہ صحابہؓ والوں کو گالیاں دینے لگا اور کہنے لگا کہ اب خیرات نہیں ملتی۔ میں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ سپاہ صحابہؓ نے مسلمانوں کو اتنا جگا دیا ہے کہ اب ہمیں کوئی مسلمان خیرات نہیں دیتا۔ کیونکہ ہمارے ہاتھوں اور گلے میں کڑے انگوٹھیاں سیاہ کپڑے وغیرہ ہوتے ہیں۔ اسلئے مسلمانوں نے ہمیں پہچان لیا ہے۔ کہ یہ کافر ہیں۔ اسلئے اب ہمیں روپ بدل کر بھیک مانگنی پڑے گی۔ مسلمانوں والا لباس پہن کر خیرات لینی پڑے گا۔ ورنہ خیرات کوئی نہیں دیتا اب یا علی مدد کی جگہ اللہ کے نام پر خیرات دو یہ الفاظ کہنا پڑتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ سپاہ صحابہؓ کی قربانیاں رنگ لا رہی ہیں۔

(محمد زاہد نوید خانپور شمسی)

Scanned by CamScanner

تحریفِ قرآن

پاکستان کے ایرانی سفارتخانوں کیطرف "تحریفِ قرآن" کے عنوان سے ایک کتاب ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کی جارہی ہے جس میں شیعہ کے بنیادی عقیدہ تحریفِ قرآن کو موضوعِ بحث بناکر مختلف جھوٹی روایتوں سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ جسطرح شیعہ تحریف کے قائل ہیں اسی طرح صحابہ کرامؓ بھی نعوذ باللہ قرآن میں تحریف کے قائل تھے۔

اسکے علاوہ قرآن کے مقابلے میں مصحفِ علی کے فضائل بھی بیان کئے گئے۔ لیکن مصنف نے اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ وہ "مصحفِ علی" اس وقت کہاں ہے؟

سارا زور اسی بات پر صرف کیا گیا ہے کہ شیعہ اثنا عشری اور زیدی اپنے راہنماؤں کی تحریفِ قرآن والی روایتوں کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ ہمیں حیرت اس بات پر ہے کہ موجودہ شیعہ کیطرف سے ان شیعہ راہنماؤں کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھائی گئی جو تحریفِ قرآن کے قائل ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب اہلِ اسلام کو دھوکہ دینے کیلئے محض نظریۂ ضرورت (تقیہ) لکھی گئی ہے۔

ہم ذیل میں مولانا عبدالشکور لکھنوی کی کتاب "تحریفِ قرآن" شیعہ عقائد کی روشنی میں" سے اقتباسات نقل کررہے ہیں تاکہ حقیقت واضح ہو۔

حق تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ہم اہلِ اسلام پر یہ ہے کہ اس نے محض اپنے تفضل و کرم سے ہمیں اپنی مقدس کتاب قرآن مجید کا شیدا بنایا اور اس پاک کتاب کی جو جو خدمتیں لینا تھیں بلاشرکتِ غیرے ہمیں سے لیں۔ اس کی حفاظت کا جو وعدہ فرمایا تھا اس وعدے کے پورا کرنے کا بھی آلہ ہمیں کو بنایا۔ قرآن مجید کے دشمنوں کے مقابلہ میں ہمیں کو کھڑا کیا اور ہمارے ہی ہاتھوں سے انکی تمام کوششوں کو رائیگاں کرادیا۔ یہ نعمت ہمیں بہترین انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرامؓ کے طفیلی بننے سے ملی۔ اس خوانِ نعمت کے اصلی مہمان تو وہی تھے اُن کے سوا اس خوانِ نعمت سے جس کو جو کچھ بھی ملا ان کے طفیل میں ملا۔

فکن طفیلیھم علی ادب – فلا ارئ شافعاً سوی الادب

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر قطعاً نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس موضوع پر متعدد کتابیں بھی میں لکھ چکا ہوں۔ جن میں آخری تصنیف "تنبیہ الحائرین" جو حائری صاحب مجتہد پنجاب کے جواب میں لکھی گئی ایک مسکت اور جامع کتاب ہے۔ اس موضوع پر "امروہہ" میں مجھ سے ایک بڑے معرکہ کا مناظرہ بھی ہوا تھا۔ اس کی روئیداد بھی اُسی زمانہ میں شائع ہوگئی تھی۔ اسلئے اب مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن مسلمانوں کی نظر میں چونکہ قرآن کریم پر ایمان نہ ہونے کی برابر کوئی عیب نہیں ہو سکتا۔ اور مذہب شیعہ کی سب سے پہلی اور سب سے زیادہ قابل نفرت چیز یہی ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ اس موضوع پر ایک مختصر رسالہ مرتب کردیا جائے کہ مصروف سے مصروف شخص بھی اس سے فائدہ اٹھاسکے تفصیل کیلئے میری دوسری تصنیفات کو دیکھنا چاہیئے

مذہب شیعہ کی بنیاد

واضح ہے کہ قرآن شریف کی عداوت ہی پر مذہب شیعہ کی بنیاد ہے۔ جس شخص نے غور اور انصاف کے ساتھ مذہب شیعہ اور اس کی کتب اصول و فروع کا مطالعہ کیا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اس مذہب کی رگ رگ میں قرآن کریم کی عداوت بھری ہوئی ہے۔ اس مذہب کے تیز طبع مصنفوں نے قرآن شریف کے مشکوک و ناقابلِ اعتبار بنانے کے لئے عجیب عجیب کاروائیاں کی ہیں کہ ان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ان کاروائیوں کا کچھ حصہ اس رسالہ میں ہدیۂ ناظرین ہے

قرآن مجید پر شیعوں کے ایمان نہ ہونے کی وجوہات

پہلی وجہ جملہ صحابہؓ کی تکذیب! مذہب شیعہ کی نہایت ضروری تعلیم جس کو ان کے مذہب کا پہلا سبق کہنا چاہیئے یہ ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب کرامؓ کو جھوٹا مانا جائے۔ تینوں خلفاء اور ان کے بے شمار ساتھیوں کو بھی اور حضرت علیؓ اور اُن کے تین چار ساتھیوں کو بھی

رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ تو تقریباً ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہؓ یا بالفاظ دیگر اپنے شاگرد یا بالفاظ دیگر اپنی نبوت و دلائل نبوت کے گواہ دنیا چھوڑ گئے تھے۔ شیعہ مذہب اس تمام جماعت کو جھوٹا مانتا ہے۔ اس مقدس جماعت میں شیعوں نے دو گروہ قائم کئے ہیں۔ ایک گروہ تینوں خلفاء اور انکے ساتھیوں کا۔ یہ گروہ بڑا گروہ ہے۔ دوسرا گروہ حضرت علی اور انکے ساتھیوں کا۔ اس گروہ میں گنتی کے پانچ آدمی بتلاتے ہیں۔

۱۔ علی ۲۔ ابوذر ۳۔ مقداد ۴۔ سلمان فارسی

۵۔ عمار بن یاسر

شیعوں کا بلا اختلاف یہ عقیدہ ہے کہ یہ دونوں گروہ جھوٹے تھے۔ پہلے گروہ یعنی خلفاء ثلاثہؓ اور انکے ساتھیوں کے جھوٹ کا نام شیعوں نے اپنی اصطلاح میں نفاق رکھا اور دوسرے یعنی حضرت علیؓ گروہ کے جھوٹ کا نام تقیہ رکھا ہے۔ یعنی پہلا خلفاء ثلاثہ کا گروہ جھوٹ تو بولتا تھا مگر جھوٹ بولنے کو عبادت نہیں جانتا تھا۔ اور دوسرا حضرت علیؓ کا گروہ جو جھوٹ بولنے کو اعلیٰ درجہ کی عبادت۔ اعلیٰ درجہ کا فرض اور اعلیٰ درجہ کا کارِ ثواب سمجھتا تھا۔

اب انصاف سے بتلایئے کہ جو فرقہ تمام صحابہ کرامؓ کو جھوٹا جانتا ہو اور ان میں سے ایک شخص کو بھی سچا نہ مانتا ہو کیا اس کا ایمان قرآن شریف پر ہو سکتا ہے؟ حاشا ثم حاشا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قرآن شریف بلکہ دین کی ہر چیز اسی جماعت صحابہؓ کے ذریعے انہی کی نقل و روایت سے ہم کو اور سارے عالم کو ملی اور ظاہر بلکہ بدیہی ہے کہ جھوٹے کی بات پر اعتبار نہیں ہو سکتا۔ یقین ہونا تو بڑی بات ہے۔ لہٰذا صاف ظاہر ہوگیا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر نہیں ہو سکتا۔

تینوں خلفاء کو خلیفہ برحق نہ ماننے کا آخری نتیجہ یہ ہے جو شیعوں کو مبارک رہے۔ کیا خوب لکھا ہے حضرت مولانا الشیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ

نے "ازالۃ الخلفاء" کے دیباچہ میں کہ

"یہ قطعی اور یقینی بات ہے۔ کہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت کا اثبات اصولِ دین میں سے ایک اصل عظیم ہے۔ جب تک یہ اصل عظیم اور یہ بنیاد محکم نہیں ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کا کوئی مسئلہ بھی ثابت نہیں کیا جا سکے گا۔"¹

پھر فرماتے ہیں:-

جو بھی اس اصل عظیم کو کمزور کرنے اور ختم کرنے میں لگا ہوا ہے۔ درحقیقت وہ تمام علوم و فنونِ دینیہ کی بنیاد منہدم کر رہا ہے۔²

آئمہ شیعہ سے قرآن مجید کی صحت کی عدم تصدیق

دوسری وجہ اس وجہ میں تین باتیں قابلِ لحاظ ہیں۔

١۔ تمام شیعہ اس بات پر متفق ہیں اور علماء اہلسنت بھی اس بات کے قائل ہیں۔ کہ یہ قرآن شریف جو اس وقت دنیا میں موجود ہے۔ اور ہر وقت یہی قرآن مجید مسلمانوں کے پاس رہا۔ یہ قرآن خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اہتمام و انتظام سے جمع ہوا اور انہیں کے ذریعے سے تمام عالم میں پھیلا۔

٢۔ اس قرآن کی کوئی قابلِ وثوق تصدیق شیعوں کی کتابوں میں ان کے آئمہ معصومین سے منقول نہیں۔

٣۔ حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے متعلق شیعوں کا بلا اختلاف یہ اعتقاد ہے کہ وہ نہ صرف مخالفِ دین بلکہ (معاذ اللہ) دشمنِ دین تھے اور خلافِ فطرت سازشیں کرنے میں ایسے مشاق تھے کہ ناممکن کاموں کو بھی بہ آسانی کر ڈالتے تھے ہزاروں مختلف المزاج، مختلف الاغراض اشخاص کا کسی جھوٹی بات پر متفق کر دینا، یا کسی عام الوقوع واقعہ کا منکر بنا دینا، عقلاً محال عادی ہے مگر یہ تینوں خلفاء ایسی مافوق الفطرت طاقت رکھتے تھے کہ اس محال عادی کو بھی نہایت آسانی اور نہایت خوبی کے ساتھ کر کے دکھا دیا۔ مثلاً رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار بے شمار آدمیوں کے سامنے خصوصاً "غدیر خم" میں حضرت علیؓ کی خلافت اور ولی عہد کا اعلان فرمایا اور اعلان کے تھوڑے ہی دنوں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی۔ خلفائے ثلاثہ نے ان تمام بے شمار آدمیوں کو اس واقعہ کے انکار پر متفق کر دیا اور سب سے کہلوا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی خلافت کا اعلان نہیں کیا۔ اور اسی قسم کے ہزاروں واقعات ہیں۔ علاوہ اس مافوق الفطرت طاقت کے تینوں خلیفہ ایک بڑی پر شوکت و باقوت سلطنت اور بڑے باعظمت تاج و تخت کے مالک بھی رہے ہیں۔

ان تینوں باتوں پر غور کرنے کے بعد انصاف سے بتایئے کہ قرآن مجید کا کیا اعتبار رہ گیا۔ جب دین کی سب سے بنیادی چیز دین کے دشمن کے ہاتھ سے ملے اور دشمن بھی کیسا طاقتور اور پھر وہ کاذب و خائن بھی ہو۔ کسی دوسرے کے ذریعے سے اس چیز کی تصدیق بھی نہ ہو۔ تو کیا وہ چیز قابلِ اعتبار ہو سکتی ہے؟ اور کسی طرح یہ اطمینان ہو سکتا ہے کہ اس دشمن نے اس میں کچھ تصرف نہ کیا ہوگا۔ حاشا ثم حاشا ہرگز نہیں۔

وہ زمانہ تو بالکل آغازِ اسلام کا تھا۔ اس وقت پریس وغیرہ بھی نہ تھے۔ آج اگر کوئی یہودی یا آریہ سماجی قرآن شریف لکھ کر فروخت کرے تو کوئی مسلمان اس پر اعتبار نہ کرے گا نہ اس کو خریدے گا۔ تاوقتیکہ کسی معتبر حافظ کو دکھلا کر یا کسی صحیح نسخہ سے مقابلہ کر کے اطمینان نہ کرے۔

تیسری وجہ شیعوں کی انتہائی معتبر کتابوں میں تحریفِ قرآن کی دو ہزار سے زائد روایات کی موجودگی۔

اس تیسری وجہ میں حسبِ ذیل باتیں قابلِ لحاظ ہیں

(الف) شیعوں کی نہایت معتبر کتابوں میں زائد دو ہزار روایات ان کے آئمہ معصومین سے منقول ہیں۔ کہ اس موجودہ قرآن شریف میں پانچ قسم کی تحریف قرآن کے جمع کرنے والے صحابہؓ نے کر دی۔

١۔ قرآن کی آیتیں اور سورتیں بکثرت نکال ڈالیں۔

٢۔ قرآن کے الفاظ بدل دیئے۔

٣۔ قرآن کے حروف بدل دیئے۔

٤۔ قرآن کی ترتیب الٹ پلٹ کر دی۔

٥۔ اپنی طرف سے عبارتیں بنا کر قرآن میں بڑھا دیں۔

قرآن میں ترتیب کی اقسام

قرآن میں ترتیب چار قسم کی ہے۔ اول ترتیب سورتوں کی۔ دوم ترتیب آیتوں کی۔ سوم ترتیب الفاظ۔ چہارم ترتیب حروف کی۔

ان چاروں قسم کی ترتیب کے خراب ہو جانے کا بیان روایات شیعہ میں موجود ہے۔

روایات تحریف کے متعلق علماء شیعہ کے تین اقرار

(ب) علماء شیعہ نے ان روایات تحریف قرآن کے تین باتوں کا اقرار کیا ہے۔

(١) اوّل یہ کہ یہ روایات متواتر ہیں۔ اور انکی تعداد مسئلہ امامت کی روایات سے کم نہیں ہے۔

دوم، یہ کہ یہ روایات تحریف قرآن پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں؛

سوم یہ کہ انہیں روایات کے مطابق شیعہ تحریف قرآن کے معتقد بھی ہیں۔

(ج) کتب شیعہ میں آئمہ معصومین سے کوئی روایت تحریف قرآن کے خلاف منقول نہیں ہے حالانکہ شیعہ مذہب میں اختلافِ روایات کی حالت یہ ہے کہ علماء شیعہ کی جان مذاب میں ہے۔ شیعوں کے مجتہد اعظم مولوی دلدار علی نے "اساس الاصول" میں اور ان سے پہلے شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی نے "تہذیب و استبصار" کے شروع میں لکھا ہے کہ ہمارے اماموں سے کوئی حدیث ایسی منقول نہیں جس کے خلاف دوسری حدیث نہ ہو، کوئی مسئلہ ہمارے یہاں

پس معلوم ہوا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہو سکتا۔

---

¹ یہ علم الیقین دانستہ شد کہ اثبات خلافت ایں بزرگواران اصلے ست از اصول دین تاوقتیکہ ایں اصل را محکم نہ گیرند ہیچ مسئلہ از مسائل شریعت حاصل نشود

پھر فرماتے ہیں:-

² ہر کہ در شکستن ایں اصل سعی میکند بحقیقت ہدم جمیع فنون دینیہ میخواہد"

¹ اصل عبارت "اساس الاصول" کی مناظرہ امروہہ میں پیش ہو چکی ہے جس نے شیعہ مناظر کو بدحواس کر دیا تھا۔

Scanned by CamScanner

اب قرآن شریف میں چھ ہزار چھ سو سولہ آیتیں ہیں۔ شیعوں کے امام جعفر صادقؒ کے ارشاد عالی سے معلوم ہوا کہ دس ہزار تین سو چوراسی آیتیں نکال ڈالی گئیں۔ حساب سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصلی قرآن میں ستر اسی پارے ہوں گے۔ مشہور ہے کہ شیعہ چالیس پاروں کے قرآن کے قائل ہیں اس کی بنیاد غالباً یہی روایت ہے۔

(ایڈیٹر نے پٹنہ میں خدابخش خاں کے مشہور کتب خانہ میں ایک جعلی قرآن قلمی شیعوں کا لکھا ہوا چالیس پارہ کا بچشم خود دیکھا ہے)

(۳) ایک طولانی روایت حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ ایک زندیق نے کچھ اعتراضات قرآن شریف پر کئے تھے۔ تقریباً قریب اس کے ہر اعتراض کو حضرت علی نے تسلیم کر کے جواب یہ دیا ہے کہ قرآن میں تحریف ہو گئی۔ اس روائت کے چند مقامات جو کسی سے تعلق رکھتے ہیں حسب ذیل ہیں

اور اے زندیق تجھ کو جو یہ معلوم ہوا کہ الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء بے ربط ہے۔ یتیموں کے حق میں بے انصافی اور عورتوں سے نکاح کر لینے کے ساتھ کچھ ربط نہیں رکھتی۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ مقام بھی انہیں مقامات میں سے ہے۔ جن کا ذکر میں نے پہلے کیا کہ منافقوں نے قرآن سے بہت کچھ نکال ڈالا۔ "فی الیتامی" اور "فانکحوا" کے درمیان میں احکام اور قصے تھے ایک تہائی قرآن سے زیادہ تھے۔ وہ سب یہاں سے نکال دیئے گئے۔ لہٰذا مضمون بے ربط ہو گیا، اور یہ اور اس قسم کے بہت سے مقامات ہیں۔ کہ صاحبانِ نظر کو منافقوں کا تصرف محسوس ہو جاتا ہے۔ مگر مخالفین اسلام کو قرآن پر اعتراض کرنے کا موقع مل گیا۔

لطف یہ ہے کہ جناب امیر نے اس روایت میں جا بجا قرآن میں تحریف بتائی قرآن کے گھٹنے بڑھنے کا ذکر کیا مگر مقاماتِ تحریف کو معین نہ کیا۔ اور کہا کہ تقیہ مجھے اس سے روکتا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے۔

"اور اگر (اے زندیق) میں تجھ سے تمام وہ مضامین جو قرآن سے نکال دیئے گئے۔ اور تحریف و تبدیل کر دیئے گئے۔ اور اسی قسم کے تصرفات کئے گئے۔ جن کو اگر میں بیان کروں تو طول ہو گا۔ اور تقیہ جس چیز سے منع کرتا ہے وہ ظاہر ہو جائے گی۔"[۲]

قرآن شریف میں انسانی کلام کے اضافے کی روایات

(۱) اسی کتاب احتجاج کی روائت مذکورہ میں ہے کہ اس زندیق سے جناب امیر نے فرمایا۔

"قرآن میں جو برائی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے وہ ملحدوں کی افترا کی ہوئی ہے۔"[۳]

شیعوں کے جناب امیر کے نزدیک اس قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی ہے۔ نعوذ باللہ۔ شیعہ اس قسم کی روایات کی تصنیف پر مجبور تھے۔ کیونکہ جیسے اعتراضات وہ صحابہ کرام پر کرتے ہیں۔ ویسے اعتراضات بلاشبہ قرآن شریف سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام پر کر سکتے ہیں۔ مگر اہل ایمان کے نزدیک قرآن کریم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے نظیر عظمت و جلالت کا بیان ہے۔ برائی کا نام و نشان بھی نہیں۔

اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے فرمایا "جامعین قرآن نے مخلوق کو دھوکا دینے کیلئے وہ باتیں قرآن میں بڑھا دیں جو اللہ نے نہیں فرمائی تھیں۔"[۴]

نیز اسی روائت میں ہے۔

"تقیہ کی ضرورت اسقدر ہے کہ نہ میں ان لوگوں کے نام بتا سکتا ہوں جنہوں نے قرآن میں تحریف کی نہ اس زیادتی کو بتا سکتا ہوں جو انہوں نے قرآن میں اپنی طرف سے بڑھائی۔ جس سے فرقہ معطلہ و اہل کفر اور مذاہب مخالفین اسلام کی تائید ہوتی ہے اور اس علم ظاہر کا ابطال ہوتا ہے جس کے موافق مخالف سب قائل ہیں۔"[۱]

نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے جمع قرآن کا قصہ اس زندیق سے یوں بیان فرمایا۔

"پھر جب ان منافقوں سے وہ سوال پوچھے گئے جن کو وہ نہ جانتے تھے۔ تو وہ مجبور ہو گئے کہ قرآن کو جمع کریں۔ اس کی تفسیر کریں اور اپنی طرف سے وہ باتیں قرآن میں بڑھائیں۔ جن سے ان کے کفر کے ستون قائم ہوں لہٰذا ان کے منادی نے اعلان دیا کہ جس کے پاس کوئی حصہ قرآن کا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے۔ اور ان منافقوں نے قرآن کی جمع و ترتیب کا کام اس شخص کے سپرد کیا۔ جو دوستانِ خدا کی دشمنی میں ان کا ہم خیال تھا۔ اس نے ان کی پسند کے موافق قرآن کو جمع کیا۔"[۲]

---

[۱] واما ظهورك على تناكر قوله فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانكحوا ما طاب لكم من النساء ولیس یشبه القسط فی الیتامی نكاح النساء فهو

(بقیہ صفحہ گزشتہ) مما قدمت ذکرہ من اسقاط المنافقین من القرآن وبین القول فی الیتامی وبین نکاح النساء من الخطاب والقصص اکثر من ثلث القرآن وهذا وما اشبهه مما ظهرت حوادث المنافقین فیه لاهل النظر والتأمل ووجد المعطلون واهل الملل المخالفین للاسلام مساغا الی القدح فی القرآن.

(کتاب احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران ص۱۱۹، ص۱۲۲)

[۲] ولو شرحت لك كل ما اسقط وحرف وبدل مما يجرى هذا المجرى لطال وظهر ما تحظر التقية اظهاره (حوالہ بالا)

[۳] والذی بدا فی الکتاب من الازراء علی النبی صلی الله علیه وسلم من فرية الملحدين (حوالہ بالا)

[۴] انهم اثبتوا فی الکتاب ما لم یقله الله لیلبسوا علی الخلیقة (حوالہ بالا)

[۱] ولیس یسوغ مع عموم التقية التصريح باسماء المبدلين ولا الزيادة فی آياته علی ما اثبتوه من تلقائهم فی الکتاب لما فی ذلك من تقوية حجج اهل التعطيل والكفر والملل المنحرفة عن قبلتنا وابطال هذا العلم الظاهر الذی قد استكان له الموافق والمخالف (حوالہ بالا)

[۲] ثم دفعهم الاضطرار بورود المسائل عما لا يعلمون تاويله الی جمعه وتاويله وتضمينه من تلقائهم ما يقيمون به دعائم كفرهم فصرخ مناديهم من كان عنده شیء من القرآن فلياتنا به ووكلوا تاليفه ونظمه الی بعض من وافقهم علی معاداة اولياء الله فالفه علی اختيارهم (حوالہ بالا)

Scanned by CamScanner

دیا نہیں جس میں ائمہ معصومین سے مختلف اقوال نہ روایت کیے گئے ہوں۔ یہاں تک کہ ہماری احادیث و روایات کے اسی اختلاف کو دیکھ کر بہت سے لوگ مذہب شیعہ ہی سے پھر گئے۔ مولوی دلدار علی نے "اساس الاصول" میں یہاں تک لکھ دیا کہ اے شخص اگر تو ہمارے ائمہ معصومین کے اختلافات کو دیکھے تو ابوحنیفہ اور شافعی کے اختلاف سے بدرجہا زائد پائے گا۔

المختصر: جس مذہب میں اختلاف روایت کی یہ حالت ہو انتہا یہ کہ مسئلہ امامت[۱] وعصمت امام کا مسئلہ بھی اختلاف سے نہ بچا ہو مگر تحریف قرآن کے مسئلہ میں کوئی مخالف روایت اس کی کتابوں میں نہ ملے۔ بس حیرت ہی حیرت ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مصنفین مذہب شیعہ کا اصل مقصد قرآن کریم کو مشکوک و مجروح کرنا تھا۔ عداوت قرآن ہی نے اس انوکھے مذہب کی تصنیف پر ان کو آمادہ کیا۔ اسی لئے تحریف قرآن کے مسئلہ پر سب متفق ہو گئے۔ کوئی مخالف روایت کسی نے نہ گڑھی۔ اسی مرکز پر سب جمع ہو جاتے ہیں۔ اور سب ایک بولی بولتے ہیں۔

(د) شیعوں کے علمائے متقدمین، اصحاب ائمہ سفرائے امام غائب ان سفراء کے اصحاب سب کے سب عقیدۂ تحریف قرآن کے معتقد ہیں۔ اور اس عقیدہ میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ حالانکہ مسئلہ امامت تک میں اختلاف موجود ہے۔ خود اصحاب ائمہ میں سے بعض لوگ امام کے معصوم ہونے کے قائل ہیں۔ اور بعض عصمت امام کے منکر ہیں۔ لیکن عقیدۂ تحریف قرآن میں سب باہم متفق ہیں۔ بچشم عبرت کی آنکھ سے دیکھیے یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے۔

تحریف قرآن کے منکر صرف چار شیعہ ہیں

(۱) قدمائے شیعہ میں گنتی کے صرف چار شخص تحریف قرآن کے منکر ہیں۔ اول شریف مرتضیٰ دوم شیخ صدوق۔ سوم شیخ ابوجعفر طوسی چہارم ابوعلی مصنف تفسیر مجمع البیان۔ ان چار کے سوا کوئی پانچواں شخص منکر تحریف نہیں بتایا جا سکتا

تعجب انگیز بات

یہ چاروں اشخاص انکار تحریف کی سند میں کوئی روایت امام معصوم کی نہیں پیش کرتے۔ صرف چند عقلی باتیں پیش کرتے ہیں۔ وہ بھی ایسی کہ اسلام کی بناء پر تو ٹھیک ہیں۔ مگر اصول شیعہ پر کسی طرح درست نہیں۔ ان چاروں اشخاص کی یہ روش دیکھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ انکا انکار محض از راہ تقیہ ہے۔ ورنہ پھر یہ غلط ہو جائے گا کہ مذہب شیعہ کی بنیاد ائمہ معصومین کی تعلیم پر ہے۔

ان چاروں باتوں کو ملحوظ رکھ کر اب پانچویں قسم کی تحریف کی روایتیں اور منقول اقرار علمائے شیعہ کے ملاحظہ کیجئے؛ "النجم" کے "مناظرہ حصہ اوّل" اور "روئداد مباحثۂ امروہہ" علی الخصوص "تنبیہ الحائرین" میں ایک بڑا ذخیرہ ان روایات کا موجود ہے۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ یہاں نمونے کے طور پر ہر قسم کی تین تین روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔

شیعہ کتب میں آیتوں اور سورتوں کے نکال ڈالنے کی روایات

(۱) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا جبرئیل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اس طرح اتاری تھی۔ "اے اہل کتاب ایمان لاؤ اس پر جو علیؓ کے بارے میں ہم نے روشن اتارا ہے"۔[۱]

یہ آیت اب قرآن شریف میں یوں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اے اہل کتاب قرآن پر ایمان لاؤ جو تمہاری کتب سماویہ کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر شیعوں کے امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔ کہ آیت میں فی علی نورا مبینا کے الفاظ بھی تھے۔ ان الفاظ کے ساتھ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اے اہل کتاب علی کی فضیلت و امامت پر ایمان لاؤ۔ مصنف "نصیحۃ الشیعہ" رحمۃ اللہ علیہ کو اس روایت پر تعجب ہے فرماتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اہل کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن کو تو مانتے نہ تھے۔ جو سب سے مقدم ہے بالائی امامت کا مسئلہ ان کے سامنے پیش ہو گیا۔ اور کل قرآن پر ایمان لانے کا حکم نہ ہوا فقط ان آیات پر ایمان لانے کا حکم ہوا جو علی کے باب میں ہیں۔ مگر راقم کے نزدیک اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور قرآن کا سب پر مقدم ہونا شیعوں کا مذہب نہیں ہے۔ شیعوں کے یہاں تو حضرت علیؓ کی فرضی امامت بلکہ زرارہ اور ابوبصیرہ کی جعلی روایات پر سب کچھ قربان ہے۔

(۲) امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا جو قرآن جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔[۲]

---

[۱] مسائل امامت کے اختلافات ان شاء اللہ ایک اور رسالہ میں دکھلائے جائیں گے۔

[۲] علمائے شیعہ کو جب اہل اسلام کی بے پناہ گرفت سے جان چھڑانا اور خود کو مسلمان ثابت کرنے کی ہوس خام پیدا ہوتی ہے تو انہیں چار میں سے کسی کا قول پیش کر دیتے ہیں۔ ناواقف شخص دھوکا کھا جاتا ہے چنانچہ بعض علماء اہلسنت بھی اسی دھوکہ میں آگئے اور لکھ گئے کہ سب شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہیے۔ ان چار شخصوں کا قول مذہب شیعہ میں ہرگز شمار نہیں ہو سکتا کیا اگر کوئی مرزائی کہے کہ میں مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتا۔ مجدد بھی نہیں مانتا۔ یا کوئی کہے میں حضرت علماء سے محبت رکھنا ضروری سمجھتا ہوں تو کیا اس کا یہ قول قابل قبول ہوگا۔

[۳] مثلاً یہ کہ قرآن معجزۂ نبوت ہے اور صحابہ کرام حافظ قرآن تھے۔ اور بے نظیر توجہ اور اہتمام حفاظت قرآن کا صحابہؓ نے کیا وغیرہ وغیرہ۔

[۱] عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال نزل جبرئیل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بهذه الآیة هکذا۔ یاایها الذین اوتوا الکتاب اٰمنوا بما نزلنا فی علی نورا مبینا۔ (اصول کافی طبع لکھنؤ ص ۲۶۲)

[۲] عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی جاء به جبرئیل علیه السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وآله وسلم سبعة عشر الف آیة (اصول کافی ص ۶۷۱)

زندانوں کی اوٹ سے دلسوز داستان

جبر سے صبر تک

قسط تیسری

جنگ آزادی کے عظیم ہیرو مولانا محمد جعفر تھانیسری کی بیس سالہ قید و بند کی کہانی خود ان ہی کی زبانی

جب مجسٹریٹ کی عدالت میں ہمارا مقدمہ پیش ہوا۔ ہم سب لوگوں کو پھانسی گھروں سے نکال کر کچہری میں لے گئے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ میرا حقیقی بھائی محمد سعید میرے اوپر اور محمد رفیع حقیقی بھائی، محمد شفیع کا اس کے اوپر پھانسی کی دھمکی سے گواہ ہو گئے۔ اور اس کارروائی سے پچاس ساٹھ آدمی جن میں اکثر مولوی تھے، ہمارے اوپر گواہ بنائے گئے لیکن اکثر گواہ گواہی دیتے وقت ہماری طرف دیکھ کر زار و قطار روتے بھی جاتے تھے۔ مگر بے بس اگر گواہی نہ دیں مار پیٹ کے علاوہ پھانسی کا سامنا تھا۔ اور یہ سب گواہ شہادت دینے تک قیدیوں کی طرح پولیس کی حراست میں رہے۔ اور پولیس سے ہی ان کو عمدہ خوراک اور لباس ملتا تھا۔ چنانچہ لاکھوں روپیہ سرکار کا ان بے جا کارروائیوں میں صرف ہو گیا۔ مار پیٹ کی تو یہ حالت تھی۔ کہ جہاس نامی ایک لڑکا جو مدت تک میرے گھر میں رہ کر پرورش پایا تھا۔ جب مجسٹریٹی میں گواہی دیتے وقت مجھ کو دیکھ کر مارے محبت جھوٹا بیان دینے سے ہچکچایا تو اسی روز رات کو اسکو ایسی سزا دی گئی کہ وہ بچہ اسی صدمہ سے قبل از پیشی مقدمہ مر گیا۔ مگر بدنامی کے ڈر سے پارسن صاحب نے اس کا مرنا کسی مرض کے باعث مشہور کر دیا تھا۔ جس دن ہم مجسٹریٹ کے روبرو حاضر کئے گئے تو میرا بھی گواہان کے ساتھ زیر پولیس تھا۔ اس نے مجھ کو بذریعہ ایک سپاہی یہ خبر بھیج دی کہ مجھ کو پولیس نے مار پیٹ کر تمہارے اوپر گواہ بنایا ہے۔ سو اب جس وقت برسر اجلاس تیرے اظہار تحریر ہوں گے تو میں اپنے اس بیان سے جو مار پیٹ سے لکھوایا ہے پھر جاؤں گا۔ اس کے جواب میں اس کو وکیل نے کہلا بھیجا کہ میری قید اور رہائی کچھ تیرے بیان پر موقوف نہیں ہے۔ وہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اگر تمہارا بیان غلط ہوا تو اس سے پھر جانے پر بجرم کذب بیانی تم کو سزائے سخت ہو جائے گی۔ میں تو پہلے سے پھنسا ہوا ہوں، تمہارے پھنس جانے سے والدہ ضعیفہ صدمہ کی وجہ سے ہلاک ہو جاوے گی۔ اس واسطے بہتر ہے کہ جو تم نے پہلے لکھایا ہے۔ وہی اب بھی بیان کرو لیکن جب وہ میرے سامنے ہوا تو وہ پہلے بیان سے منکر ہو گیا۔ صاحب لوگ برسر اجلاس اس کا انکار سن کر اول تو بڑے خفے ہوئے مگر بوجہ اس کی صغر سنی کے اس کو کچھ سزا نہ دے سکے۔ اس کا نام گواہوں سے کاٹ کر اس کو نکال دیا گیا۔ بکثرت گواہوں کی وجہ سے ایک ہفتہ تک فقط یہی مقدمہ کچہری مجسٹریٹی میں پیش ہوتا رہا۔ صاحب لوگوں کا تعصب ہم لوگوں سے یہاں تک تھا۔ کہ جب بوقت پیشی مقدمہ ہم نے یہ درخواست کی کہ ہماری نماز کا وقت آ گیا ہے۔ ہم کو نماز پڑھنے کی اجازت بخشی جاوے تو یہ اجازت بھی ہم لوگوں کو نہ دی گئی بجز وہ ہمارا کیا کر سکتے تھے۔ ہم نے بیچ دوران مقدمہ میں تیمم کر کے بیٹھے ہوئے اشارے سے نماز پڑھ لی۔ ایک ہفتہ کی کارروائی کے بعد ہمارا مقدمہ سیشن کے سپرد ہوا۔ اس وقت تک ہم پھانسی گھروں میں علیحدہ علیحدہ تھے۔ اس کے بعد ہم سب کو ایک حوالات میں بند کر دیا۔ اب ایک مدت کی تنہائی اور چلہ کشی کے بعد ہم سب دوست ایک جگہ جمع ہوئے تو بڑی خوشی ہوئی۔

مگر چار ماہ تک کی تنہائی سے بھی ہم لوگوں کو بہت روحانی فائدہ ہوا۔ انوار الٰہی آئینہ صافیہ قلب میں خوب محسوس ہوتے تھے نماز روزے میں کمال لذت حاصل ہوتی تھی کہ شاید وہ کیفیت برسوں کے چلہ کشی اور گوشہ نشینی میں بھی حاصل نہ ہو۔ اس وقت مولوی یحییٰ علی صاحب کی صحبت ایک غنیمت تھی۔ مگر محمد شفیع اور عبدالکریم یہ دونوں آدمی کسی قدر کشیدہ خاطر رہا کرتے تھے۔ باقی ہم نو آدمی اس حوالات میں بھی خوش تھے۔ میں تو جب اپنی کم علمی پر خیال کر کے انعام الٰہی و سرفرازی کو جو میرے حال پہ مبذول تھی ملاحظہ کر کے دیکھتا تو سمجھتا تھا کہ میری مثال ٹھیک ایسی ہے کہ جیسے کسی چمار کے سر پہ بلا واسطہ و سفارش و بلا استحقاق و لیاقت کے تاج شاہی رکھ دیا جائے۔ میں اور میرا حسب نسب اور لیاقت کہاں اور یہ سرفرازی خدا کے راہ میں امتحان ہو کر ثابت رہنے کی کہاں۔ کیونکہ اللہ تعالٰے قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ایسے امتحانوں میں پیغمبر اور صحابہ لوگ بھی گھبرا جاتے ہیں۔ اس صبر و استقلال کے انعام کو خیال کر کے اول سے آخر تک میری زبان پر تو شکر ہی شکر جاری رہا۔ مولوی یحییٰ علی صاحب کی کیفیت اس سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر تھی۔ وہ اکثر اس رباعی کے مضمون کو ادا کیا کرتے تھے جس کا ترجمہ ہے "نہیں پرواہ کرتا ہوں میں جب کہ مارا جاؤں۔ میں مسلمان کسی کروٹ پہ ہو کر گر کر جانا میرا طرف خدا کی اور یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اگر چاہے برکت دیوے اوپر ٹکڑے ولے پراگندہ کے۔" اور یہ وہ رباعی ہے کہ جب حضرت خبیب ایک صحابی کو کفار مکہ پھانسی دینے لگے تو اس نے نہایت جوانمردی سے یہ رباعی پڑھ کر راہ خدا میں جان دی اور شہید ہوا اور اس کی موت کی خبر کی اور اس کا سلام خود جبرائیل علیہ السلام نے رسول خدا کو مدینہ میں پہنچایا تھا۔ مولوی یحییٰ علی صاحب بر سبیل درد اور عشق سے یہ شعر بھی اکثر سید احمد شہید کے فراق میں پڑھا کرتے تھے

ع اتنا پیغام درد کا کہنا جب صبا کوئے یار سے گزرے
کونسی رات آپ آئیں گے دن بہت انتظار میں گزرے

کچھ عرصہ بعد آخر اپریل میں یہ مقدمہ مجسٹریٹ ایڈورڈس صاحب سیشن جج کے ہاں پیش ہوا۔ وہاں بھی ایک ہفتہ تک روبکاری ہوتی رہی محمد شفیع اور عبدالکریم کی طرف سے مسٹر گڈال ایک سرکاری وکیل تھے۔ جب یہ مقدمہ پیش ہوا تو مولوی [illegible] صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب نے جو پٹنہ والوں کی طرف سے پیروکار تھے مسٹر پلوڈن نامی ایک دوسرے وکیل کو بلایا۔ یہ وکیل بڑا جہاں دیدہ اور فہمیدہ آدمی تھا جب پلوڈن صاحب اپنا مختار نامہ لے کر حوالات میں ہمارے

Scanned by CamScanner

دستخط کرانے کو آیا تو مولوی عبدالرحیم صاحب، مولوی یحیٰی علی صاحب، والٰہی بخش صاحب سوداگر و حسینی و قاضی میاں جان صاحب، و عبدالغفار و منشی عبدالغفور آٹھ مدعا علیہم نے اس پر دستخط کر دیئے مگر میں نے اس پر اپنے دستخط نہیں کئے اور کہا کہ میں خود وکیل ہوں۔ اپنی جوابدہی آپ کرونگا۔ مولوی یحیٰی علی صاحب اس تقرری وکیل سے راضی نہ تھے۔ بلکہ اگر دوسرے لوگ ان کو نہ روکتے تو وہ اپنے نیک اعمال کا اقبال کرنے کو تیار تھے۔ مگر ان کی طبیعت کچھ ایسی سیدھی اور بے عذر تھی کہ جب ان سے مختارنامہ پر دستخط کرنے کو کہا گیا تو بے عذر اس پر بھی دستخط کر دیئے۔ اب سرکار کی طرف سے میجر ٹکنیل صاحب اور پارسنز صاحب پیروکار اور وکیل تھے۔ اور دس مدعا علیہم کی طرف سے دو وکیل اور میں ایک بذاتِ خود اپنی جوابدہی کرتا تھا۔ جب کوئی گواہ پیش ہوتا تو پہلے اس کا بیان صاحب سیشن جج آپ لکھتے اور سوال جرح کے خود کرتے بعد اس کے سرکاری وکلاء اور اس کے بعد پھر دو وکلاء مدعا علیہم۔ ایک دوسرے کے بعد سب کے آخر میں یہ خاکسار سوالات جرح کے کرتا۔ چونکہ میں سب سے زیادہ اس مقدمے سے واقف اور گواہوں کے حالات اور علم دیانت سے بخوبی آگاہ اور اس فن وکالت میں بھی پورا تجربہ رکھتا تھا۔ اور اُس وقت بہ نسبت دوسروں کے مجھ کو خدا تعالیٰ سوالات جرح بھی خوب سوجھاتا تھا۔ اکثر گواہ میرے سوالات کے جوابات سے تنگ آکر دوہائی دوہائی کرنے لگتے تھے۔ اور بوجہ اجلاس عام ہونے کے بہت سے یورپین اور دیسی تماشائین حاضر ہوکر یہ تماشہ دیکھا کرتے تھے۔ چار قیدی، دو ہندو، دو مسلمان رؤسا ضلع انبالہ سے بلائے گئے تھے۔ جب شہادت طرفین مکمل ہوگئی تو مدعا علیہم کے جواب لئے گئے۔ دس مجرموں کا جواب تو ان کے وکیلوں نے تحریری کیا۔ آخر میں صاحب سیشن جج نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ بولو اب تمہارا کیا جواب ہے۔ تب میں نے ہر ایک ثبوت کی تردید بیان کرکے اپنا جواب بہایت شرح اور مدلل لکھنا شروع کیا۔ صاحب جج نے اس میں کسی قدر لکھ کر بڑے غصے سے مجھ سے کہا کہ اس جواب سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ تم اپنے قصور کا اقبال کرکے عدالت کی مہربانی اور رحم سے اپنی معافی مانگو۔ میں یہ مخالفانہ تعلیم کا سبق سُنکر چپ ہو رہا اور کہا کہ میں فقط انصاف چاہتا ہوں سو آپ سے اس کی اُمید نظر نہیں آتی۔ اس کے بعد میں نے دس بارہ گواہ اپنی بریت کے بلانے چاہے۔ سو وہ بھی نہ بلائے گئے۔ بلکہ جب ۲ مئی ۱۸۶۳ء کا واقعہ بیان کرنے کیلئے اپنے گواہوں کو آپ حاضر کرا دیا تو بھی انکے اظہار نہ لکھے گئے۔ مگر محمد شفیع اور دوسرے اکثر مدعا علیہم کی طرف سے بہت سے گواہ گذرے لیکن بے سود۔ کون سنتا ہے۔ بلکہ محمد شفیع کی طرف سے ایک سو سے زیادہ سرٹیفکیٹ خیر خواہ اور خیر سگالی حکام عمدہ کارگذاری کے پیش ہوئے جن کی نسبت اس متعصب جج نے یہ لکھا ہے کہ ہر ہر فقرہ ان سرٹیفکیٹوں کا محمد شفیع کے مجرم اور مستحق سزا ہے۔ ہمارے لائق اور دیرینہ وکیل مسٹر پلوڈن نے بہت سی قانونی کتابوں اور نظائر سے ثابت کرکے یہ جواب لکھا تھا کہ ملک ستھانہ وغیرہ جس کی اعانت کرنے کا ان لوگوں پر الزام ہے۔ علداری سرکار سے باہر ہے اور لفظ جنگ کرنا یا بغاوت مصرحہ دفعہ ۱۲۱ تعزیرات ہند کسی جنگ وقوعہ بیرون حدود علداری سرکار پر صادق نہیں آتا۔ چنانچہ تمثیل ب زیر دفعہ ۱۲۱ صاف لکھا ہے۔ کہ زید نے جو ممالک ہند میں ہے۔ باغیوں کو ہتھیار بھیجنے سے ایک بغاوت میں اعانت دی۔ جو کہ گورنمنٹ واقعہ سیلون کے مقابلہ میں اندر حدود ممالک مقبوضہ ملکہ کے ہوئی تو ملکہ سے جنگ کرنے میں اعانت کرنے کا مجرم ہوگا۔

اس واسطے ان لوگوں کو اس دفعہ کی رُو سے سزا نہیں ہو سکتی۔ جب سیشن جج اور دوسرے انگریزوں نے یہ دلیل وکیل سُنی تو ایک دم سرد ہو گئے اور سوائے ہاں اور بجا کے کوئی جواب نہ بن سکا۔ مگر اس مقدمہ میں تو انگریزوں کو پرلے سرے کا تعصب تھا۔ شروع کارروائی سے اس مقدمہ میں قانون کو بالائے طاق پر رکھ دیا تھا۔ اس واسطے جواب لینے کے واسطے مشورہ باہمی کے مقدمہ کو چند روز کے واسطے ملتوی کر دیا گیا۔ اور جان لارنس صاحب بہادر گورنر اور دوسرے بڑے افسروں سے جو خواہ مخواہ ہمارا قلع قمع ہی چاہتے تھے۔ مشورہ کیا گیا۔ ان کو تو خود غرضوں نے یہ سوچا رکھا تھا کہ اگر ان چند غریبوں کو پھانسی لٹکا کر وہابیوں کا ہند سے قلع قمع نہ کر دو گے تو علداری سرکار ہند میں رہنا محال ہے۔ پھر قانون کو کون سنتا ہے۔

مُفت مشورہ برائے خدمتِ خلق

ہمارے پاس شفاء کی کوئی گارنٹی نہیں ہے، شفاء کی گارنٹی تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ عام جسمانی طاقت، خون، بھوک و ہاضمہ کے لئے ● دل، دماغ، جگر، معدہ مثانہ، پٹھے و ہاضمہ کے لئے ● جسم کو مضبوط، سمارٹ، خوبصورت و طاقتور بنانے کے لئے ● تمام خاص مردانہ، زنانہ و بچوں کی امراض کے لئے ● دودھ، مکھن، گوشت و فروٹ ہضم کرنے کے لئے ● تمام پرانی بیماریوں کے لئے ● چالیس سال کی تجربہ شدہ۔

دیسی دواؤں کا مفت مشورہ

جواب کے لئے جوابی لفافہ یا اس کی قیمت ارسال کریں۔

حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان

چاندنی چوک، محلہ غلام محمد آباد فیصل آباد کوڈ نمبر 38900

فون دکان 354840

فون رہائش 354795

MUHAMMADI FSD.

Scanned by CamScanner

صحابہؓ پر طعن کرنیوالوں کا عبرت ناک انجام

محمد ضیاء الحسن ۔ نیو ملتان

علامہ امام ابن قیمؒ اپنی کتاب الجواب الکافی میں فرماتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ قرآن مجید میں بعض سرکش لوگوں کو کبھی گدھوں اور کتوں اور چوپاؤں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ یہ مشابہت باطنی میں انکی بدعملی کیوجہ سے قوی ہوتی رہتا ہے حتیٰ کہ مخفی لباس میں اصلی صورت پر آجاتی ہے۔ جسے اہل فراست عارف لوگ ہی ادراک کر سکتے ہیں۔ ہاں جب اس کا اعمال میں ظہور ہوتا ہے تو اس کے افعال سے ہر ایک پہچان لیتا ہے۔ پھر صورت رفتہ رفتہ بڑھتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ بڑا ہو کر اللہ تعالےٰ کے حکم سے حقیقتاً منقلب ہو جاتی ہے۔ اسے کامل مسخ کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ جب چاہتے ہیں اس کی باطنی مسخ شدہ صورت کو اسکی اصلی انسانی صورت پر غالب کر دیتے ہیں۔ جیسے یہودی وغیرہ کے ساتھ کیا گیا۔ کہ بندروں کی شکل میں مسخ ہو گئے۔ اور ایسا ہی بعض لوگوں سے بھی کریں گے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ اس امت کے بعض لوگوں کی شکلیں مسخ ہونگی۔

آئمہ محققین نے لکھا ہے کہ ہر باطل عقیدہ رکھنے والے کی باطنی شکل مسخ ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحقیر اور توہین کرتے ہیں ان کی باطنی شکل خنزیر کی صورت میں بدل جاتی ہے۔ علامہ بحر العلوم اپنی کتاب شرح مسلم الثبوت میں ایک کفری مسئلہ کی تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ یہ فرقہ ایسی تاویلات باطلہ کیوجہ سے اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب بعد السافرۃ میں ایسی روایات کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے۔ اہل علم حضرات وہاں دیکھ سکتے ہیں۔

اب مسلمانوں کی عبرت کیلئے مستند کتابوں سے چند ایسے واقعات لکھتا ہوں جن میں بعض لوگوں کا توہین صحابہؓ کیوجہ سے دنیا میں اور قبر میں مسخ ہونے کا ذکر ہے۔ تاکہ ان کو پڑھ کر مسلمان ان کافروں کے میل جول سے پرہیز کریں اور جن کا ایسا عقیدہ ہے اللہ سے توبہ کرکے عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔ اور اپنے عقیدے کی اصلاح کریں۔

حضرت ابن عربیؒ اپنی مشہور کتاب فتوحات مکیہ کے ۲۰ باب میں لکھتے ہیں۔ کہ شافعی مذہب کے دو ثقہ آدمی تھے۔ جن پر عداوت صحابہؓ کا گمان تک نہ تھا۔ وہ اسکو بہت مخفی رکھتے تھے وہ ایک بزرگ کی خدمت میں رہا کرتے تھے وہ بزرگ میرے دوست تھے۔ ایک دن میں اس بزرگ کے پاس بیٹھا تھا کہ اس مجلس میں وہ دو آدمی بھی موجود تھے۔ میں نے ان کو دیکھ کر کہا کہ مجھے تمہاری باطنی شکل خنزیر کی نظر آتی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مقام حاصل ہے کہ جس سے میں دشمن صحابہؓ کی باطنی شکل خنزیر کی صورت میں دیکھتا ہوں۔ انہوں نے فوراً توبہ کر لی۔ مجھے اسکے بعد ان کی شکل آدمیوں کی صورت میں نظر آنے لگی۔ (فتوحات مکیہ باب ۲۰ مطبوعہ مصر)

باطنی مسخ شدہ صورت کے دیکھنے کا مقام بہت سے اولیاء کرام کو دیا گیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو بھی یہ مقام حاصل تھا جیسا کہ کتاب حالات عزیزی میں درج ہے۔ اس واقعے سے معلوم ہوا کہ بہت سے عالم اہلسنت والجماعت ہونے میں بہت شہرت رکھتے ہیں۔ لیکن وہ عداوت صحابہؓ کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اور اپنی زہر آلود عبارتوں سے اہلسنت کو بدنام کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت قاضی ابوبکر مالکیؒ نے اپنی کتاب عواصم من القواصم ص ۲۴۸ میں لکھا ہے کہ مشہور مؤرخ علی حسین مسعودی کہ عصمت امام کا قائل تھا۔ لیکن اس کی تاریخ اہلسنت کی مشہور تاریخ کہلاتی ہے۔ اسی طرح بعض معتزل جو اپنے آپ کو حنفی کہلاتے ہیں۔ اور بہت سے خراب مسائل احناف کی کتابوں میں درج کر دیئے ہیں۔ تاکہ ان کو حنفی مذہب کے مسائل ظاہر کرکے احناف کو بدنام کریں اس لئے عالم کو مناسب ہے کہ مؤلف کتاب کی تحقیق کریں۔

علامہ امام ابن قیمؒ اپنی کتاب کتاب الروح میں حضرت ابوالحسن مطلبی خطیب مسجد نبوی سے نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے مدینہ طیبہ میں ایک عجیب واقعہ دیکھا کہ ایک شخص مدینہ طیبہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ہم ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ وہ شخص ہمارے سامنے ظاہر ہوا۔ جس کی دونوں آنکھیں باہر نکل کر اس کے گالوں کے اوپر لٹک رہی تھیں۔ ہم نے اس سے تعجب سے پوچھا۔ کہ یہ تیری کیا حالت ہے۔ وہ کہنے لگا کہ آج رات کو میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ کے پاس حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ موجود ہیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یا رسول اللہؐ یہی شخص ہے جو ہمیں ایذاء اور گالیاں دیا کرتا ہے۔ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے کس نے کہا ہے کہ تو ان کو گالیاں دیتا ہے۔ میں نے حضرت علیؓ کی طرف اشارہ کیا۔ بس یہ سنتے ہی حضرت علیؓ میری طرف غصے سے لپکے اور اپنی دونوں انگلیاں سے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو خدا تعالےٰ تیری دونوں آنکھیں نکال ڈالے بس یہ کہہ کر اپنی دونوں انگلیاں کو میری آنکھوں میں چبھو دیا۔ جس سے میں بیدار ہو گیا اور یہ حالت ہو گئی جو آپ دیکھ رہے ہیں حضرت خطیب فرماتے ہیں۔ بس وہ شخص رو رو کر اس واقعہ کو لوگوں کو سناتا تھا اور اپنی توبہ کا اعلان کرتا تھا۔ (کتاب الروح مطبوعہ دکن)

حضرت امام ابن ابی الدنیا حضرت امام محمد بن علی سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم مکہ میں کعبۃ اللہ کے نزدیک بیٹھے تھے کہ ایک شخص ہمارے سامنے آیا۔ اس کا آدھا چہرہ سیاہ تھا۔ اور آدھا سفید وہ کہنے لگا اے لوگو میری شکل دیکھ کر عبرت حاصل کرو میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔

ایک رات میں نے دیکھا کہ کسی نے میرے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا کہ اے اللہ کے دشمن او فاسق کیا تو ہی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دیا کرتا ہے۔ پس جب میں بیدار ہوا تو یہ میری حالت ہو گئی جو آپ لوگ مشاہدہ کر رہے ہیں۔

Scanned by CamScanner

(کتاب الروح ابن قیم ص ۶۲۲)

حضرت امام شعرانی اپنی کتاب المنن الکبریٰ میں حضرت علامہ عبدالغفار قوصیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ اس کی عورت اور اس کا بیٹا اس کو منع کیا کرتے تھے لیکن وہ اپنی اس شرارت سے باز نہ آیا بلکہ انہیں بھی اس پر مجبور کیا کرتا تھا۔ خدا کے غضب سے اس کی شکل خنزیر کی صورت میں بدل گئی اس کے لڑکے نے اس کی گردن میں زنجیر ڈال کر دکان میں باندھ دیا تھا اور وہ خنزیر کی طرح چنگھاڑتا تھا اور ہمسایہ لوگ اس کی آواز کو سنا کرتے تھے کئی دنوں کے بعد وہ اسی حالت میں مر گیا اس کے بیٹے نے اس کو گندے گڑھے میں پھینک دیا۔

علامہ شیخ محب الدین طبری فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے متعلق ایک شخص نے ذکر کیا تو میں اس کے بیٹے سے ملا اس نے والد کا یہ حیرت انگیز واقعہ سنایا اور اس نے کہا کہ میرا والد مجھے بھی اسی پر مجبور کرتا تھا یا ڈراتا تھا لیکن میں نے اس کا کہا نہ مانا۔ (الطائف المنن والاخلاق الشعرانی ص ۹۸ ج ۲)

یہ ایک ایسا مشہور واقعہ ہے جس کو بڑے بڑے اکابر امت نے مثلاً علامہ مقریزی اور علامہ امام قرطبی اور علامہ مرجانی نے تاریخ مدینہ میں اور علامہ امام محب الدین طبریؒ نے اپنی کتاب ریاض النضرۃ میں اور دوسرے اکابر نے روایت کیا۔ شمس الدین الملطی شیخ خدام روضہ نبویؐ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک جماعت نے حاکم مدینہ کو جو کہ ایک نیم سلطان تھا۔ بہت سی دولت کا لالچ دیکر یہ بات منوائی کہ ہمیں روضہ نبوی سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی لاشیں نکالنے کی اجازت دی جائے۔ جب حاکم دنیا کے لالچ میں مان گیا۔ تو انہوں نے چالیس آدمی اوزار دیکر بھیج دیئے۔

شیخ شمس الدین جو خادم روضہ نبویؐ تھے۔ اس کو حاکم مدینہ نے بلا کر کہا کہ رات کو چالیس آدمی روضہ نبوی میں داخل ہونگے وہ جو کچھ کریں ان کو مت روکنا۔ شیخ نے اس ظالم حاکم کی ہیبت کی وجہ سے دبی زبان سے کہا جیسے آپ حکم دیں حاضر ہوں پھر آکر مسجد نبوی میں روتا رہا۔ اور دعائیں مانگتا رہا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے عشاء کی نماز پڑھلی تو یکایک چالیس آدمیوں کی جماعت اوزاروں سمیت مسجد نبوی میں داخل ہو گئی۔ پس جب روضہ کے قریب گئے تو اچانک زمین پھٹ گئی اور سارے کے سارے اوزاروں سمیت زمین میں غرق ہو گئے صبح کو اس بے دین حاکم نے خادم روضہ نبوی کو بلا کر پوچھا کہ رات اتنے آدمی مسجد نبوی میں آئے تھے وہ کہاں گئے میں نے کہا حضور وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے اس حاکم نے آکر اس جگہ کو دیکھا جہاں زمین پھٹنے کا نشان تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس جگہ کو کھودا بھی گیا لیکن اس کا نشان تک نہ ملا۔ پھر علامہ محب الدین طبری لکھتے ہیں کہ حاکم مدینہ کو کوڑھ کی مرض نے آگھیرا۔ حتیٰ کہ اس کے بدن کا گوشت گرتا تھا۔ حتیٰ کہ وہ بہت بری حالت میں مر گیا۔

(المنن الکبریٰ الشعرانی ج ۲ ص ۴۳ و کتاب سعادت الدارین ص ۱۵۵)

حضرت علامہ امام ابن حجر مکی اپنی مشہور کتاب الزواجر میں علامہ کمال سے نقل کرتے ہیں۔ وہ حضرت شیخ الصالح عمرؒ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں مدینہ شریف میں رہا کرتا تھا۔ عاشورہ کے موقعہ پر جہاں کچھ دشمن صحابہؓ جمع ہو جایا کرتے تھے۔ میں ان کے پاس گیا میں نے انہیں کہا کہ مجھے محبت صدیقؓ کے بدلے کچھ عطا کرو۔ تو ان سے ایک آدمی نے جواب دیا تھوڑی دیر بیٹھ جا چیز مل جائے گی جب وہ فارغ ہو گئے تو ایک آدمی مجھے اپنے گھر لے گیا جب میں اس کے گھر میں گیا تو اس نے باہر سے دروازے بند کر دیئے اور مجھ پر دو نوجوان نوکر مقرر کر دیئے کہ اس کو خوب مارو۔ تو انہوں نے میرے بازو باندھ کر خوب مارا حتیٰ کہ میری زبان کاٹ دی اور مجھے دروازے سے باہر نکال دیا اور کہا کہ جس کی محبت کے ذریعے چیز مانگتا تھا اب اس سے اپنی زبان درست کروا لو۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں درد کی وجہ سے روتا ہوا مسجد نبوی میں پہنچا اور روضہ کے سامنے روتا رہا حتیٰ کہ روتے روتے مجھے نیند آگئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ میری زبان درست ہو گئی ہے جب میں نیند سے بیدار ہوا تو اللہ کے فضل سے زبان بالکل درست تھی۔ اس واقعہ سے میری محبت حضرت صدیق اکبرؓ سے اور بھی بڑھ گئی۔

جب دوسرا عاشورہ آیا تو میں پھر انکی مجلس میں گیا اور وہی بات کہی جو پچھلے سال کہی تھی ان میں سے ایک نوجوان نکلا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گیا اور میری عزت کی اور کھانا کھلایا پھر ایک مکان کا دروازہ کھول کر مجھے اندر لے گیا اور رونے لگ گیا میں نے اندر دیکھا کہ ایک بندر بندھا ہوا ہے میں نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے بڑی مشکل سے بتلایا اور قسم دلوائی کہ کسی کو نہ بتلایا۔ اس نے کہا کہ پچھلے عاشورہ میں ایک سائل آیا تھا اور اس نے محبت صدیقؓ کے بدلے کوئی چیز مانگی۔ پھر اس نے سارا واقعہ مارنے کا سنایا۔ اس نے کہا جب اس کو نکال دیا تو جب رات ہو گئی تو ہم سو گئے رات کو ایک ایسی چیخ سنی کہ ہم سب ڈر کر اٹھ بیٹھے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ میرا والد بندر کی شکل میں مسخ ہو چکا ہے۔ ہم نے اس کو مکان میں بند کر دیا اور لوگوں میں اس کی موت کا اعلان کر دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں وہی ہوں جس کے بدلے میں یہ عذاب میں گرفتار ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری زبان کو محبت صدیقؓ کی وجہ سے صحیح سلم کر دیا ہے۔ پس اس نوجوان نے مجھے کچھ چیزیں دے کر رخصت کر دیا۔

(زواجر لابن مکی ص ۱۹۳ ج ۲)

حضرت علامہ تلمسانی اپنی کتاب مصباح الظلام میں علامہ ابو محمد عبداللہ فقیہ حنبلی سے روایت نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت مکہ شریف کو حج کیلئے روانہ ہوئی۔ ان میں ایک آدمی تھا جو نوافل نماز بہت پڑھتا تھا۔ وہ راستہ میں فوت ہو گیا۔ اس کے دفن کے لئے انکے پاس کوئی کدال وغیرہ نہیں تھا۔ جس سے اس کی قبر کھود کر دفن کریں انہوں نے اس جنگل میں گھومنا شروع کیا۔ ایک بڑھیا عورت کی جھونپڑی دیکھی۔ اس کے پاس گئے دیکھا کہ اس کی جھونپڑی میں لوہے کا ایک پرانا کدال پڑا ہے۔ انہوں نے اس سے طلب کیا اس نے کہا کہ تم حلفیہ عہد کرو کہ ہم اسے ضرور واپس کر دیں گے انہوں نے واپس کرنے کا حلف اٹھایا اور کدال لے آئے۔

پس اس کدال سے قبر کھودی اور اس کو

بقیہ ص ۴۹

مستقل مزاجی کیساتھ مشن جھنگوی پر گامزن رہیں

سپاہ صحابہؓ پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری محمد یوسف مجاہد سے خصوصی انٹرویو ...... خالد عمران

١۔ ابتدائی تعلیم۔ خاندانی پس منظر؟

٢۔ امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز شہیدؒ سے پہلی ملاقات کن حالات میں ہوئی؟

٣۔ سپاہ صحابہؓ میں شمولیت اختیار کرتے وقت کیا سوچ تھی؟

٤۔ امیر عزیمت کے ساتھ سفر میں سے کوئی یادگار واقعہ؟

٥۔ حضرت مولانا ایثار القاسمی شہید نائب سرپرست کیسے بنے!

٦۔ امیر عزیمتؒ کے بعد آپ کچھ عرصہ تک جماعتی معاملات سے دور رہے یا یہ کہہ لیں کہ آپ نے کوئی خاص دلچسپی لینے کا مظاہرہ نہ کیا کیوں؟

٧۔ گزشتہ رمضان المبارک میں آپ گرفتار ہوئے تو کن وجوہات کی وجہ سے وہ واقعہ پیش آیا؟

٨۔ آپ بہ حیثیت مرکزی سیکرٹری اپنی جماعت کے کارکنوں کی تنظیمی اور جماعتی تربیت سے مطمئن ہیں؟ اگر نہیں تو آپ کے ذہن میں کیا تجاویز ہیں!

٩۔ جھنگ میں بلدیاتی الیکشن جیتنے کے بعد آئندہ ضمنی انتخابات میں آپکی کیا پالیسی ہوگی؟

١٠۔ ایثار القاسمی شہید کے بعد مولانا اعظم طارق کو کیسے نائب سرپرست نامزد کیا؟

١١۔ ابتداء سے لیکر آج تک جماعتی جدوجہد میں مایوسی کا کوئی لمحہ آیا۔

١٢۔ بیتہ کا واقعہ کیا تھا؟

١٣۔ ٧ مرتبہ پکڑ کر لگائے گئے الزام میں کتنی صداقت ہے

١٤۔ ماہنامہ خلافت راشدہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔

١٥۔ سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں سے کچھ کہنا چاہیں گے

● میں نے ابتدائی تعلیم پرائمری تک جھنگ صدر سے حاصل کی۔ محترم اساتذہ کرام جناب نذیر احمد جناب محمد طفیل اور مہر شہادت صاحب سے حاصل کی۔ درجہ مڈل میں ملک اللہ بخش صاحب مولوی شبیر بھٹی صاحب ملک اختر عباس صاحب میاں رب نواز بھٹی اور میاں محمد علی بھٹی صاحب نے اس شریر کو تعلیم اور سپورٹس کی طرف راغب کیا اور یہی وطیرہ ١٩٨٥ء تک اپنائے رکھا۔ کالج کی آزاد زندگی میں پروفیسر انصاری صاحب پروفیسر حمید الباری صاحب نے تعلیمی اور شیخ اسلم شفیق صاحب نے غیر نصابی سرگرمیوں میں مصروف رکھا۔ یوں ہاکی کرنے کے ساتھ ساتھ بندہ باکسر، فٹبال کا کھلاڑی بننے میں ناکام قسم کی کاوشیں کرتا رہا اور تقریر و ڈرامہ میں کالج کا بہترین فرد سمجھا جانے لگا۔

میرے والدین کا تعلق لدھیانہ کے آرائیں اور مذہبی خاندان سے تھا جبکہ میں پاکستان میں پیدا ہوا اور یوں میں ایک آزاد پاکستانی شہری ہوں۔ ہمارے بزرگوں نے انگریز اور قادیانیوں کے خلاف بڑی سرگرمی سے تحریکیں چلائیں۔

● میری اور امیر عزیمت کی پہلی باقاعدہ ملاقات ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوئی۔ جب میں وہاں سپورٹس آفیسر تھا۔ میں علی الصبح ٨ بجے دفتر پہنچا تو محسوس ہوا۔ میرے آفس سے تقریباً ٤٥/٥٠ گز دور سڑک پر ہلکی ہلکی دھوپ میں چھوٹے قد کا ایک شخص کھڑا ہے۔ میں نے اپنے کلرک محمد افضل کو روانہ کیا کہ آپ سے پوچھ کر آئیں کیا آپ جھنگ سے آئے ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو انہیں ہمراہ لے آئیں۔

امیر عزیمت کلرک کے ساتھ تشریف لائے تو پتہ چلا کہ وہ سیشن جج کی عدالت میں پیشی پر جانے کے لئے سواری کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ تعارف کے بعد حضرت نے میرے ساتھ چائے وغیرہ نوش فرمائی۔ میں نے کہا حضرت آج تو جامعہ محمودیہ کا افتتاح ہے آپ درخواست پیش کر دیتے، حضرت نے کہا کہ پیشی کے فوراً بعد جھنگ چلا جاؤں گا۔

میں ٹوبہ سے کمالیہ چلا گیا۔ جب شام کو جھنگ پہنچا تو آپ کی گرفتاری کی خبر شہر میں پھیل چکی تھی۔ بعد میں پتہ چلا کہ سیشن جج نے آپ کی ضمانت ١٦/٩/٨٩ میں کنفرم نہ کی تھی لہٰذا گرفتاری عمل میں آ گئی۔

● سپاہ صحابہؓ میں میں نے شمولیت نہیں کی بلکہ میں اور امیر عزیمت شہیدؒ تو اس کے بانیان ہیں۔ ہم پانچ افراد نے ابتدائی کام سرانجام دیا۔ اور اسے رواج دیا۔ گو آج حضرت شہید موجود نہیں مگر جماعت اندرون ملک اور بیرونی دنیا میں پھیل چکی ہے

● حضرت امیر عزیمت کے ساتھ میں نے زندگی میں ان گنت سفر کئے۔ چیچہ وطنی۔ بھلوال کے سفر یادگار ہیں۔ چیچہ وطنی میں داخلہ سے قبل پولیس کے ساتھ گرم سرد گفتگو ہوئی اور ہم نے چیلنج کیا کہ اب جلسہ بہرحال میں ہوگا۔ ہم کمالیہ واپس آ گئے۔

کمالیہ سے ہم نے موٹر سائیکلوں اور کشتی کے ذریعہ دریا عبور کیا جبکہ اس میں دریائے کا سیلاب تھا۔ تو صرف ہم نے بھرپور جلسہ کیا بلکہ بڑی خوبصورتی سے ہم نے خود کو غائب کر لیا ہم وہاں ہی تھے۔ جہاں پولیس کے سینکڑوں افراد ہمیں ضلع بندی کی خلاف ورزی کی پاداش میں گرفتار کرنے کے لئے ساری رات سرگرداں رہے۔ بھلوال میں ایک عظیم الشان کانفرنس میں شرکت کے بعد ہم واپس آ رہے تھے۔ کہ جھنگ سے ٢ کلومیٹر کے فاصلہ پر پل فیڈر کے قریب ہم پر رات کو حملہ ہوا جس میں میں زخمی ہوا اور مولانا شہیدؒ سمیت تمام افراد بخیریت رہے۔

● برادر عزیز مولانا ایثار القاسمی شہید حضرت امیر عزیمت شہید کے پرانے ساتھی اور کارکن تھے۔ پنجاب و سپاہ صحابہؓ کے صدر تھے۔ میرے ساتھ دوستانہ و یارانہ بڑا تھا۔ تاہم وہ بلحاظ عہدہ میرا ہر حال احترام کرتے تھے۔ مولانا جھنگوی صاحب اور قاسمی صاحب ہمیشہ مجھے مجاہد صاحب پکارتے۔ انہوں نے مجھے کبھی مجاہد یوسف یا یوسف مجاہد کہہ کر نہیں پکارا۔ واقعہ یہ ہے لیکر متعدد مقامات پر ہم اکٹھے رہے۔ مولانا جھنگوی شہیدؒ کے بعد حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب سرپرست اعلیٰ بنے۔ قاسمی شہید صوبائی صدر تھے۔ وہ اپنی جرأتوں، شجاعتوں کے سبب متفقہ طور پر نائب سرپرست کے عہدہ

مستقل مزاجی کیساتھ مشنِ جھنگوی پر گامزن رہیں

سپاہ صحابہؓ پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری محمد یوسف مجاہد سے خصوصی انٹرویو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خالد عمران

۱۔ ابتدائی تعلیم۔ خاندانی پس منظر؟
۲۔ امیرِ عزیمت حضرت مولانا حق نواز شہیدؒ سے پہلی ملاقات کن حالات میں ہوئی؟
۳۔ سپاہ صحابہؓ میں شمولیت اختیار کرتے وقت کیا سوچ تھی؟
۴۔ امیرِ عزیمت کے ساتھ سفر میں سے کوئی یادگار واقعہ؟
۵۔ حضرت مولانا ایثار القاسمی شہید نائب سرپرست کیسے بنے!
۶۔ امیرِ عزیمت کے بعد آپ کچھ عرصہ تک جماعتی معاملات سے دور رہے یا یہ کہہ لیں کہ آپ نے کوئی خاص دلچسپی لینے کا مظاہرہ نہ کیا کیوں؟
۷۔ گزشتہ رمضان المبارک میں آپ گرفتار ہوئے کن وجوہات کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا؟
۸۔ آپ بہ حیثیت مرکزی سیکرٹری اپنی جماعت کے کارکنوں کی تنظیمی اور جماعتی تربیت سے مطمئن ہیں؟ اگر نہیں تو آپ کے ذہن میں کیا تجاویز ہیں؟
۹۔ جھنگ میں بلدیاتی الیکشن جیتنے کے بعد آئندہ ملکی انتخابات میں آپکی کیا پالیسی ہوگی؟
۱۰۔ ایثار القاسمی شہید کے بعد مولانا اعظم طارق کو کیسے نائب سرپرست نامزد کیا!
۱۱۔ ابتداء سے لیکر آج تک جماعتی جدوجہد میں مایوسی کا کوئی لمحہ آیا۔
۱۲۔ پٹنہ کا واقعہ کیا تھا؟
۱۳۔ ۷-۸ پہاڑہ کو انہوں نے کس الزام میں کتنی مدت تک ...
۱۴۔ ماہنامہ خلافت راشدہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔
۱۵۔ سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں سے کچھ کہنا چاہیں گے

● میں نے ابتدائی تعلیم برانچ نمبر ۲ جھنگ صدر سے حاصل کی۔ محترم اساتذہ کرام جناب نذیر احمد جناب محمد طفیل اور مہر شہادت صاحب سے حاصل کی۔ دورِ مڈل وہائی میں ملک اللہ بخش صاحب مولوی شبیر بھٹی صاحب ملک اختر عباس صاحب میاں رب نواز بھٹی اور میاں محمد علی بھٹی صاحب نے اس شریر کو تعلیم اور سپورٹس کی طرف راغب کیا اور یہی وطیرہ ۱۹۸۵ء تک اپنائے رکھا۔ کالج کی آزاد زندگی میں پروفیسر انصاری صاحب پروفیسر عبدالباری صاحب نے تعلیمی اور وسیم شفیق صاحب نے غیر نصابی سرگرمیوں میں مصروف رکھا۔ یوں ۸۵ کرنے کے ساتھ ساتھ بندہ باکسر، فٹبال کا کھلاڑی بننے میں ناکام قسم کی کاوشیں کرتا رہا اور تقریر و ڈرامہ میں کالج کا بہترین فرد سمجھا جانے لگا۔

میرے والدین کا تعلق لدھیانہ کے آرائیں اور مذہبی خاندان سے تھا جبکہ میں پاکستان میں پیدا ہوا اور یوں میں ایک آزاد پاکستانی شہری ہوں۔ ۴۷ء سے پہلے میرے بزرگوں نے انگریز اور قادیانیوں کے خلاف بڑی سرگرمی سے تحریکیں چلائیں۔

● میری اور امیرِ عزیمت کی پہلی باقاعدہ ملاقات ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوئی۔ جب میں وہاں سپورٹس آفیسر تھا۔ میں ۸ بجے دفتر پہنچا تو محسوس ہوا۔ میرے آفس سے تقریباً ۴۵/۵۰ گز دور سڑک پر ہلکی ہلکی دھوپ میں چھوٹے قد کا ایک شخص کھڑا ہے۔ میں نے اپنے کلرک محمد افضل کو روانہ کیا کہ آپ سے پوچھے کہ کیا آپ جھنگ سے آئے ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو انہیں ہمراہ لے آئیں۔

امیرِ عزیمت کلرک کے ساتھ تشریف لائے تو پتہ چلا کہ وہ سیشن جج کی عدالت میں پیشی پر جانے کے لئے سواری کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ تعارف کے بعد حضرت نے میرے ساتھ چائے وغیرہ نوش فرمائی۔ میں نے کہا حضرت آج تو جامعہ محمودیہ کا افتتاح ہے آپ درخواست پیش کر چکے، حضرت نے کہا کہ پیشی کے فوراً بعد جھنگ چلا جاؤں گا۔ میں ٹوبہ سے کمالیہ چلا گیا۔ جب شام کو جھنگ پہنچا تو آپ کی گرفتاری کی خبر شہر میں پھیل چکی تھی۔ بعد میں پتہ چلا کہ سیشن جج نے آپ کی ضمانت ۱۶ MPO میں کنفرم نہ کی تھی لہٰذا گرفتاری عمل میں آ گئی۔

● سپاہ صحابہؓ میں میں نے شمولیت نہیں کی بلکہ میں اور امیرِ عزیمت شہیدؒ تو اس کے بانیان ہیں۔ ہم پانچ افراد نے ابتدائی کام سرانجام دیا۔ اور اسے رواج دیا۔ گو آج حضرت شہید موجود نہیں مگر جماعت اندرونِ ملک اور بیرونی دنیا میں پھیل چکی ہے۔

● حضرت امیرِ عزیمت کے ساتھ میں نے زندگی میں ان گنت سفر کئے۔ چیچہ وطنی۔ بھلوال کے سفر یادگار ہیں۔ چیچہ وطنی میں داخلہ سے قبل پولیس کے ساتھ گرم سرد گفتگو ہوئی اور ہم نے چیلنج کیا کہ اب جلسہ بہرحال ہی ہوگا۔ ہم کمالیہ واپس آ گئے۔

کمالیہ سے ہم نے موٹر سائیکلوں اور کشتی کے ذریعہ دریا عبور کیا جبکہ اس میں دریا نے کا سیلاب تھا۔ نہ صرف ہم نے بھرپور جلسہ کیا بلکہ بڑی خوبصورتی سے ہم نے خود کو غائب کر لیا ہم وہاں ہی تھے۔ جہاں پولیس کے سینکڑوں افراد ہمیں ضلع بندی کے خلاف ورزی کی پاداش میں گرفتار کرنے کے لئے ساری رات سرگرداں رہی۔ بھلوال میں ایک عظیم الشان کانفرنس میں شرکت کے بعد ہم واپس آ رہے تھے۔ کہ جھنگ سے ۳ کلومیٹر کے فاصلہ پہ پل خنڈ کے قریب ہم پہ رات کو حملہ ہوا جس میں میں زخمی ہوا اور مولانا شہیدؒ سمیت تمام افراد بخیریت رہے۔

● برادرِ عزیز مولانا ایثار القاسمی شہید حضرت امیرِ عزیمت شہید کے پرانے ساتھی اور کارکن تھے۔ پنجاب سپاہ صحابہؓ کے صدر تھے۔ میرے ساتھ دوستانہ و یارانہ بڑا تھا۔ تاہم وہ بلحاظ عہدہ میرا ہر حال احترام کرتے تھے۔ مولانا جھنگوی صاحب اور قاسمی صاحب ہمیشہ مجھے مجاہد صاحب پکارتے۔ انہوں نے مجھے کبھی بھی مجاہد یوسف یا یوسف مجاہد کہہ کر نہیں پکارا۔ واقعہ یہ ہے لیکر متعدد مقامات پر ہم اکٹھے رہے۔ مولانا جھنگوی شہیدؒ کے بعد حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب سرپرست اعلٰے بنے۔ قاسمی شہید صوبائی صدر تھے۔ وہ اپنی جرأتوں، شجاعتوں کے سبب متفقہ طور پر نائب سرپرست کے عہدہ

پر منتج ہوئے ۔

• یہ سوال بڑی حد تک فقط سوچ ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ جماعتی گھمبیر مسائل، جھنگ کے مخصوص واقعات اور مولانا شہیدؒ جیسے محدث وقت کی شہادت کے بعد دکھ درد اور غم کا اظہار ہونا ہر محب اسلام اور محب صحابہؓ کے لئے لازم تھا۔ جس جماعت کے لئے سب کچھ قربان کر دیا اسے محبوب بنائے رکھنا میرا مشغلہ اور فرض ہے۔

• گزشتہ رمضان المبارک میں جھنگ پولیس ایک مسجد میں داخل ہوئی۔ مسجد کی بے حرمتی کی۔ نمازیوں سے بدکلامی کی اور نماز تراویح کے بعد حافظ قرآن، حافظ قدوس صاحب کو گرفتار کر لیا۔ ۵ انسٹ کے نوٹس پر ہزاروں افراد جلوس کی شکل میں کوتوالی کی طرف رواں دواں تھا۔ میں بعد تراویح گھر میں چند دوستوں کے ساتھ محو گفتگو تھا۔ جلوس کی خبر سن کر میں ڈاکٹر یاسین جاوید صاحب اور معروف صحافی جناب رانا غلام مصطفےٰ صاحب جو میری تیمارداری کو آئے تھے کے ہمراہ کوتوالی کی طرف بلسلسلہ کلام روانہ ہوئے۔ راستہ میں معلوم ہوا کہ معاملہ کچھ بگڑا ہوا ہے۔ فاروقی صاحب، چوہدری سلطان صاحب اس وقت کے مرکزی خازن موجودہ قائمقام چیئرمین بلدیہ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ حالات کو مزید خراب ہونے سے بچانے کیلئے میں اور رانا مصطفےٰ صاحب کوتوالی چلے گئے۔ اسی وقت ایک دو آنسو گیس کے گولوں کی آواز اور بو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔

سٹی تھانہ کے کوتوال نے کہا کہ چوہدری سلطان اور فاروقی صاحب اندر ہیں آپ مل سکتے ہیں۔ جب ہم اندر گئے تو دیکھا کہ تشدد ساتھی ایک کمرے میں بند تھے اسی وقت کوتوال نے کہا کہ آپ خود کو گرفتار سمجھیں۔

بہرحال بعد میں معلوم ہوا کہ ہمیں ایک مقدمہ میں ملوث کر کے گرفتار کیا گیا ہے۔ ہم نے ۲۲ روز جیل میں بڑے خوب گزارے۔ روزے رکھے۔ تراویح ادا کیں۔ نوافل وغیرہ پڑھے۔ ۲۷ رمضان کو شدید ژالہ باری اور بارش کے دوران ہمیں جیل سے باہر نکال دیا گیا۔

• جب مقصد سپاہ صحابہؓ کو مذہبی اور عوامی حلقوں میں پذیرائی نصیب ہوئی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس طرح تنظیمی امور میں سستی اور غفلت کا ہونا یا غیر منظم لوگوں کا مذہبی جذبات کے تحت تنظیم میں آ جانا قدرتی امر ہے۔ لیکن جو کارکن افراد و کارکن ہیں وہ منظم ہیں اور آہستہ آہستہ مزید پختگی اور نکھار آتا رہے گا۔ صورت حال مناسب ہے۔ اور اب مزید بہتری کی طرف رواں دواں ہیں۔ آئے روز کارکنان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور تنظیمی امور پر تربیتی کنونشنز ہوتے رہتے ہیں اور عنقریب ہر ضلعی ہیڈ کوارٹرز کے لئے کنونشنز کا باقاعدہ اعلان کر دیا جائے گا۔

• آپ نے بڑا عجیب سوال کیا ہے؟ ہم تو الیکشن کے موقع پر آپ ووٹ ڈالنے کو تیار ہیں۔ ۲۴ اپریل کو انتخابات ہو رہے ہیں ہم نے دونوں نشستوں پر مولانا اعظم طارق صاحب کو نامزد کیا ہے۔ جن کا انتخابی نشان سیڑھی ہے۔ انشاءاللہ ہم دونوں نشستوں پر باآسانی جیت جائیں گے۔

• مولانا اعظم طارق صاحب کو راولپنڈی میں شوریٰ کے اجلاس میں نائب سرپرست مقرر کیا گیا ہے اور یہ عہدہ مولانا ایثار القاسمی کی شہادت کی وجہ سے خالی ہوا تھا۔

• مایوسی میرے نزدیک ناشکری ہے اور ہمیں شکر گزار بندے رہنا چاہیئے۔ مایوسی تو قریب نہیں بھٹکی مگر غم دکھ، درد اور پریشانی کی مقامات نصیب ہوئے اور ایسے لمحات ہر تنظیم کو ورثہ میں ملتے ہیں اور اہل حق کو حق کہنے کی پاداش میں یہ تحفہ ملتا۔ قربانی دینا، جیل، ہتھکڑی، بیڑی کو زینت بخشنا ضروری اور قدرتی بات ہے۔

• اس کے علاوہ قطب شاہ میں مولانا شہید کی تقریر تھی اور تقریر میں وہاں کے بعد افراد کی سازش اور انتظامیہ کی سفاکی کے سبب آپ کو گرفتار کیا گیا۔

میں مرکزی صدر شیخ حاکم علی مولائی مدد، مولانا ایثار القاسمی شہید اور دیگر کئی ساتھی لیئے گئے لوگ سمجھے ہوئے تھے انتظامیہ مولانا کو گرفتار کر کے شیعیت کو خوشیاں فراہم کر رہی تھی۔ ڈی سی لیہ سے طویل مذاکرات کے بعد طے پایا کہ ہم ملتان جیل میں مولانا سے ملاقات کریں گے، اور انتظامیہ نظر بندی کے آرڈر واپس لے گی۔ مگر اس وقت ایس ایس پی المعروف ششو بہت شاطر تھا اور اُسے ڈی سی نے دوران گفتگو کئی مرتبہ ٹوکا بھی۔ ڈی سی اس وقت نیا آدمی تھا اور شریف بھی دکھائی دیتا تھا۔ مگر پھر بھی جلوس کی واپسی پر ۱۳ افراد شہید ۱۲ افراد گولیوں سے اور ۴۰۰ کے قریب لاٹھی چارج سے زخمی ہوئے۔ جبکہ سینکڑوں گرفتار ہوئے۔

• مجھے اس بارے میں فقط اتنا ہی علم ہے کہ لیہ کی ایک بیکری میں ڈی سی لیہ اور ایس پی لیہ نے مجھے فاروقی صاحب اور قاسمی شہید کو بتایا کہ بعض لوگ ایس پی کو مارنے گئے ہیں۔ جواباً ہم نے کہا کہ اگر ہم نے ایس پی کو اٹھانا تھا تو ہم ضلع جھنگ کی باونڈری سے لیہ شہر کیوں پہنچتے۔ انہوں نے کہا کہ پھر بھی ہو آپ جھنگ جائیں۔ اور ایس پی کا پتہ کریں واپسی پر سازش کے تحت واقعہ لیہ رونما کیا گیا۔

• ماہنامہ خلافت راشدہ اصحاب رسولؐ کی حرمت۔ انکی عظمت، تقدیس، سیرت و کارہائے نمایاں کا آرگن ہے۔ اس عنوان پر یہ واحد رسالہ ہے۔ مگر اس میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔

• ایک جہد مسلسل کلمۃ الحق کے لئے درکار رہتی لہٰذا مستقل مزاجی کے ساتھ مشن جھنگوی پر گامزن ہیں ڈانواں ڈول ہو کر چلنا مشنری افراد کا کام نہیں۔

حضرت سیدنا عمر فاروق اور سیدنا علی المرتضیٰ
کی باہمی رشتہ داریوں پر مشتمل
کتاب علمی خزانہ
رشتہ فاروقؓ و علیؓ
مصنف: محمد اقبال رنگونی مانچسٹر
ھدیہ ۱۰/۰ روپے
ملنے کا پتہ: اشاعت المعارف بلوچہ روڈ فیصل آباد

برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ رمضان المبارک

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے نبی کریمؐ نے ماہِ شعبان کے آخری دن خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ”اے لوگو تمہارے لئے ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت عظیم ہے اس مبارک مہینے میں ایک رات (لیلۃ القدر) ہے۔ جس میں عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ افضل ہے اللہ تعالےٰ نے اس ماہ کے روزوں کو فرض قرار دیا ہے اور اس کی رات کے قیام (تراویح) کو کارِ ثواب فرمایا ہے۔ اس ماہ نفل کا ثواب، فرض ادا کرنے کے برابر ملتا ہے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے صبر کا صلہ جنت ہے۔ اس ماہ مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے گناہ بخش کے معاف ہونے اور آتشِ دوزخ سے نجات پانے کا سبب ہوگا۔ اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو بھی ثواب ہوگا! نبی کریمؐ نے فرمایا اللہ تعالےٰ اس شخص کو بھی ثواب عطا فرماتا ہے۔ جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک گھونٹ پانی یا ایک کھجور سے کسی کا روزہ افطار کراتا ہے۔

قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے ”پس تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے وہ ضرور پورے روزے رکھے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ ”رمضان کا وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ جو تمام لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ راہِ حق دکھلانے والی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی کتاب ہے۔

حدیث کی روشنی میں، حدیث میں ارشاد ہوتا ہے ”رمضان تمام مہینوں کا سردار ہے“ نیز ارشاد ہوتا ہے اس مہینے کا ابتدائی حصہ رحمت ہے درمیانی حصہ مغفرت ہے۔ اور آخری حصہ آتشِ جہنم سے رہائی اور نجات کا ہے۔

روزہ کی فضیلت اور ثواب

اسلام میں روزے کی بہت فضیلت اور ثواب بیان کیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہوتا ہے ”جس شخص نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالےٰ کیلئے ثواب سمجھ کر رکھے اس کے سب پچھلے گناہ بخش دیئے گئے“ ایک دوسری حدیث قدسی میں ارشاد ہے ”اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ انسان کا ہر عمل اس کا ہوتا ہے مگر روزہ میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ ایک حدیث کے مطابق ”روزے دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے“۔

حقیقی روزہ

روزے کا حقیقی مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے۔ جب روزہ پورے احساس اور شعور کے ساتھ رکھا جائے ان تمام مکروہات سے اس کی حفاظت کی جائے جن کے اثر سے روزہ بے جان ہو جاتا ہے۔

نبی کریمؐ کا ارشاد ہے ”جب تو روزہ رکھا تو لازم ہے کہ تو اپنے کانوں۔ اپنی آنکھوں اور اپنی زبان اور اپنے ہاتھ اور اپنے سارے اعضائے جسم کو خدا کی ناپسندیدہ باتوں سے روک رکھے“، ایک اور موقع پر ارشاد ہوتا ہے۔ ”جو شخص روزہ رکھ کر بھی جھوٹ بولے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے باز نہ آئے تو خدا کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی حاجت نہیں“ ان ارشادات سے واضح ہوتا ہے۔ محض بھوکا پیاسا رہنا عبادت نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ اصل عبادت کا صلہ ادا کریں گے۔

متفرق مسائل روزہ

۱۔ روزہ کی نیت دل میں کر لینا کافی ہے۔ اور زبان سے الفاظ ادا کرنا کارِ ثواب ہے۔ اگر روزہ کی نیت نہیں کی اور تمام دن کچھ نہیں کھایا پیا۔ تو روزہ نہیں ہوگا۔ ۲۔ سحری سے فارغ ہونے کے بعد نیت کر لینا بہتر ہے۔ اگر کوئی سحری کے وقت روزہ کی نیت کرے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا۔ کہ وہ فوراً کھانا پینا ترک کر دے۔ صبح صادق شروع ہونے سے قبل تک کھا پی سکتا ہے۔ روزے کا وقت صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہے۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے پہلے سحری کھائیں۔ روزہ کھولنے میں دیر نہیں کرنا چاہئے۔ روزہ ہر حلال شے سے کھول سکتے ہیں البتہ کھجور سے کھولنا سنت ہے۔

۵۔ قصداً کھانے پینے سے۔ قصداً قے بھر کر قے آنے سے حق زوجیت یا مباشرت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر جان بوجھ کر روزہ توڑا جائے تو اس کے بدلے میں دو مہینے لگاتار روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ضروری ہے اسے کفارہ کہتے ہیں۔ (۶) زنانہ بیماریوں (حیض نفاس) کے دوران عورتوں کو روزہ رکھنا منع ہے۔ بعد میں روزہ رکھنا چاہئیے۔ اور دودھ پلانے والی عورت کیلئے بھی یہ آسانی ہے۔ کہ اگر وہ رمضان کے روزے نہ رکھ سکے تو دوسرے دنوں میں رکھ لے۔

اسی طرح ضعیف العمر شخص (مرد و عورت) جسے روزہ رکھنے میں ناقابل حد تک تکلیف ہوتی ہے۔ وہ بھی روزہ رکھنے سے مستثنیٰ ہے البتہ اسے ہر روزہ کے بدلے فدیہ دینا ہوگا۔ یعنی ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہوگا۔ یا صدقہ فطر کے برابر غلہ یا اس کی قیمت دینا ہوگی۔

ارشادِ باری تعالےٰ ہے ”پھر تم میں سے جو شخص بیمار ہو۔ یا سفر میں ہو۔ اس پر دوسرے دنوں کا شمار رکھنا لازمی ہے۔ جو لوگ اسے مشکل سے برداشت کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے (جو کہ) ایک مسکین کا (اوسط معیار کا) کھانا ہے اور جو کوئی خوشی سے زیادہ دے تو یہ اس کے حق میں اور بہتر ہے۔ ۹۔ حقہ پینے، نسوار لینے، انجکشن لگوانے۔ کان یا ناک میں تیل ڈالنے یا تیل ٹپکانے اور لوہا۔ کنکر۔ لکڑی وغیرہ (ایسی اشیاء جو عادتاً نہیں کھائی جاتیں) نگل جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

روزہ کے فوائد

روزہ رکھنے سے بیشمار

اخلاقی، جسمانی، روحانی، معاشرتی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ ماہِ رمضان کے روزے رکھنے سے خدا تعالیٰ کی بندگی اور رضا حاصل ہوتی ہے۔ اور قانونِ الٰہی کا پابند رہتا ہے۔

۲۔ روزہ رکھنے سے خوفِ خدا اور جذبہ ایثار و ہمدردی پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ روزہ انسانوں کو عیش و عشرت چھوڑ کر جفاکشی اور سادہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ صبر و تحمل توکل علی اللہ کے ثمرات اسی عبادات سے حاصل ہوتے ہیں۔

(محمد طلال طارق تابانی مظفر گڑھ)

بقیہ ص ۳۵ — عبرتناک انجام

دفن کر دیا۔ جب فارغ ہوئے دیکھا کہ کدال غلطی سے قبر میں رہ گیا اور اس بڑھیا کا عہد یاد آیا۔ کدال نکالنے کے لئے قبر کو کھود کیا دیکھتے ہیں کہ وہ کدال اس مردہ کی گردن میں طوق بنی ہوئی ہے۔ اور ہاتھ بھی اسی میں بندھے ہیں وہ حیران رہ گئے۔ انہوں نے اسے ویسے ہی بند کر دیا اور اس واقعہ کو بڑھیا کے پاس جا کر بیان کر دیا۔ بڑھیا نے پڑھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور کہا کہ یہ کدال میرے پاس تھی۔ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کدال کو محفوظ رکھنا۔ یہ ایک ایسے شخص کی قبر میں طوق بنے گی جو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دیتا ہے۔

(سعادۃ الدارین نبہانی ص ۵۱)

حضرت امام ابن ابی الدنیا ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک میت کے نہلانے کے لئے لایا گیا۔ پس جب میں نے اس کے منہ سے کپڑا اٹھایا تو ناگہاں اس کے گلے میں ایک کالا سانپ لپٹا ہوا تھا حاضرین نے ذکر کیا کہ یہ صحابہؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا (کتاب الروح لابن قیم ۹۶ شرح الصدور سیوطی ۲۲۵)

یہ چند بھی واقعات مسلمانوں کی عبرت کیلئے بیان کر دیئے ہیں۔ انکو پڑھ کر توبہ کریں۔ اور ایسی مجالس میں ہرگز نہ جائیں جہاں صحابہؓ کی ظاہری باطنی تنقیص بیان ہوتی ہو اللہ تعالیٰ اس فتنہ سے ہماری حفاظت فرمائے (آمین)

اور شیعہ کافروں کو سپاہ صحابہؓ کے ہاتھوں ناک چنے چبوائے۔ (آمین یا رب العالمین)

آسمان کے درخشندہ ستارے

(خالد محمود کھوکھر)

جناب خالد محمود کھوکھر صاحب سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس ملتان ڈویژن کے صدر ہیں۔ انہیں شاہ گردیز بم دھماکہ میں بلاجواز ملوث کر کے پابند سلاسل کیا گیا ہے۔

جناب خالد محمود کھوکھر صاحب ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں ۱۶ ماہ سے ناکردہ گناہ کی سزا بھگت رہے ہیں حالانکہ تمام تفتیشی ٹیمیں انہیں بے گناہ قرار دے چکی ہیں۔

جس طرح سرورِ کونین رحمتِ دو عالم فخرِ کائنات خاتم المعصومین پیغمبر جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات گرامی تمام کمالات و صفات کی جامع اور انسانیت کی معراج ہے۔ اسی طرح حضور اکرمؐ کے صحابہ کرامؓ سیر[illegible] کردار سے اتنے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو چھوڑ کر آج تک ان سے بہتر کسی انسان پر آفتاب طلوع نہیں ہوا۔ یہ وہ نفوس قدسیہ تھے جنہوں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا سے اپنی آنکھیں روشن کیں۔ صاحبِ خلقِ عظیم پر صدقِ دل سے ایمان لائے اور آپ کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کا شعار بنایا۔ یہ آسمانِ ہدایت کے وہ روشن ستارے ہیں، جو آفتابِ رسالت سے کسبِ فیض کر کے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم کے مقامِ بلند پر فائز ہوئے۔ ان کے صدق و اخلاق، دیانت و امانت، صبر و ایثار اور زہد و تقویٰ کی قسم کھائی جا سکتی ہے۔ ان کے نفسِ گرم سے آج تک کائنات روشن و منور ہے۔ تہذیب و تمدن کی زلفوں کو انہوں نے سنوارا۔ سیاست و معیشت کے چہرے کو انہوں نے نکھارا جہالت کے اندھیروں اور کفر و شرک کی ظلمتوں میں انہوں نے ہدایت کی شمعیں روشن کیں۔ اللہ کا نام بلند کرنے کیلئے جان، مال، اولاد جس چیز کی ضرورت پڑی انہوں نے قربان کر دی۔ سرورِ دو عالم سرورِ کائنات حضرت محمدؐ نے ایک مرتبہ لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اسے میرے ساتھ ماں باپ اولاد اور باقی سب سے بڑھ کر محبت نہ ہو۔ حضورؐ کے اس ارشاد کی تصدیق آپؐ کے جانثاروں نے اپنے عمل سے جس طرح کی، تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ شمعِ رسالتؐ کے ان پروانوں نے راہِ حق میں جو مصائب و آلام جھیلے۔ انکا حال پڑھ کر جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ ان پروانوں کی دلسوزی اور جانگدازی کی عجیب شان تھی۔ دینِ حق کی سربلندی کیلئے انہوں نے ماں باپ کو چھوڑا۔ اہل و عیال سے جدائی برداشت کی۔ قبیلے کو وطنِ عزیز کو چھوڑا۔ گھر بار چھوڑا۔ فاقے سہے ہر طرح کی جسمانی اذیتیں برداشت کیں۔ یہاں تک کہ راہِ حق میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا۔

اللہ کے ان پاکباز اور برگزیدہ بندوں کا جذبہ ایثار و قربانی بارگاہِ خداوندی میں اتنا پسند آیا کہ قرآن پاک میں جگہ جگہ انکی تعریف و تحسین کی اور کھلے لفظوں میں انکو جنت کی بشارت دی گئی اور اسی طرح قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر بھی صحابہ کرامؓ کی استقامت صداقت، دیانت، خدا ترسی، حبِ رسولؐ سبقت علی الخیر، شوقِ جہاد، انفاق فی سبیل اللہ استغفار، زہد و تقویٰ، اخلاص، ایمان و نیت اور حسنِ اخلاق کی تعریف کی گئی۔

فی الحقیقت رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فیضِ تربیت سے صحابہ کرامؓ کو حسنِ سیرت و کردار کا ایک مکمل نمونہ بنا دیا تھا۔ ان نفوسِ قدسیہ کی مثالی زندگیوں کے حالات پڑھ کر کون سعید الفطرت مسلمان ایسا ہوگا۔ جس کا دل انکی محبت سے لبریز نہ ہو جائے۔ اور اس میں سبقت الی الخیر کی تڑپ نہ پیدا ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے گویا صحابہ کرامؓ سے محبت کرنیکا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں بھی انکی معیت نصیب ہوگی اور یہ معیت جسکو نصیب ہو جائے گی۔ اس کی خوش بختی کا کیا ٹھکانا ہے۔

دشمنانِ اصحابِ رسولؐ کا

ایک پہلو یہ بھی ہے!

اسید ابو عمر گردیزی

بی سی سی آئی کے بند ہونے پر ملک کے اکثر اخبارات و جرائد میں اس پر تبصرے شائع ہو رہے ہیں۔ بعض ممالک میں یہود کی اجارہ داری اور مسلم دشمنی مزید نکھر کر سامنے آگئی۔ بی سی سی آئی پر ڈاکہ اس وقت مارا گیا جب اس کی قیادت مسلم دنیا کے ساہوکاروں سے واپس لے لی گئی۔ اور جناب ظفر اقبال اس کے نئے چیف ایگزیکٹیو مقرر ہوئے۔ اس دوران کسی سابق اہم عہدیدار نے بی سی سی آئی کی خفیہ رپورٹس بینک آف انگلینڈ تک پہنچا دیں۔

تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام کو بیرونی قوتوں سے زیادہ نقصان ان ہی آستین کے سانپوں نے پہنچایا۔ شہادت سیدنا عثمانؓ سے سقوطِ ڈھاکہ و کویت تک یہی عناصر امت کے مفادات پر ضرب کاری لگاتے رہے۔ اور اب مسلم دنیا کے واحد بینک کی قیادت ہاتھ سے نکلنے کے بعد انھوں نے پھر اپنے معنوی اجداد یہود سے رابطہ کیا۔ اس طرح مالی امور پر اپنی گرفت کو انھوں نے یہود کا ہمراز ہونا ثابت کیا۔ یہ تو ثابت شدہ بات ہے کہ دنیا کے تمام بینک لین دین کا کاروبار کرتے ہیں۔ بینک کالے دھن یا سفید دھن کی تحقیق کا ادارہ نہیں ہوتا۔

سیدنا علیؓ کا عبداللہ بن سبا یہودی کی ذریت کو آگ میں جلانے سے لیکر آج تک سود کے دست و راست اسلامی دنیا میں یہی طبقہ رہا۔ ابو طاہر طاقتور حکمران کی صورت میں سامنے آیا تو حجرِ اسود کو اس نے خانہ کعبہ سے اٹھوا دیا۔ ہلاکو کو بغداد پر حملہ کی دعوت دینے والے نصیر الدین طوسی سے آغا محمد یحییٰ خان تک انھوں نے اپنی اپنی بساط کے مطابق کے مفادات کو ذبح کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ سنہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں مسٹر بھٹو کو اقتدار دلانے کا اہم کردار بھی ان ہی ساہوکاروں نے ادا کیا۔ چنانچہ ۶۸ لاکھ روپے بھٹو کو دیکر پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کے کام کو تیز تر کرنے کا فریضہ صرف ایک آدمی نے انجام دیا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس طبقہ نے روٹی، کپڑا اور مکان کے نعرے کے فروغ کیلئے کچھ نہ کیا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کو سوشلسٹ پاکستان میں تبدیل کرنے والے بہت بھاری سرمایہ کاری کرنے کے باوجود جب ناکام ہوئے تو یحییٰ خان کو استعمال کر کے امت کے اجتماعی مفادات کے ساتھ وہی کیا جو تاریخ میں انکا عام طور پر کردار رہا۔ سارا پاکستان کارل مارکس کے حوالے نہ ہونے پر مشرقی بازو کو کاٹ کر اپنی اکثریت بنانا چاہی۔ شہیدِ افغانستان جنرل محمد ضیاء الحق کے اقتدار میں آنے پر جب انہیں اپنے عزائم کی تکمیل شکل نظر آئی تو جنرل مرحوم کی حکومت کا تختہ الٹنے کی اپیلیں کی گئیں۔ شہادت کے بعد مرحوم کو آنجہانی کہہ کر انھوں نے دلوں کو تسکین دی۔ پھر ایک مغرب زدہ عورت کو اسلامیان پاکستان کے سروں پر مسلط کرا دیا۔ نفاذِ شریعت کے خلاف انتہائی گھناؤنی مہم ان ہی عناصر نے چلائی۔ آج بھی تمام بین الاقوامی پلیٹ فارمز کو اسلام اور پاکستان کے خلاف استعمال کرنے والا طبقہ یہی ہے اور ۴۴ سال سے اسلامی قوانین کے نفاذ کے راستہ میں رکاوٹ ڈال کر اپنے مطالب حاصل کرتے رہے ہیں۔

لیکن یہ حقیقت ہے کہ اب بھی اللہ کے قوانین سے محض چند لادینوں کی وجہ سے انحراف ہوا تو ہمارا حشر بھی عراق سے مختلف نہ ہوگا۔ اسی لئے نواز شریف حکومت کی اوّلین ذمہ داری ہے کہ لادینی طبقات کے اثرات کو حکومتی حلقوں میں کم سے کم کر کے نفاذ قوانین اسلامی کی طرف خصوصی توجہ دے۔ حکومت کا مسئلہ یہ ہے کہ تمام ذرائع ابلاغ ریڈیو، ٹیلیویژن حتیٰ کہ پی پی سی تک ان عناصر کے اثرات ہیں۔ اس لئے ایک معمولی بات کو بھی بہت بڑا بنا کر پیش کر دیتے ہیں جس سے حکومتیں عام طور پر اپنے مقاصد سے ہٹتی چلی جاتی ہیں۔

جناب نواز شریف جرأتمندانہ اقدامات کر کے ان عناصر کے عزائم کو خاک میں ملانے کی استعداد رکھتے ہیں۔ جو صدیوں سے امت کو اندر ہی اندر سے ڈستے چلے آرہے ہیں۔ اسلامی قوانین کے نفاذ سے یہ اپنی موت آپ مر جائیں گے۔ اور اللہ کی مدد و نصرت وطن عزیز اور حکومت، وقت کے ساتھ شامل ہو جائے گی۔

دنیائے صداقت میں تیرا نام رہے گا
صدیقؓ تیرے نام سے اسلام رہے گا

ذوالفقار احمد۔ پشاور

سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کامرس کالج کے قیام کو ابھی چند مہینے ہی گذرے تھے۔ کہ یوم صدیق اکبرؓ آپہنچا۔ سپاہ صحابہؓ کامرس کالج کے صدر محمد طارق شاہ حیدری نے سخت محنت کے بعد کامرس کالج پشاور میں ۱۹ دسمبر کو صدیق اکبرؓ کنونشن کا انعقاد کیا۔ اور یہ کالج کی تاریخ میں پہلا صدیق اکبرؓ کنونشن تھا۔

اس عظیم الشان کنونشن میں سپاہ صحابہؓ پشاور ڈویژن کے صدر ممتاز عالم دین، مفکر اسلام عظیم مذہبی سکالر علامہ عبدالقیوم حقانی نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ اس موقع پر کالج کے طلبہ کے درمیان زبردست تقریری مقابلہ صدیق اکبرؓ کے موضوع پر ہوا۔ اس تقریری مقابلہ کی صدارت پختون ایس۔ ایف۔ اسلامی جمعیت طلبہ پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کے رہنماؤں نے کی۔ اس تقریب کے انعقاد کیلئے کالج کے طلبہ نے سپاہ صحابہؓ کے ساتھ مکمل تعاون کیا۔ طلبہ کے درمیان مقابلہ کے بعد علامہ عبدالقیوم حقانی نے طلبہ سے خطاب کیا۔ مولانا

عبدالقیوم حقانی صاحب کی تقریر نے طلبار کو سخت متاثر کیا اور کالج کے اساتذہ کرام جو کہ جج صاحبان کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ ان میں ضیاءالاسلام صاحب، سر الیس آل اطہر صاحب اور نعیم جان صاحب شامل تھے۔ داد دیئے بغیر نہ رہ سکے علامہ صاحب نے کہا کہ صدیق اکبرؓ کی صداقت، دیانت، امانت شرافت میں کوئی شک نہیں اگر فرق ہے تو آپ کی اور میری سوچ میں ہے۔ اگر اسلام کو ڈھونڈنا ہے۔ تو صدیق اکبرؓ کے دروازہ پر جاؤ اسلام مل جائے گا۔ پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر عطاءاللہ بوبک نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر سمندر سیاہی بن جائیں، تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام جنات کاتب بن جائیں، تب ہی صدیق اکبرؓ کی تعریف نہیں لکھی جاسکتی۔ اسلامی جمعیت طلبہ کے رہنما محمد جعفر نے صدیق اکبرؓ کنونشن انعقاد پر سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس تقریری مقابلہ میں حافظ ارشد احمد خلیل نے اوّل پوزیشن، تین جالنے دوئم اور محمد عابد نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ طلبہ کو انعام میں صدیق اکبرؓ ٹرافیاں اور کتب کے سیٹ دیئے گئے اور جج صاحبان کے فیصلہ پر پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر عطاءاللہ بوبک کو اعزازی تقریر کرنے پر خصوصی انعام دیا گیا۔ سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس نے اپنے قیام کے اتنا قلیل عرصہ میں اتنا شاندار کنونشن منعقد کرکے کالج کے طلبہ اور عملہ کو حیران کرکے رکھ دیا۔

ہو جُستن طلب لاکھ مگر کچھ نہیں ملتا
ہو صدق طلب پھر اثر آہ رسا دیکھ

آپ کہتے ہیں تو زنجیر۔۔۔۔

راولپنڈی کے علاقے چٹیاں ہٹیاں میں ایک شیعہ نے اپنے باپ کی یاد میں ایک تقریب منعقد کی اور اس تقریب میں انہوں نے صحابہؓ پر تبرا کرنے کا پروگرام بنایا اور مائیک کی آواز دور دور تک پہنچانے کے لئے گلیوں میں بھی لاؤڈ سپیکر لگا دیئے۔ جس سے اہل محلہ جن کی تقریباً تمام تعداد اہلسنت کی تھی۔ نے انہیں لاؤڈ سپیکر گلیوں سے ہٹانے کو کہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اور اہل محلہ کے بچوں کو دھمکیاں دیں اور پھر تمام شیعہ لونڈوں کو اکٹھا کرکے صحابہؓ اور سپاہ صحابہؓ کے خلاف نعرہ بازی کی۔ اور جارحیت پر اتر آئے اس پر اہل محلہ نے مشتعل ہو کر ان پر چاروں طرف سے پتھر اور شیشے کی بوتلیں برسائیں۔ حتیٰ کہ امام بارگاہ سے ملحق چھتوں سے عورتوں تک نے ان پر پتھراؤ کیا۔ شیعوں نے تھانہ وارث خان میں F.I.R کٹوائی اور اس میں بجائے اہل محلہ کے سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس راولپنڈی سٹی کے صدر جناب ڈاکٹر نادر خان، سٹی کے جنرل سیکرٹری جناب طیب بخاری۔ نائب صدر جناب حبیب الرحمٰن اور حافظ عطاءالرحیم کے خلاف مقدمہ درج کروا دیا۔ پولیس والوں نے بھی اندھوں کی طرح بغیر کسی ثبوت کے F.I.R کاٹ دی۔ حالانکہ یہ تمام حضرات اسوقت وہاں موجود ہی نہ تھے بلکہ دو حضرات تو راولپنڈی میں اسوقت جب یہ واقعہ ہو۔ موجود ہی نہ تھے لیکن انتظامیہ نے جانبدارانہ رویہ اختیار کیا۔ اور ڈاکٹر نادر خان اور حافظ عبدالرحیم کو گرفتار کر لیا اور انہیں اڈیالہ جیل بھیج دیا۔ ان پر پانچ مقدمات بنائے گئے تھے۔ جن میں ۱۳۸۸ A.O ناجائز اسلحہ رکھنے دفعہ ۲۹۴ اکی خلاف ورزی اور مذہبی جذبات مجروح کرنے کے مقدمات شامل تھے۔ سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس نے گرفتاری کے فوراً بعد پورے راولپنڈی میں احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور انتظامیہ سے مذاکرات کرکے اپنے ساتھیوں کی رہائی کی انتھک کوشش کی۔ اس سلسلے میں سپاہ صحابہؓ کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات جناب مولانا عبدالمجید ہزاروی صاحب نے D.C سے مذاکرات کیئے۔ اور سپاہ صحابہؓ راولپنڈی سٹی کے صدر اور ختم نبوت کے صدر مولانا احسان دانش صاحب نے بھرپور بھاگ دوڑ کی۔ اور ان کے ساتھ سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کے عہدیداران اور کارکنان نے بھی بہت دوڑ دھوپ کی۔ اپنے ساتھیوں کو تسلی دی۔ جیل میں ڈاکٹر صاحب اور حافظ صاحب سے ملاقاتیں کیں اور انتظامیہ سے مذاکرات کئے۔ مظاہرے کئے اور کالجوں کا بائیکاٹ کیا۔ بالآخر ہم نے فیصلہ کیا کہ ایک بڑے جلوس کی صورت میں کچہری جائیں۔ اور انتظامیہ کو بتا دیں کہ وہ فوراً گرفتار شدگان کو رہا کرے اور جھوٹے اور بے بنیاد مقدمات کو ختم کرے ورنہ ہم ایسا اقدام کریں گے۔ کہ انتظامیہ انہیں چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گی۔ آخر کار اللہ کے فضل اور صحابہ کرامؓ کی برکت سے D.C صاحب نے ڈاکٹر صاحب اور حافظ صاحب کو جنہیں کچہری لایا گیا تھا۔ فی الفور جلوس کے پہنچنے سے پہلے رہا کرنے اور تمام مقدمات کو ختم کرنے کی ہدایت کر دی۔ اس طرح سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس نے اپنی مدد آپ کے تحت انتظامیہ کو احساس دلایا

بقیہ ادباب ٹیلیویژن

حضورؐ کا فرمان تو یہ ہے کہ مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں۔ اگر جسم کے کسی حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم کلبلا اٹھتا ہے لیکن یہ کہاں کی مسلمانی ہے کہ اگر کشمیر جل رہا ہے تو جلنے دو۔ فلسطین اگر صفحۂ ہستی سے مٹ رہا ہے تو مٹنے دو کیا مسلمانوں کے دل سے مسلمانیت، درد دل مٹ گیا ہے۔ ع

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستان کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے

آج کے دور کا معصوم بچہ، کم عمر بچہ ہر کھلاڑی کا، ہر ایکٹر کا نام جانتا ہے، وہ یہ تک بتا سکتا ہے کہ فلاں کھلاڑی نے فلاں میچ میں کتنے رنز بنائے۔ فلاں ایکٹر نے کتنی اور کون کون سی فلموں میں کام کیا لیکن کوئی یہ نہیں جانتا کہ صدیق اکبرؓ کون ہیں اور ان کے ہم پر، اسلام پر کتنے احسان ہیں۔ عمر فاروقؓ کس کا نام ہے۔ عثمان غنیؓ کس شخصیت کا نام اور حیدر کرارؓ کون ہیں۔ معاویہؓ، حسنؓ اور حسینؓ نے اسلام کی کتنی خدمت کی۔ خدارا مسلمانوں کو سنبھالیں۔ صحابہ کرامؓ کے نام اور عنوانات سے پروگرام نشر کریں اسلام کے لئے ان کی قربانیاں، ان کا ایثار اور ان کی جدوجہد بیان کریں۔ جہاد کے موضوع پر پروگرام نشر کریں ورنہ یہ سمجھ لیں کہ نئی نسل کے گناہ آپ کے کھاتے میں ڈالے جائیں گے۔

سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس پنجاب کے زیر اہتمام

طلبہ تربیتی کنونشن

سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس صوبہ پنجاب کے راہنماؤں نے کارکنان سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کی اخلاقی و نظریاتی تربیت کیلئے مسجد حق نواز شہید جھنگ میں پانچ روزہ تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا۔ کیمپ میں پنجاب کے مختلف علاقوں سے سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس کے کارکنان نے شرکت کی۔

مختلف سکالرز، پروفیسرز اور طالب علم راہنماؤں نے کارکن طلباء کی فکری و اخلاقی تربیتی کے لئے لیکچرز دیئے۔ آخری دن سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس پاکستان کے مرکزی راہنماؤں نے تنظیمی ساتھیوں کو کام کرنے کا طریقہ کار اور آئندہ کا لائحہ عمل بتایا۔

راہنماؤں نے تمام کارکنوں کو ہدایت کی کہ ناموس صحابہ کرامؓ کے دفاع کیلئے پوری تندہی سے کام کریں۔ کارکنوں کو چاہیئے کہ وہ تمام امور مقامی راہنماؤں کی نگرانی میں کریں۔ اور ایک دوسرے کا بھرپور تعاون کریں۔ تمام جماعتی کام اپنے اہداف کے مطابق کریں۔

عمر فاروق نے سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس پنجاب کے جہد یاران کو اس کنونشن کی کامیابی پر مبارکباد دی اور انھوں نے امید ظاہر کی کہ تمام طلباء سپاہ صحابہؓ کے پلیٹ فارم پر متحد ہو کر اہلسنت کے حقوق کی بازیابی کیلئے بھرپور جدوجہد کرتے رہیں گے۔ انھوں نے کہا کہ میں سنی طلبہ کے اذہان میں عظمت اصحاب رسولؐ اس طرح اجاگر کر دوں گا کہ وہ دنیا کے آخری کونے تک دشمنان اصحابؓ رسولؐ کا تعاقب کرتے رہیں گے۔

انھوں نے تمام کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں طلبہ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس قلیل عرصہ میں انکی جماعت سنی کاز کے لئے کام کر کے ہوئی اس قدر نمایاں کامیابی حاصل کر چکی ہے۔ کہ تاریخ پاکستان میں کوئی بھی طلبہ تنظیم اس قدر تیزی سے نہیں پھیلی جس طرح ایس ایس پی۔

عمر فاروق نے کہا کہ ہمارا عزم ہے کہ ہم خدمت اصحابؓ رسولؐ کا فریضہ تاحیات انجام دیتے رہیں گے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کانفرنس

محمد افضل خان ۔ ملتان ڈویژن

سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس سنی طلبہ کی محبوب ترین جماعت ہے اور سپاہ صحابہؓ پاکستان کے شانہ بشانہ سنی حقوق کے حصول کے لئے سرگرم عمل ہے تاہم سپاہ صحابہؓ کی پے درپے شہادتوں نے سنی قوم میں جو جذبہ عمل پیدا کیا ہے۔ اُسے دیکھ کر یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے۔ کہ انشاء اللہ العزیز اگر اسی طرح خلوص سے کام ہوتا رہا تو سنی قوم عنقریب اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائے گی۔

قصبہ تاجوالہ تحصیل شجاع آباد کا انتہائی پسماندہ علاقہ ہے۔ اور اصلی دیہات ہے لیکن یہاں بھی آپ جس طرف جائیں گے۔ سپاہ صحابہؓ کے پرچم لہراتے ہوئے نظر آئیں گے۔ دور دور تک سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کے جیالوں کی چاکنگ آپ کا استقبال کرے گی۔

مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۹۱ء بروز بدھ یہاں سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کے زیر اہتمام سیدنا صدیق اکبرؓ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس سے ڈویژنل راہنماؤں نے خطاب کیا۔

کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ قاری مشتاق احمد صاحب کی تلاوت کے بعد ثناء اللہ ساجد شجاع آبادی نے اپنی تازہ نظم "اٹھو جوانو، اٹھو جوانو، شہید جھنگوی بلا رہے ہیں" پڑھی۔ اُن کے بعد سٹیج سیکرٹری جناب صفی اللہ ارشد نے اس کانفرنس کی غرض و غایت اور سیدنا صدیق اکبرؓ کی سیرت مبارکہ پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد انھوں نے جناب محمد شریف انجم جنرل سیکرٹری سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس تجوالہ کو دعوت سخن دی۔ جناب محمد شریف انجم نے سیدنا صدیق اکبرؓ کی بے مثال قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ وہ شخصیت ہیں۔ جنہوں نے ہر مشکل وقت میں رسالتمآبؐ کا ساتھ دیا ہے۔ چوہدری منظور احمد پریس سیکرٹری تجوالہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی سیرت ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ مقامی خطیب حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اپنے خطاب میں طلباء کو اس بات کا یقین دلایا کہ وہ ہر کام میں سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ انھوں نے سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کی کارکردگی کو قابل صد تحسین قرار دیا۔ سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کے خدمتگار ثناء اللہ ساجد شجاع آبادی نے کہا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نبی کریمؐ کے خلیفہ اوّل اور انبیاء کے بعد سب مخلوقات میں سے افضل ہیں۔ ان کی صحابیت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس ملتان ڈویژن کے جنرل سیکرٹری اور ضلع ساہیوال کے کنوینر جناب ریحان الٰہی ظہیر نے کہا کہ سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس اس پرفتن دور میں لادینی قوتوں کے خلاف صف آرا ہے۔ اور اپنے قائدین کے مشن پر جان و مال قربان کرنے کا مصمم عزم لیکر میدان کارزار میں اتر چکی ہے۔ اب انٹرنیشنل شیعہ آرگنائزیشن (I.S.O) کی شیطنت دجل اور غنڈہ گردی بند ہو جانی چاہیئے۔

سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کے ڈویژنل ناظم نشر و اشاعت تاجوالہ یونٹ کے صدر محمد افضل خان امرا نے خطاب کرتے ہوئے شہید قائد مولانا حق نواز جھنگویؒ نے ناموس اصحاب رسولؐ کے لئے جان دے کر ہمیں مذہبی غیرت کا درس دیا۔ اور مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ نے جان دے کر ہمیں مشن کے ساتھ وفا کا درس دیا ہے۔ ہم آج اسی غیرت اور وفا کے ساتھ اپنے مشن پر گامزن ہیں۔

سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس ملتان کے قائمقام ڈویژنل صدر حسین احمد مدنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے پیغمبر اسلام کی دوستی اُس وقت قبول کی۔ جب ساری دنیا دشمن تھی۔ ابتدائے اسلام میں تمام مصائب کا سامنا کیا۔ مگر خاتم المعصومین کا ساتھ نہ چھوڑا۔

سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج بھکر

"مرتب ۔ عبدالستار تنویر"

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی شہادت کے بعد سپاہ صحابہؓ نے ترقی کی کئی منازل طے کیں۔ جو کہ امیر عزیمت کے خون کی برکت اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے۔ سکولوں، کالجوں یونیورسٹیوں میں شیعیت کی غنڈہ گردی کو روکنے کے لئے سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کی بنیاد رکھی گئی۔ جو کہ قائد سپاہ صحابہؓ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی کی دور اندیشی اور بصیرت کا ثمرہ ہے۔ اگرچہ مرکزی طور پر سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس مولانا حق نواز کی شہادت کے بعد منظر عام پر آئی۔ لیکن ضلع بھکر میں الحاج محمد اکرم فاروق، محمد اسلم ادیکھو، رضا محمد خان، جمیل احمد انصاری کی محنتوں اور کاوشوں سے ۱۹۸۶ء میں باقاعدہ طور پر سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کی بنیاد رکھی گئی۔ اس طرح راقم الحروف اور رضوان حیدر جگیال سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کے پہلے صدر اور جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اسطرح جب امیر عزیمت اور چند دیگر ساتھی سانحہ لیہ کے پاداش ملتان جیل میں تھے تو ضلعی انتظامیہ کی بربریت کے خلاف سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کی باقاعدہ احتجاجی چاکنگ کی گئی۔ پہلی مرتبہ ضلع بھکر میں صدیق کا دشمن کافر، قرآن کا منکر کافر جیسے نعروں نے کفر کے ایوانوں کو متزلزل کر دیا۔ سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کا پہلا یونٹ گورنمنٹ ہائی سکول دریا خان میں کھولا گیا۔ ۱۹۸۹ء میں جب کچھ ساتھی اس سکول سے فارغ ہوکر گورنمنٹ کالج بھکر میں پہنچے تو بعد میں سکول مذکورہ میں اس قائم شدہ یونٹ کو حافظ مبارک، عبدالغفار فاروقی، محمد احمد فاروقی نے قائم رکھتے ہوئے اپنا مشن جاری رکھا۔ اگرچہ ابتدائی دنوں میں ہم گورنمنٹ کالج بھکر میں یونٹ بنانے میں کامیاب ہوئے تاہم اپنے مشن کی تبلیغ جاری رکھی اور طلباء کی ذہن سازی اور شیعیت کفر سے پردہ اٹھاتے رہے اور انہی دنوں کالج یونین بحال ہوگئی، اور انتخابات کا اعلان ہوا۔ تو جمیعت طلباء اسلام اور اسلامی جمیعت طلبہ کا اتحاد ہوگیا اور دوسری طرف انجمن طلباء اسلام اور امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کا اتحاد قائم ہوگیا۔ ATI اور ISO کالج مذکورہ میں کامیاب ہوئے۔ اس سے ہمارے کام میں اور مشکلات پیدا ہوگئی تھیں۔ بہرحال نظریاتی جنگ لڑنے والے لوگ مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے جھیلتے ہیں۔

ادھر امیر عزیمت کے یہ الفاظ بھی ہمیں تسلیاں دیتے کہ سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں محنت سے کام کرو۔ انشاءاللہ ایک نہ ایک دن تم اپنے مشن میں کامیاب ہوجاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے اپنا کام جاری رکھا اور اس طرح انتخابات کے بعد ہم نے کالج میں SSS کے یونٹ کی بنیاد رکھی۔ اسی طرح ایک ماہ بعد ۱۹۸۹ء میں یوم صدیق اکبرؓ آگیا۔ اور ہم نے فیصلہ کیا کہ اس دن کالج میں سٹرائیک کرائی جائے۔ علی ھذا القیاس یوم صدیق اکبرؓ پر اپنے مطالبات کے حق میں یہ سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کی گورنمنٹ کالج بھکر میں پہلی سٹرائیک تھی۔ جو کہ اللہ کے فضل و کرم سے کامیاب رہی۔

اگرچہ ابتدائی دنوں میں SSS کی یونین کی وجہ سے نوٹس بورڈ پر ہمارے نوٹس نہیں لگائے جاتے تھے۔ لیکن بفضلِ خدا جب ہم آہستہ آہستہ مضبوط ہوئے تو یہ سب رکاوٹیں دور ہوگئیں۔ اس طرح ۲۲ فروری ۱۹۹۰ء میں جب امیر عزیمت کی شہادت کا المناک حادثہ پیش آیا۔ اور ہم نے ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء کو کالج میں ہڑتال کرائی۔ جب کافر کافر شیعہ کافر کے نعرے فضا میں بلند ہوئے (کیونکہ یہ نعرہ کالج میں پہلی مرتبہ امیر عزیمت کی شہادت پر بلند ہوا) تو چند شیعہ پروفیسروں اور ISO کے ساتھ تصادم ہوا اور ایک شیعہ لڑکا جو کہ ایک شیعہ جاگیردار اور اُس وقت کے صوبائی وزیر لائیوسٹاک سید اکبر نوانی کا چچا زاد بھائی تھا اور چند شیعہ پروفیسرز زخمی ہوگئے۔ بہرحال ہمارا احتجاجی جلوس نکلا۔ لیکن رات شیعہ ممبرز کی ایماء اور نوانی خاندان کی غنڈہ گردی سے ہمارے دو ساتھیوں کیخلاف ۳۰۷ کا جھوٹا مقدمہ بنایا گیا اور گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن دوسرے دن صبح دوبارہ کالج میں ہڑتال ہوئی اور ہم نے ملتان، میانوالی اور ڈیرہ اسمٰعیل تا لاہور روڈ بلاک کر دیئے اور ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ ہمارے گرفتار شدہ ساتھیوں کو فی الفور رہا کرکے کالج میں پہنچایا جائے۔ اللہ کے فضل سے انتظامیہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوئی اور ہمارے ساتھیوں کو مجسٹریٹ کی گاڑی میں کالج پہنچایا۔

اگلے سال ۹ جنوری کو یوم صدیق اکبرؓ آیا تو اس سے چند دن قبل ہم نے پرنسپل کو درخواست دی کہ کالج میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے مقدس موضوع سے فنکشن کیا جائے لیکن پرنسپل نے نہ مانا۔ بہرحال ہم نے دوبارہ ۹ جنوری کو یوم صدیق اکبرؓ منانے اور اپنے مطالبات کے حق میں ہڑتال کی جو کہ کامیاب رہی۔ بعد ازاں کالج مسجد میں قرآن خوانی ہوئی اور اس دن کوئی کلاس نہیں لگی۔ اور پھر ۱۰ جنوری کو سپہ سالار سپاہ صحابہؓ مولانا ایثار القاسمی کی شہادت کا المناک حادثہ پیش آیا۔ دوسرے دن ۱۱ جنوری کو کالج میں ہڑتال کی گئی اور سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کے زیر اہتمام جلوس نکالا گیا۔ جو کہ بھکر کی تاریخ کا منفرد جلوس تھا۔ اگرچہ بھکر شہر میں ۱۱ بجے دن تک ہڑتال کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ لیکن سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کے اس جلوس نے ۱۱ بجے کی ہڑتال کو پورے دن کی ہڑتال میں بدل دیا۔ اس طرح اس سال ہم نے یوم صدیق اکبرؓ کی تیاریاں کئی دن قبل شروع کر دی تھیں لیکن یہ خوش قسمت اور عظیم الشان دن ۲۹ دسمبر کو آیا اور ان دنوں الیکشن کی چھٹیاں تھیں۔ جس کی وجہ سے ہم اس دن کالج میں احتجاج تو نہ کر سکے لیکن ہم نے ۲۲ جنوری کو خلیفہ بلا فصل صدیق اکبرؓ کانفرنس کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ کانفرنس سے چند دن قبل ہم نے پرنسپل صاحب سے ملاقات کرکے کانفرنس کی اجازت حاصل کی۔ بہرحال ۲۲ جنوری کا دن آیا تو کافی تعداد میں SSS کے کارکن صبح سویرے کالج میں جمع ہوگئے اور اس طرح ساڑھے دس بجے حافظ مبارک اور

Scanned by CamScanner

اور غلام عباس کی تلاوت سے کانفرنس کا آغاز ہوا اور اس کانفرنس میں تمام سنی طلبہ تنظیموں (انجمن طلباء اسلام۔ اسلامی جمعیت طلبہ، ختم نبوت یوتھ فورس جمعیت نوجوانان توحید وسنت) کے نمائندوں نے خطاب کیا۔ اسلامی جمعیت طلبہ کالج کے ناظم رضوان جلیل نے کہا کہ مولانا حق نواز جھنگوی نے فرمایا تھا کہ میری شہادت کے بعد تمہیں بریلوی، دیوبندی اہلحدیث ایک سٹیج پر نظر آئیں گے۔ آج کی کانفرنس نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ انجمن طلباء اسلام کے ناظم اسد مصطفےٰ نے کہا کہ انشاءاللہ ہم سنی طلباء متحد ہو کر دشمنان اصحاب رسولؐ کے خلاف جہاد کریں گے۔

دوران کانفرنس شیعوں نے سٹی مجسٹریٹ سے ملاقات کی کہ یہ کانفرنس رد کی جائے اور ڈپٹی مجسٹریٹ نے پرنسپل صاحب سے رابطہ کیا کہ یہ کانفرنس رد کی جائے لیکن پرنسپل صاحب نے غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ کانفرنس نہیں رک سکتی اس طرح شیعوں کو منہ کی کھانی پڑی، جس پر ہم پرنسپل صاحب کے احسان مند ہیں۔ کانفرنس سے خطاب کے دوران جب سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کے ناظم جناب نصیر احمد ناصر نے شیخ نفیفہ کا حوالہ دیا تو طلباء کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ شیعہ کس قدر کائنات کا بدترین کافر ہے۔ اور ضلعی ناظم نے کالج انتظامیہ اور تمام طلبہ تنظیموں کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے کارکنوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگر آپ نے اس قدر محنت سے کام کیا تو ہم انشاءاللہ جلد اپنی منزل مقصود پالیں گے۔

گورنمنٹ کالج ساہیوال

قائم مقام صدر:۔ ابوبکر۔ خانیوال نائب صدر اوّل:۔ مجاہد اقبال۔ قتال نائب صدر دوم:۔ سجاد حیدر۔ دہاڑی جنرل سیکرٹری:۔ ریحان الٰہی ظہیر۔ ساہیوال ڈپٹی سیکرٹری:۔ اکبر شہزاد۔ لودھراں ناظم نشرواشاعت:۔ اظہار الحق۔ عثمان۔

ایچ ۱۰۔ ایٹ کالج اسلام آباد

صدر:۔ عنصر محمود عباسی نائب صدر:۔ شاہجہان خان جنرل سیکرٹری:۔ اسد محمود عباسی جوائنٹ سیکرٹری:۔ عدنان خان۔ کاکاخیل۔ فنانس سیکرٹری:۔ محبوب احمد سیال ایڈیشنل سیکرٹری:

ظہیر احمد فاروقی پریس سیکرٹری:۔ عبدالرحمن سلفی۔ سیکرٹری نشرواشاعت:۔ فرزاد منیر۔ سالار اعظم: شوکت زمان خان۔

سپاہ صحابہؓ ڈگری کالج تونسہ

صدر:۔ محمد ابوبکر نائب صدر اوّل:۔ مشتاق حسین۔ نائب صدر اوّل:۔ باقر حسین عثمانی نائب صدر سوم:۔ عبدالغفار خان جنرل سیکرٹری:۔ عمران حفیظ خوجہ ڈپٹی جنرل سیکرٹری:۔ محمد اسلم نکانی سیکرٹری نشرواشاعت:۔ محمد جاوید خان سرپرست:۔ محمد ہاشم سالار:۔ عبدالمجید خازن:۔ عبدالقدوس مدنی

سپاہ صحابہؓ گورنمنٹ کالج بنوں

صدر:۔ تاج محمد خان بنوچی نائب صدر اوّل:۔ جہانگیر خان نائب صدر دوم:۔ مشال خان سیکرٹری جنرل:۔ طارق سعد اعوان جوائنٹ سیکرٹری:۔ زین العابدین سیکرٹری اطلاعات:۔ عمران عباسی پریس سیکرٹری:۔ میر ایوب خان فنانس سیکرٹری:۔ محمد اعجاز۔ فرمان اللہ

سپاہ صحابہؓ گورنمنٹ کالج دریاخان

ملک نذیر احمد صدر۔ نائب صدر اوّل:۔ ملک عبدالستار ادکھو نائب صدر دوم:۔ ملک عبدالستار نائب صدر سوم:۔ محمد مستقیم جنرل سیکرٹری:۔ محمد اختر جوائنٹ سیکرٹری:۔ انوار الحق خزانچی:۔ فتح محمد نسّی معاون خزانچی:۔ حافظ محمد عبداللہ سیکرٹری نشرواشاعت:۔ ملک افتخار احمد سالار اوّل:۔ رشید احمد گوہر سالار دوئم:۔ ملک زاہد سرفراز۔ سالار سوم:۔ چوہدری جہانگیر سالار چہارم:۔ محمد اسمٰعیل۔ آفس سیکرٹری:۔ زاہد سرفراز۔ محمد احمد فاروقی

گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازیخان

صدر:۔ پیر بخش قیصر جنرل سیکرٹری:۔ حافظ احمد حسن سیکرٹری نشرواشاعت:۔ فرحت اللہ فنانس سیکرٹری:۔ اکرام مصطفےٰ ناظم اولڈ ہوسٹل:۔ منیر احمد منیر ناظم نیو ہوسٹل:۔ عبداللطیف عاطف

سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس۔ ڈگری سندھ

صدر:۔ محمد زاہد عمران جنرل سیکرٹری:۔ محمد وسیم رنداوھا نائب صدر:۔ عبدالرؤف ڈپٹی سیکرٹری:۔ سیف اللہ انصاری پریس سیکرٹری محمد شیراز خزانچی:۔ شاہد علی شیرازی سالار اعلیٰ جاوید علی پراچہ سالار دوم:۔ محمد عمر

گورنمنٹ کامرس کالج مانسہرہ

صدر:۔ سلطان النصر نائب صدر:۔ محمد افتخار جنرل سیکرٹری:۔ رشید احمد سیکرٹری مالیات محمد حنیف جوائنٹ سیکرٹری:۔ آصف حسین شاہ ڈپٹی سیکرٹری:۔ محمد عارف پریس سیکرٹری:۔ فضل حسین رابطہ سیکرٹری: جہانزیب چیئرمین:۔ اعجاز حسین وائس چیئرمین:۔ عابد حسین شاہ سالار:۔ فرمان حسین شاہ۔

گورنمنٹ گورڈن کالج لیاقت باغ راولپنڈی

چیف آرگنائزر:۔ زاہد نواز صدر:۔ محمد فاروق سفیر نائب صدر:۔ وحید اختر نائب صدر دوئم حافظ محمد طیب جنرل سیکرٹری:۔ عامر محمود جوائنٹ سیکرٹری:۔ ضیاء الحق عباسی فنانس سیکرٹری: عامر محمود سیکرٹری نشرواشاعت زاہد بٹ سالار:۔ محمد سعید، نجم جمال۔ ہاسٹل پراکٹر:۔ عبدالستار علی نگران فرسٹ ائیر زاہد بٹ نگران انٹر کلاسز:۔ ضیاء الحق عباسی نگران ڈگری کلاسز:۔ وحید عباسی (کالج کونسل کے نمائندے):۔ محمد اخلاق، عامر محمود مشاورتی کونسل:۔ محمد اخلاق۔ عتیق الرحمن سفیر احمد حسن، آصف محمود۔ رضوان احمد باجوہ محمد احمد تخریب۔

سپاہ صحابہ یونٹ منارہ چکوال

صدر:۔ ملک محمد امیر خان نائب صدر:۔ محمد ناصر طاہر سیکرٹری:۔ ملک ظفر اقبال نائب سیکرٹری محمد طارق سیکرٹری نشرواشاعت:۔ محمد امجد جاوید ڈپٹی سیکرٹری نشرواشاعت:۔ محمد رب نواز فنانس سیکرٹری:۔ ملک محمد اسلم ناظم دفتر:۔ میاں محمد اکرم عثمانی سالار اوّل:۔ محمد عثمان۔ سالار دوم:۔ محمد فیصل طاہر۔

Scanned by CamScanner

سپاہ صحابہؓ کی انتخابی مہم

خالد عمران

پس منظر، پیش منظر

۱۰ جنوری ۹۱ء کو پنجاب کے حلقہ ۶۵ پر ضمنی انتخاب ہو رہا تھا۔ سپاہ صحابہؓ کے امیدوار میاں اقبال حسین بھاری اکثریت سے جیت رہے تھے کہ وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں کی سازش سے صوبائی وزیر ملک سلیم اقبال کی سرکردگی میں آئی جے آئی کے امیدوار شیخ اقبال اور اس کے غنڈوں نے جرنیل سپاہ صحابہؓ علامہ ایثار القاسمی کو شہید کر دیا۔

پھر مسلسل ایک سال تک جھنگ کا بچہ بچہ آگ و خون کی لپیٹ میں رہا۔ علماء قتل ہوئے۔ عوام قتل ہوئے۔ گھر بار لٹ گئے۔ بہنوں، بیٹیوں کے جہیز لوٹ لئے گئے۔ بچوں کو ذبح کیا گیا۔ انسانی جسم کے چیتھڑے فضائے آسمانی میں بلند کر دیئے گئے۔ نوجوانوں کو بلا وجہ اور بلا جواز مقدمات میں ملوث کر دیا گیا۔ چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال ہوتا رہا۔ شہری خوف و ہراس کی فضا میں سانس لینے پر مجبور کر دیئے گئے۔ روزگار چھین لیا گیا۔ مساجد کی بے حرمتی کی گئی۔ بم دھماکے ہوئے مگر کسی شیر اور وزیر کو جھنگ میں آنے کی توفیق نہ ہوئی۔ جھنگ کے بلکتے ہوئے عوام کے آنسو پونچھنے کوئی نہ آیا۔ لوگ جانیں دیتے رہے سپاہ صحابہؓ کے قائدین جان ہتھیلی پر رکھ کر شہریوں کو دلاسے دیتے رہے۔ اس وقت جب جھنگ کو کربلا بنا دیا گیا۔ کراچی سے مولانا اعظم طارق سپاہ صحابہؓ کے نائب سرپرست اور مولانا حق نواز شہید کی مسجد کے امام بن کر آئے۔ انہوں نے لوگوں کو دلاسا دیا اور واضح کہا کہ "اپنے پیشرو ایثار القاسمی شہید کی طرح عوام کے حقوق اور اصحاب رسولﷺ کے دفاع کی جنگ لڑتا رہوں گا۔ یا شہید ہو کر جھنگ کی سرزمین میں امیر عزیمت اور جرنیل سپاہ صحابہؓ کے پہلو میں دفن ہو جاؤں گا۔"

جب جھنگ میں دوبارہ پنجاب کے ساتھ بلدیاتی انتخابات ہوئے۔ فسادیوں نے کہا اب سپاہ صحابہؓ ٹوٹ جائے گی۔ ان کے کارکن گنتوں کی تقسیم کے مرحلے پر تقسیم ہو جائیں گے لیکن حضرت مولانا محمد اعظم طارق اور دیگر مرکزی قائدین کے تدبر اور معاملہ فہمی سے یہ مرحلہ بخیر و خوبی گزر گیا۔ انتظامیہ کی رپورٹوں کے مطابق سپاہ صحابہ جھنگ میں ۲ سے زائد نشستیں لینے کی پوزیشن میں نہ تھی۔ لیکن دوسری طرف غیور عوام مسلسل ظلم اور تشدد کا بدلہ لینے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ سپاہ صحابہؓ کے سات کارکن بلامقابلہ کونسلر منتخب ہوئے اور ۲۸ نشستوں پر سپاہ صحابہؓ کو مقابلے کے بعد کامیابی حاصل ہوئی۔ جھنگ کے مشہور شیعہ جاگیردار خاندان کا فرزند سابق سینیٹر میاں اور سابق ایم این اے امان اللہ سیال کا بھائی ایک سپاہی صحابہؓ صوفی جلال وینس کے ہاتھوں عبرتناک شکست سے دوچار ہوا۔ حاجی یوسف خان نے نوابزادہ افتخار احمد انصاری کے بیٹے ابوالفضل کو شکست دی۔ بلدیاتی انتخابات کے بعد حکومت نے عام انتخابات کا اعلان کر دیا۔

سپاہ صحابہؓ کے حضرت مولانا اعظم طارق ایک بار پھر حق نواز کے ترجمان بن کر میدان میں آگئے ادھر پنجاب کے وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں جو اٹھتے بیٹھتے میرٹ کی رٹ لگاتے ہیں نے عجیب و غریب فیصلہ کر کے شیخ یوسف کو آئی جے آئی کا ٹکٹ اور نشان الاٹ کر دیا گیا حالانکہ پاکستان کی پارلیمانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی کسی ضمنی انتخابات پر ٹکٹ دیا گیا تو سیٹ کے صحیح وارث اور فوت ہو جانے والے یا شہید ہو جانے والے کے حقیقی جانشین کو ٹکٹ دیا جاتا تھا۔ خود نواز شریف اور وائیں نے پرویز سلطان سندری کے ایم پی اے کے قتل پر یعقوب خان چالیسہ والے کا قتل کے بعد انکے وارثوں کو ٹکٹ دیا۔ لیکن یہاں انتہائی بددیانتی اور جرم سیاسی اخلاقیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سپاہ صحابہؓ کے مدمقابل شیخ محمد یوسف کو ٹکٹ دیا گیا۔ اور منطق یہ پیش کی کہ مولانا ایثار القاسمی نے تنظیم ڈسپلن کی خلاف ورزی کرتے ہوئے صوبائی نشست پر آئی جے آئی کے امیدوار کے خلاف الیکشن لڑا تھا۔ حالانکہ فیصل آباد سے چوہدری نذیر احمد کوہستانی والے اور شیعہ جاگیردار عابد حسین نے جھنگ میں بھی اسی طرح دو سیٹوں پر الیکشن لڑا تھا۔ مگر اس پر کوئی ایکشن نہ لیا گیا۔ اور وائیں کے اس آمرانہ اور ظالمانہ فیصلہ پر نواز شریف نے بھی صاد کیا۔ جبکہ آئی جے آئی کے راہنماؤں نے اس پر شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ مولانا سمیع الحق نے کہا یہ نشست جمعیت کی تھی۔ جس پر وائیں نے شب خون مارنے کی کوشش کی ہے اور نواز شریف کی پالیسیوں کو آئی جے آئی کے حقیقی اتحادیوں کی حمایت حاصل نہیں۔ نواز شریف سیاسی مریض ہو چکے ہیں۔ اور وائیں نے جھنگ کے عوام کی حق تلفی کی ہے۔ جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے کہا "جھنگ کی نشست پر ٹکٹ کا حق انہی لوگوں کا تھا جن کے قائدین [illegible] شہید ہوئے ہیں۔ اور ہم وائیں اور نواز شریف کے ظالمانہ فیصلے کو تسلیم نہیں کرتے اور جھنگ کے عوام وائیں کے فیصلے کے پابند نہیں۔" قومی اسمبلی کے ایک مضبوط امیدوار میاں ریاض حشمت جنجوعہ نے بہادری اور دلیری کی روایات کو زندہ رکھتے ہوئے تمام حکومتی دباؤں کے باوجود مظلوموں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کرتے ہوئے مولانا اعظم طارق کے حق میں غیر مشروط دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ سابق ایم پی اے میاں عمر علی جوئیانہ نے بھی سپاہ صحابہ کے امیدوار کی بھرپور حمایت کا اعلان کر دیا۔ جمعیت علماء پاکستان کے مولانا انور حیدر، پیر پٹھان نے مذاکرات کے بعد حمایت کا گرین سگنل دے دیا تھا۔ اور اگلی ملاقات میں دستبرداری کے اعلان کا عندیہ بھی دے دیا مگر شنید ہے اہل اقتدار نے کوئی حربہ اختیار کیا کہ وہ سرکاری امیدوار کی حمایت کرنے پر مجبور ہو گئے اور ۲۰ جنوری کو وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں کے جلسے میں تقاریر کیں۔ جبکہ دوسرے مولانا نوشہ انور حیدر کے بیٹے اور سپاہ صحابہؓ امریکہ کے

Scanned by CamScanner

سرپرست جناب فاروق سلطان چیمہ نے اپنے والد اور مسلک کے قائدین کے اس فیصلے پر انتہائی افسوس اور ندامت کا اظہار کیا۔

اسی طرح متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان کے امیر مولانا پروفیسر ساجد میر کو بھی غلط اور بے بنیاد واقعات بتا کر علامہ عبدالعلیم یزدانی کو بھی بادلِ نخواستہ ایسا ہی فیصلہ کرنا پڑا جبکہ اہلحدیث کے چہرے یہ بتا رہے ہیں کہ انکا دل اور ووٹ سپاہ صحابہؓ کے ساتھ ہے۔ انجمن تاجران اور شہر کے دیگر کاروباری اداروں اور برادریوں نے سپاہ صحابہؓ کی مکمل حمایت کا اعلان کیا۔

تادمِ تحریر دیہات اور شہر میں سپاہ صحابہؓ کی انتخابی مہم زوروں پر ہے۔ حیدر نامی طالبعلم راہنما کو بکر تشدد کے ذریعے یہ بات کہلوانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ جھنگ میں فاروقی صاحب اور اعظم طارق صاحب کے حکم پر ہم نے قتل و غارت کی ہے۔

۲۲ فروری کو مرکزی سیکرٹری سپاہ صحابہؓ جناب یوسف مجاہد کو بھی گرفتار کیا گیا جن کی وجہ سے جھنگ میں اشتعال کی لہر دوڑ گئی۔ مگر سرپرست سپاہ صحابہؓ مولانا ضیاءالرحمٰن فاروقی نے کمالِ تدبر سے کارکنوں کو سنبھالا۔ اور امن کی تلقین کی۔ یوسف مجاہد کی گرفتاری سے سپاہ صحابہؓ کی انتخابی مہم میں تیزی آگئی۔ دوسری طرف ۲۳ فروری کی رات سیٹلائٹ ٹاؤن میں پولیس کے ایک حوالدار کو قتل کر دیا گیا۔ اور باقاعدہ منصوبے کے تحت افواہ پھیلائی گئی کہ قاتلوں نے پہلے اسے للکارا اور کہا کہ یہ انور کا قاتل ہے۔ اس کے علاوہ رشید کے امام باڑوں میں سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کے خلاف انتہائی غلیظ زبان استعمال کی گئی ہے کارکنوں نے حوصلے سے برداشت کیا۔ عوام اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ سپاہ صحابہؓ جو پہلے ہی مظلوم ہے۔ ایسی قسم کی حرکت کر کے انتخابات کے التواء کا بہانہ فراہم نہیں کر سکتی۔

حرف آخر یہ کہ تمام تر حکومتی جبر و تشدد اور ترقیاتی فنڈز کے نام پر لالچ کے باوجود عوام سپاہ صحابہؓ کے امیدوار مولانا اعظم طارق کو کامیاب کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں اگر عوامی رائے اور فیصلے کو جبر، ظلم، دھونس اور دھاندلی کے ذریعے بدلنے کی کوئی کوشش کی گئی تو پھر مجبور اور مظلوم عوام اپنے حق کے لئے ہر انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔

یاد رہے مسلم لیگ کے امیدوار شیخ یوسف کی انتخابی مہم میں ایک سپاہی سے لیکر وزیر اعظم تک سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اللہ فضل و کرم نبیؐ و اصحاب نبیؐ کی برکت سے شکست مسلم لیگ کا مقدر بن چکی ہے

یااللہ مدد کے بیج کا مذاق اڑانے والے کا انجام

ہمارے شہر مظفر گڑھ میں ایک لڑکا (ر) شیعہ جس کا نام افضل تھا۔ اور اس کی سبزی کی دکان تھی۔ اس نے یااللہ مدد کے بیج کی بےحرمتی کی اور مذاق اڑایا جسے محمد عمران نے قتل کر دیا۔ محمد عمران کی عمر ۱۴ سال ہے اور یہ ننھا مجاہد حفظ کر رہا ہے۔ یہ بےحرمتی برداشت نہ کر سکا۔ اور افضل کو قتل کر دیا یہ واقعہ محمد عمران کی اپنی زبانی سنیئے۔

میں ایک دن سبزی خریدنے کے لئے افضل کی دکان پر گیا میں نے یااللہ مدد کا بیج لگایا ہوا تھا۔ افضل سبزی فروش [illegible] نے میرا بیج کھینچ کر پھینک دیا اور مذاق اڑایا۔ مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے وہ بیج اٹھایا اور بغیر سبزی لئے واپس چلا گیا۔ دو تین دن کے بعد افضل سبزی فروش مجھے دوبارہ گلی میں ملا اور کہا کہ یہ بیج تم نے دوبارہ لگایا ہوا ہے۔ اب میں یہ بیج تمہارے سینے سے اتروا کر دکھاؤں گا۔ میں نے کہا کہ میں بھی تمہارے سینے سے یااللہ مدد کا بغض نکلوا کر دکھاؤنگا اسی طرح ہفتے کے بعد وہ افضل مجھے پھر شہر میں ملا۔ اسی دن اچانک وہ بیج میں نے نہیں لگایا ہوا تھا تو اس نے کہا کہ اب تیرے ڈر سے بیج اتار دیا ہے تو مجھے بہت زبردست غصہ آیا اور میں نے سوچا کہ میں اسے ختم کر دونگا۔ کیونکہ میں نے بیج کی بےحرمتی برداشت نہ کی۔ اور مجھے رات دن سکون نہیں آتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے اپنے دوست سے پستول لیا اور جا کر اسے دکان پر جہنم رسید کر دیا اور خود دو دن کے بعد تھانے چلا گیا اور اب میں بہت ہی خوش اور مطمئن ہوں۔

سارا شہر مظفر گڑھ اس معصوم مجاہد کی غیرت کی داد دے رہے ہیں۔ جس نے ۲۱/۱۱/۹۱ جمعہ کو ۳ بجے دن بڑی بہادری سے یہ کام کر دیا۔ جب ننھے مجاہد عمران کو ایس۔ پی کے سامنے لایا گیا تو اس نے خوب کھل کر کہا کہ میں بڑا خوش ہوں کیونکہ میں نے یااللہ مدد کے منکر کو قتل کیا ہے۔ اور آئندہ بھی اگر کسی نے اللہ تعالٰی حضورؐ یا صحابہ کرامؓ کی بےحرمتی کی تو بھی میں اسی طرح ایسے گستاخ کو گرادونگا سب دعا کریں کہ اللہ تعالٰی اس معصوم کو خوشی خوشی سزا بھگتنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اور دعا کریں کہ یہ مجاہد جلد رہا ہو جائے جو کہ سپاہ صحابہؓ کا جیالا نوجوان تھا اور اب ننھا مجاہد عمران ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ میں سزا بھگت رہا ہے اور بہت خوش ہے۔

(طالب حسین صدیقی)

مسلمانوں ہوشیار

(منظور۔ شادن لنڈ)

مجھے اباسین ایکسپریس پہ کوئٹہ جانے کا اتفاق ہوا۔ میں جس ڈبے میں سوار ہوا۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا قاتل امیر معاویہؓ (نعوذ باللہ) اور نیچے لکھا ہوا تھا۔ اہلحدیث یوتھ فورس یہ دشمن صحابہؓ کی ایک نئی چال ہے۔ جو بظاہر مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی سازش ہے۔ مگر اب اللہ کے فضل سے دشمن کی چالیں کارگر نہ ہو سکیں گی (آمین ثم آمین)

بس سٹاپ عمر آباد

بھیڑی کا باڈی ضلع ہنگا پور میں سپاہ صحابہؓ کے قیام کے بعد دو نالی پل (جو ایک بس سٹاپ تھا) نام تبدیل کر کے (عمر آباد) حکومت سے منظور کروایا ہے۔ جس کی اشاعت اخبار میں آچکی ہے۔

(ملک سعید احمد بھیری کا پور ہزارہ)

ہر ایک ذرہ ہے مصروف یادِ حق
برگ ہو کے شجر لا الٰہ الا اللہ
(محمد فاضل فاروقی واہ کینٹ)

Scanned by CamScanner

الاستفتاء

سپاہ صحابہؓ ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر اہتمام سپاہ صحابہؓ کے زخمی، شہداء اور گرفتار شدگان کیلئے زکوٰۃ، صدقات کی ادائیگی کے لئے ملک کے نامور مفتیان اور علماء کرام کا فتویٰ

جامع اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی اور دار العلوم کبیر والا، ملتان کے فتاویٰ جات

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اس وقت سپاہ صحابہؓ پاکستان کے سینکڑوں کارکن زخمی اور قتل وغیرہ کے جھوٹے مقدمات میں ملوث جیلوں میں بند ہیں۔ تین درجن کے قریب شہداء کی بیوگان اور بچے موجود ہیں۔

مذکورہ اراکین کے علاج، قیدیوں کی رہائی، شہداء کے بچوں کی کفالت کیلئے زکوٰۃ، صدقات کی رقم خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں — قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

ابو ریحان ضیاء الرحمن فاروقی سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہؓ پاکستان، مرکزی دفتر جامع مسجد حقنواز شہید جھنگ صدر پاکستان

الجواب:- اگر یہ لوگ و افراد مستحق زکوٰۃ ہیں تو انکی مدد، علاج معالجہ و دیگر ضروریات زکوٰۃ سے پوری کرنی جائز ہیں۔

اور اگر کوئی مستحق نہ ہو تو بعد حیلہ تملیک کے زکوٰۃ کی رقم سے اسکی مدد کرنا بھی جائز ہے۔

فقط والسلام

برطانیہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور پاکستان کے ممتاز علماء، تاجران اور مخیر حضرات کیطرف سے

سپاہ صحابہؓ ویلفیئر ٹرسٹ کا قیام

سپاہ صحابہؓ کے شہداء، زخمی، گرفتار شدگان کے مقدمات اور مستحق افراد کے ساتھ تعاون ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے!

دنیا بھر کے مسلمانوں پر یہ بات واضح کی جارہی ہے کہ پاکستان میں صحابہؓ دشمنوں سے نبرد آزما عالمی تنظیم سپاہ صحابہؓ اس وقت شدید مالی مشکلات اور پرآشوب حالات سے دوچار ہے۔ شہداء کے اہل خانہ کے ساتھ معاونت، زخمیوں کے علاج، قتل کے جھوٹے مقدمات میں ملوث ۲۰۰ کارکنوں کی رہائی کے لئے خطیر رقم کی ضرورت ہے۔

ٹرسٹ میں زکوٰۃ اور صدقات اور عطیات جمع کرا کر گھر بیٹھے بٹھائے عظیم جہاد میں شریک ہوں

اکاؤنٹ نمبر سپاہ صحابہؓ ویلفیئر ٹرسٹ نمبر ۲۷۴۵ یو بی ایل ٹمپل روڈ برانچ لاہور

فون

• مرکزی دفتر جامع مسجد حقنواز شہید جھنگ صدر پاکستان ۳۴۲۹۶ / ۲۹۱۱۹ ۰۴۷

• مرکزی رابطہ آفس سپاہ صحابہؓ پاکستان ۱۰۵ ایلن روڈ لاہور پاکستان

Scanned by CamScanner

اعلیٰ معلومات مستند اور جامع عنوانات پر مشتمل انتہائی خوبصورت کتاب

کیا آپ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے؟ نہیں تو آج ہی خرید لیجئے

فاتح قبرص و شام | کاتبِ وحی | امام مظلوم

رجب کا خاص تحفہ

سیدنا معاویہؓ

تالیف
ضیاء الرحمٰن فاروقی

صفحات: ۱۱۲ ہدیہ ۲۰ روپے

- ایک جلیل القدر صحابی رسولؐ پر انتہائی جامع ذخیرہ۔
- حضرت معاویہؓ کے سوانحی حالات
- حضرت معاویہؓ کی ۱۹ سالہ سیاسی خدمات۔
- حضرت معاویہؓ کا عشق رسولؐ۔
- حضرت معاویہؓ کے اوصاف و کمالات۔
- حضرت معاویہؓ اور اہلبیت رسولؐ
- حضرت معاویہؓ کی حیرت انگیز فتوحات۔
- حضرت معاویہؓ کے بارے میں چودہ سو سالہ ائمہ کی رائے۔
- حضرت معاویہؓ غیر مسلموں کی نظر میں۔
- حضرت معاویہؓ کے بارے میں اہلسنت کا عقیدہ۔
- حضرت معاویہؓ حضورؐ کی زبان میں۔ • حضرت معاویہؓ پر اعتراضات کا جائزہ۔

ناشر: ادارہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد پاکستان فون: ۳۱۱۲۴

Scanned by CamScanner